

عزات سیریز

بلا سٹرائیک

PDFBOOKSFREE.PK

منظہر کلیم ایم اے

عشق سیریز

بلال سڈاٹیک

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

PDFBOOKSFREE.PK

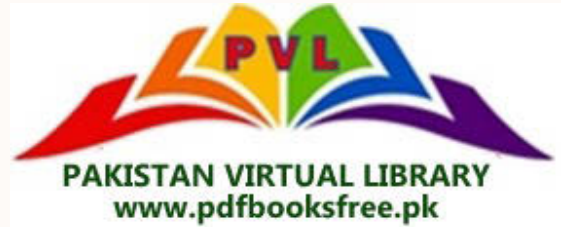
پاک گیٹ
ملتان

یوسف برادرز

چند باتیں

جميع حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام بہ تمام کردار و واقعات اور
پیش کردہ پیرائے قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹر، قلمی ذمہ دار نہیں ہونگے



ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

پرنٹر ----- محمد یونس

طابع ----- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 65/- روپے



محترم قارئین - سلام مسنون - بلا سزا ایک - کا دوسرا اور آخری
حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ پہلا حصہ پڑھنے کے
بعد آپ اسے پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے۔ کیونکہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد اب اپنے عروج کی طرف گامزن
ہے لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں تو اس
حصے کا لطف دو بالا ہو جائے گا۔

سیت پور سے خواجہ غلام قنبر صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں
کا پرانا قاری ہوں۔ ابھی میں نے میٹرک کا امتحان نہیں دیا تھا کہ آپ
کے ناول پڑھنے شروع کئے اور اب میں خود استاد ہوں اس کے باوجود
آپ کے ناولوں کا مطالعہ جاری ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کے
ناول ہر لحاظ سے معیاری ہوتے ہیں گزشتہ دنوں آپ کا ناول "سنیک
سرکل" پڑھا۔ واقعی لا جواب شاندار بلکہ شاہکار ناول تھا۔ مسلمانوں
کے خلاف یہودیوں کی بھیانک سازشوں کو آپ جس طرح آشکار
کرتے ہیں اس سے حقیقتاً آپ نے ہم مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی
ہیں۔ میری آپ سے ایک گزارش بھی ہے کہ آپ مذہبی تعصب کے
خلاف بھی ضرور کوئی ناول لکھیں کیونکہ یہ بھی یہودیوں کی ہی سازش
ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک درخواست بھی ہے کہ آپ تنویر کو منع کر

دیں کہ وہ عمران کا رقیب نہ بنے۔ اسے یہ زب نہیں دیتا کہ وہ عمران کا رقیب بننے کی کوشش کرے۔"

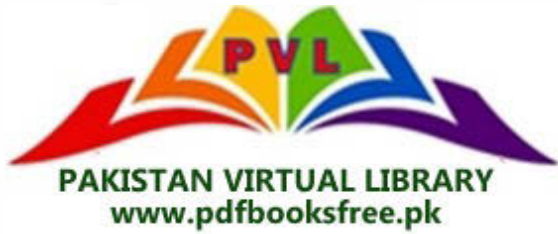
محترم خواجہ غلام قنبر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے یہودی سازشوں کے بارے میں جس تشویش کا اظہار کیا ہے یہ آپ کے دل میں موجود اسلامی حزب کی دلیل ہے۔ جہاں تک تنویر کے عمران کے رقیب بننے کی بات ہے تو میں خط پڑھتے ہوئے بھی سمجھا تھا کہ آپ اسے بھی یقیناً یہودی سازش ہی قرار دیں گے لیکن شاید تنویر کی کوئی نیکی اس کے کام آگئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ تنویر کو عمران کا رقیب بننا زب نہیں دیتا تو محترم یہی بات تنویر بھی کہتا ہے کہ عمران کو یہ زب نہیں دیتا کہ وہ اس کا رقیب بنے۔ لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ جس کی خاطر یہ دونوں ایک دوسرے کے رقیب بنے ہوئے ہیں وہ انہیں سرے سے ایک دوسرے کا رقیب ہی نہیں سمجھتی۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے۔

چک نمبر N59/p خان پور سے محترم غلام فرید صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ یوں تو آپ کا ہر ناول اپنی جگہ شاہکار کا درجہ رکھتا ہے لیکن مجھے ناول "واٹر پارڈ" بے حد پسند آیا ہے۔ اس ناول میں آپ کے قلم کی عظمت پسند پورے عروج پر ہے۔ ایسے ناول لکھ کر آپ واقعی جاسوسی ناول لکھنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اللہ ایک شکایت آپ سے ضرور ہے کہ کیا عمران کے لئے اب صرف مجرم تنظیمیں ہی رہ گئی ہیں۔ دوسرے ملکوں کے ایجنٹ یا

سرکاری تنظیمیں عمران کے ملک کا رخ کیوں نہیں کرتیں۔ کیا سب ملکوں نے پاکیشیا سے دوستی کر لی ہے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم غلام فرید صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔ مجرم تنظیموں کے ساتھ ساتھ دوسرے ملکوں کی سرکاری تنظیمیں اور ایجنٹ بھی عمران سے ٹکراتے رہتے ہیں۔ اللہ یہ بات درست ہے کہ مجرم تنظیموں کی تعداد ان کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اصل میں اس کی وجہ بین الاقوامی پیچیدہ حالات ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں ہر ملک دوسرے ملک کے ساتھ کسی نہ کسی انداز میں بہر حال وابستہ رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ کسی بھی ملک کے خلاف کام کرتے ہوئے بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ وہ براہ راست سامنے آنے کی بجائے کسی طاقتور مجرم تنظیم کو سامنے لا کر اپنا مقصد حاصل کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر مجرم تنظیمیں ہی سامنے آتی ہیں۔ لیکن درپردہ وہ کسی نہ کسی ملک کے لئے ہی کام کر رہی ہوتی ہیں۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔

سرائے نورنگ بنوں سے محترمہ اجالا حیات صاحبہ لکھتی ہیں۔ "گذشتہ کئی سالوں سے آپ کے ناولوں کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ میں نے کئی بار سوچا کہ آپ کو خط لکھوں۔ لیکن چونکہ وضاحت طلب کوئی بات نہ ملتی تھی اس لئے خط نہ لکھ سکی۔ اس بار "ہاٹ فاسٹ" پڑھتے



”اوہ چمن تم۔ آؤ۔ آؤ۔..... بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھ ہوئے لیے قد اور بھاری جسم کے سردار موہن سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ چمن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی تھے۔ حویلی کے قریب پہنچ کر عمران نے چمن کے ہاتھ بھی آزاد کر دیئے تھے اور عمران نے چمن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کوئی شرارت نہ کرے تو اسے واقعی آزاد کر دیا جائے گا۔

”سردار موہن۔ یہ میرے دوست ہیں اور میں انہیں ایک خاص کام کے لئے جہازے پاس لے آیا ہوں۔..... چمن نے سردار موہن سے مصافحہ کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ جہازے دوست ہیں تو جہازے بھی دوست ہوئے۔“ سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی طرف مصافحے

ہوئے ایک بات وضاحت طلب آگئی ہے۔ اس ناول میں جوزف نے افریقہ کے پراسرار علوم کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیشے کی طرف پشت کر کے شیشہ توڑ دیا۔ لیکن کیسے اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔“

محترمہ اجالا حیات صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جوزف نے پراسرار علوم کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیشہ کس طرح توڑا اور اس کی وضاحت کہیں درج نہیں کی گئی تو محترمہ پراسرار کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی اور ہو سکتا ہے کہ خود جوزف کو بھی یہ علم نہ ہو کہ ایسا کس طرح ہوتا ہے۔ البتہ اگر جو انا عمران سے وضاحت پوچھ لیتا تو اس پراسراریت کی کوئی نہ کوئی توجیہ سامنے آ جاتی۔ کیونکہ عمران بہر حال جوزف سے بھی زیادہ افریقہ کے پراسرار علوم سے واقف ہے۔ اس لئے تب تک آپ کو بہر حال انتظار کرنا ہو گا جب تک یہ بات جو انا عمران سے نہیں پوچھ لیتا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے اپنا نام آصف اور دوسرے ساتھیوں کے بھی تبدیل شدہ نام بتائے۔

”اوہ۔ تم مسلمان ہو۔ پھر تو تم شراب نہیں پیو گے۔ تمہارے لئے کافی مگکوتا ہوں۔“ سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف کمرے ملازم کو بلا کر اسے سب کے لئے کافی لانے کے لئے کہا۔

”سردار موہن سنگھ۔ میرے ان دوستوں کو بھوجا پہاڑیوں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ میں اس لئے انہیں تمہارے پاس لے آیا ہوں۔“ چمن نے کہا۔

”بھوجا پہاڑیوں کے بارے میں۔ کیسی معلومات۔ وہاں تو اس وقت فوج کا قبضہ ہے۔“ سردار موہن نے چونک کر کہا۔

”اس لئے تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمارا تعلق معدنیات کے شعبے سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ بھوجا پہاڑیوں میں اہتائی قیمتی معدنیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور یہ ذخیرہ بالکل وہیں ہے جہاں فوج نے کوئی اذہ بنا رکھا ہے۔ فوج میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ خبر بھی ہوتے ہیں اور لکھنت بھی۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے راستے سے اس جگہ پہنچ جائیں جہاں یہ ذخیرہ ہے اور ایک چھوٹے سے آلے سے اس کی فاسل چیکنگ کر کے خاموشی سے واپس آ جائیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو اس سلسلے میں میرا کیا کردار ہے۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا

ہوں۔“ سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔ اسی لمحے ملازم ٹرے میں کافی کے بڑے بڑے کپ رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک کپ سب کے ہاتھ میں دیا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”چمن نے بتایا ہے کہ آپ ان بھوجا پہاڑیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے آپ کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں جناب۔ فوج کی موجودگی میں میں ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ گو مجھے معلوم ہے کہ چمن بھی سرکاری آدمی ہے لیکن فوج کی موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ فوج مجھے گولی سے اڑا سکتی ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔“ سردار موہن سنگھ نے صاف اور دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ ایسے راستے سے بہر حال واقف ہیں۔“ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ فوج نے اپنا خفیہ اذہ وادی ترنام میں بنایا ہوا ہے۔ میرا سارا کاروبار چونکہ فوج کی ان پہاڑیوں میں آمد کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے اور مجھے روزانہ لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے اس لئے میں نے بھاگ دوڑ کر کے فوج کے ایک باخبر آدمی سے رابطہ کیا اور اس نے مجھے بتایا کہ فوج ابھی تین ہفتوں تک پہاڑیوں میں رہے گی اور خاص طور پر وادی ترنام میں۔ کیونکہ وادی ترنام میں

ہی میرا سب سے بڑا سٹور ہے اب بھی لاکھوں روپے کی شراب وہاں موجود ہے اور وہاں تک جانے کا ایک خفیہ راستہ بھی ہے لیکن اس راستے کے آغاز سے پہلے ہی فوج موجود ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔ وہاں تک نہیں جاسکتا اور نہ آپ کو لے جاسکتا ہوں۔..... سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اگر تین ہفتوں کی بات ہے تو پھر تین ہفتے تو انتظار کیا جاسکتا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ فوج شاید طویل عرصے تک یہاں رہے۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ادھ نہیں جناب۔ یہ حتمی خبر ہے۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔..... چمن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر سردار صاحب کو اعتراض نہ ہو تو ہم کچھ دن یہاں ان کے مہمان بن کر رہ جائیں۔ یہ سارا علاقہ بے حد خوبصورت ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ مہمان ہیں۔ آپ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتے ہیں۔ آپ کے لئے کمرے بھی یہاں موجود ہیں اور ملازم بھی۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”بہت شکریہ سردار صاحب۔ آپ واقعی سچے اور کھرے آدمی ہیں۔ لیکن فوج کے اس آدمی سے آپ نے رابطہ کیسے کیا تھا۔ آپ وہاں گئے

تھے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کوئی چھوٹا موٹا دھندہ نہیں کرتا۔ مشکبار میں میرے مقابل میں کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ میرے پاس انتہائی جدید ٹرانسمیٹر موجود ہیں اور میرے آدمی بھی پوری طرح تربیت یافتہ ہیں۔“ سردار موہن سنگھ نے بڑے فاعرانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں نے تو انتہائی ضروری کام سے واپس جانا ہے۔“ چمن نے امید بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ چاہیں تو جاسکتے ہیں۔ باقی آپ خود سمجھادیں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں اور مجھ پر یقین رکھیں کہ آپ کی جہاں موجودگی کا فوج کو علم نہ ہوگا۔..... چمن نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چمن اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے ابھی سے۔ کیا مطلب۔ دو چار روز تو رہو۔..... سردار موہن سنگھ نے چمن کو اس طرح اٹھتے دیکھ کر کہا۔

”شکریہ۔ لیکن انتہائی ضروری سرکاری کام ہے اس لئے مجھے فوری طور پر جانا ہے۔ میں پھر آؤں گا۔..... چمن نے کہا اور پھر وہ سردار موہن سنگھ، عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ایک منٹ۔ میں تمہیں باہر تک چھوڑ آؤں۔..... عمران نے

اٹھ کر کہا اور پھر وہ چھن کو ساتھ لئے کمرے سے باہر آگیا۔

"جیب کی ہمیں ضرورت رہے گی۔ اس لئے تم اگر چاہو تو سردار موہن سنگھ سے کوئی سواری لے سکتے ہو اور ہاں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے وعدے کا خیال رکھنا۔ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی کو بتایا تو ہمارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا لیکن جہارے ساتھ ہم سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔" عمران نے بیرونی دروازے پر پہنچ کر چھن سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ میں آخری سانس تک وعدہ نبھائوں گا اور میں سردار کی جیب بھی نہیں لے جانا چاہتا۔ یہاں اس کی جیب کو سب بھگتتے ہیں۔ اس طرح آپ کی یہاں موجودگی کا بھی کسی کو شک پڑ سکتا ہے۔ میں پیدل ہی یہاں ہے جاؤں گا۔" چھن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور چھن نے مسکراتے ہوئے عمران سے مصافحہ کیا اور تیزی سے چلتا ہوا حویلی کے بڑے پھاٹک سے باہر چلا گیا۔ عمران واپس اس کمرے میں آیا جہاں اس کے ساتھی اور سردار موہن سنگھ موجود تھا۔

"چھن چلا گیا ہے۔" سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلادیا۔

"تو پھر میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" سردار موہن سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"آپ بھی آجائیں۔" سردار موہن سنگھ نے عمران کے

ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک علیحدہ کمرے میں آگیا۔

"آپ اصل میں کون ہیں۔ مجھے کھل کر بتائیے۔" سردار موہن سنگھ نے دروازہ بند کر کے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اصل کا کیا مطلب۔" عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اگر آپ کا تعلق مشکبار کی تحریک آزادی سے ہے تو آپ مجھے کھل کر بتائیے۔ میں آپ کی بھرپور امداد کروں گا کیونکہ مشکبار میں سکھوں کی ایک تنظیم بھی مشکباری مجاہدین کی حمایت میں کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم کا خفیہ نام سنگھام ہے اور میں اس تنظیم کا اس علاقے کا انچارج ہوں۔" سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"سنگھام۔ اوہ۔ اس کا انچارج شیر سنگھ تو نہیں ہے۔" عمران نے کہا تو سردار موہن سنگھ حیرت سے اچھل پڑا۔

"آپ سردار شیر سنگھ کو جانتے ہیں۔" سردار موہن سنگھ نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا سردار شیر سنگھ سے میری بات ہو سکتی ہے۔ تم اسے پرس فاف ڈھب کا حوالہ دے سکتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ آپ لوگ واقعی مشکباری مجاہدین ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔"

سردار موہن سنگھ نے کہا اور اٹھ کر اس نے کمرے میں موجود ایک الماری کھولی اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک جدید

ساخت کا کلسٹ فریکٹس کا لائنگ ریج ٹرانسمیٹر نکالا اور الماری بند کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھ دیا۔

"تم نے اندازہ کیسے لگایا تھا؟"..... عمران نے پوچھا۔

"چھمن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس کا تعلق کافرستان کی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ چھمن نے چند مشکبازی مجاہدین کو میرے درے پر چھپایا تھا لیکن وہ لوگ وہاں سے نکل گئے اور چھمن کو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ پھر جب اچانک چھمن آپ لوگوں کے ساتھ یہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ آپ لوگوں سے خوفزدہ تھا۔ پھر آپ نے بھوجا بھایلوں کی بات کر دی تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہی مشکبازی مجاہدین ہیں اور آپ نے کسی طرح چھمن کو یہاں آنے اور مجھ سے تعارف کرانے پر مجبور کر دیا ہے۔ پھر چھمن نے جب اجازت لی تو آپ نے اس سے خاص قسم کی بات کی۔ جس سے میرا شک یقین میں بدل گیا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے چھمن کو زندہ کیوں جانے دیا ہے۔ وہ تو فوری طور پر آپ لوگوں کی یہاں موجودگی کی اطلاع دے دے گا۔"..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ تم سے ہماری ملاقات کرے تو ہم اسے زندہ جانے دیں گے اور وعدہ توڑنے کے لئے نہیں ہوتا باقی جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"..... عمران نے کہا تو سردار موہن سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے مخصوص سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایم۔ ایس۔ ہیلو ہیلو۔ ایم۔ ایس۔ اور۔۔۔۔۔ سردار موہن سنگھ نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"ہیس۔ ایس۔ ایس انڈنگ۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"باس۔ کیا آپ کسی پرنس آف ڈھپ کو جانتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا نام لیا ہے تم نے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو سردار موہن سنگھ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"پرنس آف ڈھپ باس۔ اور۔۔۔۔۔ سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہیں یہ نام کس نے بتایا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی تیز لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ایس۔ ایس صاحب۔ اگر تم ایس۔ ایس کے ساتھ پی لگا لیتے تو دو چار تھانوں کے انچارج تو رعب میں آجاتے اور اگر ایس۔ او۔ ایس ہوتا تو تب بھی شاید کوئی خطرے کی یہ کال سن کر ہماری مدد کو آ جاتا۔ لیکن خالی ایس۔ ایس تو کسی صابن کا ہی نام ہو سکتا ہے۔ مطلب ہے صاف ستھری دھلائی کرنے والا۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے سردار موہن سنگھ کو ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے منع کرتے ہوئے

خود ہی بات شروع کر دی۔

"اوه - اوه - تم - اوه - اوه - اوه - تم یہاں - اوه - کیا مطلب - اور -" دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران بھی اس سے بات کر سکتا ہے۔

"یہ ایم - ایس صاحب تو بڑے عقلمند ہیں - ان کی عقلندی دیکھ کر تو مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ واقعی وہی سردار ہیں جن کی عقلندی کے لطیف دنیا میں مشہور ہیں - اور -" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوه - اوه - ایم - ایس - تھری تھری دن پر کال کرو - تھری تھری دن پر - فوراً - اور ایجنڈا آل -" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور سردار موہن سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"آپ حیف سے اس انداز میں بات کر سکتے ہیں - اوه - آپ تو میرے تصور سے بھی بڑے آدمی ہیں - ایسے میرے ساتھ - تھری تھری دن تو نیچے تہہ خانے میں ہے - آئیے -" سردار موہن سنگھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے جلدی سے اسے وائس الماری میں رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں انہیں لے آیا تو عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں تو مکمل آپریشن روم بنا ہوا تھا۔ انتہائی جدید ترین مشینری وہاں نصب تھی - سردار موہن سنگھ ایک مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس مشین کو آن کر کے اس پر موجود

مختلف نابین گھما کر ڈائل پر سونیاں ایڈجسٹ کیں اور پھر بن دبا کر مشین آن کر دی۔ عمران اسے دیکھتے ہی کچھ گیا کہ یہ جدید ترین ریو ویز ٹرانسمیٹر ہے جس کی کال کو کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایسی مشین تھی جو شاید ابھی تک ترقی پذیر ملکوں کی حکومتوں کو بھی حاصل نہ ہو سکی ہوگی جبکہ یہ یہاں جمہات میں موجود تھی۔

"ہیلو - سردار موہن سنگھ بول رہا ہوں حیف -" سردار موہن سنگھ نے اس بار واضح الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈمپ سے بات کراؤ -" مشین سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"میں - پرنس بول رہا ہوں شیر سنگھ - میں تو اب تک جہیں قالین کا ہی شیر کھتا رہا تھا لیکن یہاں اس اڈے میں اس قدر جدید ترین اور قیمتی مشینری دیکھ کر تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم قالین کے نہیں بلکہ بچ کچ کے شیر ہو -" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب - سنگھام کافرستان میں سکھ ریاست کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے - اس لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے - سردار موہن سنگھ مشکبار کا انچارج ہے - بظاہر تو یہ سمجھ رہے ہیں یہ ہمارا خاص آدمی ہے - مگر آپ یہاں اس کے اڈے پر کیسے پہنچ گئے -" مشین سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"اوه - تو یہ بات ہے - مجھے اتنا تو معلوم تھا کہ جہارا تعلق اس ریاست کے لئے جدوجہد کرنے والوں سے ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا

کہ تم اس قدر اہم آدمی ہو۔ بہر حال آج سچہ چل گیا اور اب تو تم غراؤ گے بھی یہی تو میں ڈر جاؤں گا۔ جبکہ پہلے تمہاری دھڑکن کر بھی میں کان جھٹک دیا کرتا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے شیر سنگھ کا قبضہ سٹائی دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ نے میری درخواست پر غور نہیں کیا۔ اگر آپ ہماری مدد کر دیں تو ہم کافرستان کو ناکوں چنے جوا سکتے ہیں۔“ شیر سنگھ نے کہا۔

”فی الحال تو کافرستان مشکبار کے سلسلے میں ہمیں ناکوں کیا کانوں چنے جوا رہا ہے۔ بہر حال میرا وعدہ کہ جب بھی موقع ملا اور مجھ سے جو کچھ بھی ہو سکا میں تمہارے لئے ضرور کروں گا..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ کے اس وعدے نے ہمیں بے حد حوصلہ دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ سردار موہن سنگھ کے ہاں کیسے پہنچے اگر کوئی مسئلہ ہے تو کھل کر بات کریں۔ سردار موہن سنگھ تو کیا ہماری پوری تنظیم آپ کے لئے ہر ممکن کام کرے گی..... شیر سنگھ نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”بے حد شکریہ۔ تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے۔ اگر تم سردار موہن سنگھ کو بریف کر دو تو اس سے تفصیلی بات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”سردار موہن سنگھ..... شیر سنگھ نے کہا۔

”میں چیف..... اس بار سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

”سردار موہن۔ پرنس آف ڈھمپ علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا کے عظیم ترین آدمی ہیں یہ یقیناً تمہارے پاس مشکباری مجاہدین کی مدد کے سلسلے میں پہنچے ہوں گے۔ تم نے ان کی اس طرح مدد کرنی ہے کہ سنگھام کو اس مدد پر فخر ہو..... شیر سنگھ نے کہا۔

”میں چیف۔ آپ بے فکر رہیں..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کو شاید جلدی ہے۔ جب آپ فارغ ہو جائیں تو پھر مجھ سے ضرور بات کر لیں۔ میں آپ کی کال کا منتظر ہوں گا۔“ شیر سنگھ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کے۔ گڈ بائی..... شیر سنگھ نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے آگے بڑھ کر مشین آف کر دی۔

”آپ تو عظیم ترین آدمی ہیں جناب۔ اب آپ فرمائیں کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں.....“ سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ انہیں آپریشن روم سے لھٹے ایک کمرے میں لے آیا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔

”اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ بھوجا بھایوں پر ہونے والے اس فوجی آپریشن کے سلسلے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کافرستان نے

وادی ترنام میں کوئی خفیہ سٹور بنایا ہے جس میں اہتائی خوفناک اسلحہ سٹور کیا جا رہا ہے اور اس کی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے۔ سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ کی تفصیلات بتادیں۔

”تو تمہارے اس خفیہ رستے سے بھی وہاں نہیں پہنچا جاسکتا.....“
عمران نے پوری تفصیل سننے ہوئے کہا۔

”مجبوری یہ ہے عمران صاحب کہ جس عمارت سے اس خفیہ رستے کا دھاندہ ہے اس عمارت پر کافرستان کی ایک خفیہ ہتھکنسی جسے پاور ہتھکنسی کہا جاتا ہے نے میڈ کوائر بنالیا ہے اور اس پورے علاقے میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں.....“ سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس میک اپ کا سامان تو ہوگا.....“ عمران نے جلد لے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں۔ اہتائی جدید قسم کا سامان ہے۔ ہماری تنظیم کے ہر کارکن کو گرسٹ لینڈ کے میک اپ کے ماہرین سے تربیت دلائی گئی ہے۔ ابھی ہماری تنظیم ابتدائی تیاریوں میں مصروف ہے۔ جب تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو ہم کافرستان حکومت کے خلاف پوری قوت سے کام شروع کر دیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ حکومت کافرستان کو ہمارے مقابلے میں گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے اور سکھ ریاست وجود میں آجائے گی.....“ سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کے۔ تم وہ سامان بھی لاؤ اور اپنے آدمیوں میں سے ہمارے ذیل ڈول اور ہمارے قذوقامت کے آدمی بھی تلاش کر کے کہاں بلوالو ہم ان کے میک اپ میں اس خفیہ رستے کی طرف جائیں گے۔ وہ مقامی آدمی ہوں گے اس لئے ہم پر فوری طور پر کوئی شک نہ کر سکے گا اور ہم ان پر اپنا میک اپ کر دیں گے۔ تم انہیں بعد میں کسی ایسے رستے سے پاکیشیا بھجوا دینا کہ خفیہ ہتھکنسیاں انہیں پکڑ نہ سکیں اور انہیں یہ اطلاع بھی مل جائے کہ ہم واپس چلے گئے ہیں۔ اس طرح ان کی سرگرمیاں اس قدر زور شور سے جاری نہ رہ سکیں گی اور ہم کامیابی کی طرف بڑھ جائیں گے.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے بھتیجی۔ یہ درست ہے اس طرح واقعی ان خفیہ ہتھکنسیوں کو آسانی سے ڈال دیا جاسکتا ہے۔ آپ اوپر والے کمرے میں آ جائیں۔ میں انہیں وہیں لے آتا ہوں۔ میک اپ کا سامان بھی وہیں پہنچ جائے گا.....“ سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ حویلی کے اوپر والے حصے کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ سردار موہن سنگھ باہر چلا گیا اور پھر اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور حیرت انگیز طور پر ان سب کے قذوقامت عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملتے تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑا سا باکس اٹھایا ہوا تھا۔

”یہ ہمارے خاص کارکن ہیں بھتیجی۔ آپ بے فکر ہو کر اپنی

کارروائی کریں۔ یہ آپ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کریں گے اور یہ بھی بتاؤں کہ ان سب نے میک اپ کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہوئی ہے..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب تم ان کا تفصیلی تعارف بھی کراؤ تاکہ ہم ان کا روپ و حار سکھیں“۔ عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے میک اپ کا تفصیلی تعارف کرا دیا۔ عمران نے ان سب سے باری باری مختلف سوالات کئے اور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو اس نے اس باکس کو کھولا جس میں میک اپ کا انتہائی جدید سامان موجود تھا اور پھر اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے پر اور پھر باری باری اپنے ساتھیوں کے چہروں پر ان کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

”آپ تو ماہر ہیں جناب۔ ہمارے گرسٹ لینڈ کے اسٹاؤ سے بھی زیادہ ماہر..... ایک آدمی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”آؤ بیٹھو۔ اب میں تم پر میک اپ کر دوں۔ تجھے ڈبل میک اپ کرنا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔

”ڈبل کیوں..... سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے ان پر میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا اصل میک اپ کروں گا۔ ایسا میک اپ جو کسی جدید سے جدید میک اپ وائر سے بھی صاف نہیں ہو سکتا۔ یہ میک اپ کھال کے مساموں میں اس طرح جذب

ہو جاتا ہے کہ کھال تو چھل سکتی ہے لیکن میک اپ صاف نہیں ہو سکتا تاکہ اگر یہ لوگ انجنیئروں کے ہاتھ لگ بھی جائیں تو وہ انہیں اصل سمجھیں۔ پھر ان پر اپنا وہ میک اپ کروں گا جس طے میں ہم انجنیئروں کے ہاتھ لگے تھے۔ یہ عارضی میک اپ ہو گا جو آسانی سے صاف ہو سکے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوه۔ آپ کا مطلب ہے کہ اگر یہ لوگ پکڑے بھی جائیں تب بھی ان کا میک اپ صاف نہ ہو سکے اور انجنیئر والے انہیں اصل ہی سمجھتے رہیں“..... سردار موہن نے کہا۔

”ہاں۔ یہ میں احتیاط کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ تمہارے تردیت یافتہ کارکن آسانی سے ہاتھ نہ آسکیں گے“۔ عمران نے کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں۔ اگر یہ ہاتھ آ بھی گئے تو انہیں چھڑایا جائے گا۔ میرے آدمی مسلسل ان پر نظر رکھیں گے۔ آپ اپنا فائدہ

دیکھیں“..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد عمران نے سردار موہن

سنگھ کے آدمیوں پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مستقل میک اپ کر دیا۔ یہ سب اب اس کمرے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصل

شکلوں میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔

”آپ واقعی ماہر فن ہیں جناب۔ اس قدر کامیاب اور مکمل میک اپ کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو بتائیں کہ آپ نے کہا ہے کہ اس میک اپ کو کسی صورت بھی صاف نہیں کیا جاسکتا۔ پھر یہ کیسے

صاف ہوگا۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”بڑی آسانی سے صاف ہو جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی میں نمک ڈال کر اسے اتنا گرم کر دو کہ اس میں سے بھاپ نکلنے لگے۔ صرف وہی بھاپ اس میک اپ کو صاف کر سکتی ہے۔ ورنہ یہ کسی صورت بھی صاف نہیں ہو سکتا۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا ہی حیرت انگیز۔ پھر تو آپ اس کا نسخہ مجھے بھی بتا دیں۔ بہر حال آپ نے کیا تو اسی میک اپ باکس سے ہی ہے۔..... سردار موہن سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بتا دوں گا مگر واپسی پر۔ بس صرف مختلف میوہوں کو ایک مخصوص تناسب سے مکس کرنا پڑتا ہے۔..... عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

”اب تم لباس اتار دو تاکہ ہم آپس میں لباس بدل لیں۔ اس کے بعد میں عارضی میک اپ کروں گا۔..... عمران نے کہا پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے لباس تبدیل کر لئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی مقامی لگ رہے تھے۔

”اب تم یہ سمجھو تاکہ اب میں تمہارے چہروں پر عارضی میک اپ کر دوں۔..... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ارے نہیں صاحب۔ اس کے لئے آپ تکلیف نہ کریں۔ یہ خود کر لیں گے۔ انہیں بھی کرنا آتا ہے میک اپ۔ آپ میرے ساتھ آئیں

تاکہ آپ کو کھانا وغیرہ کھلایا جاسکے۔..... سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کی بات مان لی اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار موہن سنگھ کے ساتھ اس کمرے سے نکلے۔

”کھانے کا انتظام میں نے اپنے گھر میں کیا ہے۔ یہ تو میری حویلی ہے۔ گھر سونا گاؤں میں ہے۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ہلادیا اور پھر وہ سردار موہن سنگھ کی جیب میں بیٹھ کر اس کی حویلی سے نکلے اور گاؤں کی طرف بڑھ گئے۔ حویلی کے گرد چاروں طرف دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے کیونکہ یہ جگہ پہاڑی نہ تھی بلکہ ایک درخیز وادی میں واقع تھی۔ گاؤں میں سردار موہن سنگھ کا مکان سب سے الگ اور نمایاں تھا۔ سردار موہن سنگھ نے کھانے کا واقعی بڑے بانگلف انداز میں اہتمام کیا تھا اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے ان سب نے ہی کھانا ڈٹ کر کھایا۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔

”بہت بہت شکریہ سردار موہن سنگھ۔ تمہاری یہ مہمان نوازی ہمیں یاد رہے گی۔ پھر انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اب ہمیں اجازت دو۔“ عمران نے کہا۔

”آپ بے شک جیب لے جائیں۔ جہاں جی چاہئے اسے چھوڑ دیں۔ میرے آدمی لے آئیں گے۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”اوہ گڈ۔ پھر تو مسئلہ کافی حل ہو جائے گا۔ البتہ تم اپنے آدمیوں کو کہہ دینا کہ وہ حتی الوسع کوشش یہی کریں کہ وہ کسی کے ہاتھ نہ

کہ وہ آپ کا انتہائی گہرا دوست ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”میں جانتا ہوں اسے عمران صاحب اور میری اس سے گریٹ لینڈ کے ایک کلب میں ملاقات ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔“
”گریٹ لینڈ۔ اس قدر طویل فاصلے پر کال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔“
صفدر نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ وہ کافرستان میں ہے۔ گریٹ لینڈ میں میرے دوست لارڈ منو تھی سے اس کی دوستی تھی۔ لارڈ منو تھی کے ہاں ایک دعوت میں اس سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور لارڈ منو تھی نے ہی اس سے تفصیلی تعارف کرایا تھا۔ پھر گریٹ لینڈ میں اکثر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ وہ کسی ایسی تنظیم سے منسلک ہے جو کافرستان میں سکھ ریاست کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہی اس تنظیم کا چیف ہے اور یہ تنظیم اس قدر متعظم اور جدید وسائل کی حامل ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”آپ نے اسلئے کے بارے میں سوال کا جواب نہیں دیا عمران صاحب۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”اسلئے کسی بھی وقت چیک ہو سکتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً میں نے ساتھ نہیں لیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر ان کی جیب کے اوپر سے گزرا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس ہیلی کاپٹر پر تو کرنل فریدی کے بلیک فورس کا

آئیں۔ پوری طرح محتاط رہیں۔۔۔۔۔ عمران نے باہر نکل کر جیب کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔“ سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار موہن سنگھ سے مصافحہ کر کے اور اس کا شکریہ ادا کر کے جیب میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا اس نے جیب سنارٹ کی اور اسے لے کر گھر سے باہر آگیا۔

”کمال ہے۔۔۔۔۔ قدرت بعض اوقات ایسے ادا کرتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ لیکن عمران صاحب۔ آپ نے اپنے ساتھ اسلئے تو لیا نہیں۔۔۔۔۔ جیب کے گاؤں سے باہر آتے ہی صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تم بولے تو یہی۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم سب نے شاید گوٹے کا گٹو کھالیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔“
”گوٹے کا گٹو۔ وہ کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔“
”یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ بہر حال اس محاورے کا مطلب ہے گوٹوں کی طرح خاموش رہنا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر ہنس پڑا۔

”آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو بات کرنے کی گنجائش ہی کہاں ملتی ہے۔ ویسے یہ شیر سنگھ کون ہے۔ پہلے تو اس کا ذکر نہیں سنا جبکہ آپ سے ہونے والی اس کی بات ہجیت سے تو یہی معلوم ہوتا تھا

مخصوص نشان موجود ہے اور اس کا رخ بھی سونا رنگوں کی طرف ہی ہے۔ عمران نے چونک کر کہا تو سب ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”کرئل فریدی کی بلیک فورس۔“ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں۔ اب اس کا انچارج کرئل موہن ہے۔ وہی کرئل موہن جس نے ہمیں ہوٹل سے اغوا کرایا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہیں حویلی میں ہماری موجودگی کی اطلاع مل گئی ہے۔ یہ وہاں ریڈ کرنے جا رہے ہیں۔ عمران نے کہا اور جیب کو اس نے موڑ کر سائیڈ پر پٹنے ہوئے درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دیا۔

”کیا مطلب۔ آپ نے جیب کیوں روک دی۔“ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”پہلے چیک کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ابھی سردار موہن سنگھ کے آدمی جن پر ہمارا مسک اپ ہے حویلی میں ہی ہوں گے۔ اگر وہ ہمیں پکڑے جاتے ہیں تو پھر ہمارے لئے مسک بن جائے گا۔ عمران نے کہا اور جیب سے اتر کر وہ ایک درخت کی طرف بڑھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کسی پھر تیلے بندر کی طرح اس درخت پر چڑھا ہوا اس درخت کی چوٹی کی طرف بڑھنے لگا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور ایک ایک درخت پر وہ بھی چڑھنے لگے۔ شاید انہیں بھی خیال آگیا تھا کہ درخت کی چوٹی سے وہ حویلی کو باسانی چیک کر سکیں گے۔ عمران کافی بلندی پر پہنچ کر رک گیا سہاں سے واقعی دور کھیتوں میں موجود

حویلی صاف دکھائی دے رہی تھی اور ابھی وہ پوری طرح ایڈجسٹ بھی نہ ہو سکا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کو حویلی پر غوطہ لگاتے ہوئے دیکھا۔

”اوہ وری بیڈ۔ یہ تو میزائل فائر کر رہے ہیں۔ عمران نے ہیلی کاپٹر سے میزائل نکل کر حویلی پر گرتے دیکھ کر کہا۔

اور پھر اہتائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں ان کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ ہیلی کاپٹر مسلسل حویلی پر پکڑ کاٹ کر میزائل فائر کر رہا تھا۔ ان خوفناک میزائلوں کی وجہ سے حویلی مکمل طور پر تباہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ساتھ والے درخت سے صفدر نے جھج جھج کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمیں ہلاک کیا جا رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

”وری بیڈ۔ یہ تو وحشیانہ کارروائی ہے۔ اس بار تنویر کی چیخ بھائی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ نجانے حویلی میں کتنے افراد ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ سنگھام کی اس قدر قیمتی مشینری بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائے گی اور یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہو رہا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور پھر درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے آ گئے۔

”ہمیں سردار موہن سنگھ کے پاس واپس جانا ہو گا۔ کیونکہ تباہ شدہ مشینری جیسے ہی سلٹنے آئے گی حکومت سردار موہن سنگھ کو لازماً پکڑ

لے گی اور اگر اس نے زبان کھول دی تو پھر نہ صرف شیر سنگھ بلکہ اس کی تمام عظیم سنگھام کا خاتمہ کر دیا جائے گا..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ سردار موہن سنگھ کو ختم کر دیا جائے۔“
صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”میں نے اس تہہ خانے کی جو ساخت سرسری طور پر دیکھی تھی اس کے مطابق تو وہ عمارت ہم پر دف تھی لیکن حتی بات سردار موہن سنگھ سے ہی معلوم ہو سکے گی۔ آؤ بیٹھو..... عمران نے کہا اور اچھل کر دوبارہ جیپ پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی جیپ میں سوار ہوئے اور عمران نے جیپ تیزی سے واپس اسی راستے پر دوڑانی شروع کر دی جہاں سے وہ آئے تھے۔ میزائلوں کے دھماکے اب سنائی دینے بند ہو گئے تھے اور پہلی کا پڑ بھی فضا میں نظر نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ سردار موہن سنگھ کی حویلی کے سامنے پہنچ گئی۔ جیپ کی آواز سننے ہی مکان کے دروازے پر ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

”سردار صاحب کہاں ہیں۔ ان سے فوری طور پر میں نے ان کے فائدے کی بات کرنی ہے۔“ عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ وہ حویلی پر میزائل فائر ہوئے ہیں۔ سردار صاحب خفیہ اڈے پر چلے گئے ہیں۔“ نوجوان نے ہلکاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ خفیہ اڈہ..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیسے میرے ساتھ۔ جیپ کو ہمیں رہنے دیں۔ میرے ساتھ آئیے۔“ نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ چل پڑے۔ گاؤں کی مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ حویلی کی مخالف سمت میں کھیتوں کے درمیان پہنچ گئے ایک جگہ درختوں کا جھنڈ تھا۔ نوجوان تیزی سے ایک درخت کے اوپر چڑھنے لگا۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو..... عمران نے اسے درخت پر چڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں راستہ کھول رہا ہوں..... نوجوان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”وہیچے یہ اچھا سلسلہ ہے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا۔“ سوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں.....“ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور درختوں کے ساتھ ایک قدرے ویران سی جگہ سے زمین کا ایک ٹکڑا صدق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد نوجوان درخت سے نیچے اتر آیا۔

”کیسے میرے ساتھ.....“ نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس خلا سے ڈھلوانی صورت میں جاتی ہوئی سڑکیاں اتر کر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

”آپ یہاں بیٹھیں۔ میں سردار صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔“ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کونے میں بے ہوئے

ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے سنگھام کو بچانے کے لئے ہمیں مجبوراً سردار موہن سنگھ کو رائٹ آف کرنا پڑے تو ایسی صورت میں جہاں موجود افراد سے منٹنا پڑے گا۔"..... عمران نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور سردار موہن سنگھ اندر داخل ہوا..... اس کے ہجرے پر حیرت تھی۔

"آپ واپس آ گئے۔ خیریت۔"..... سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا،

"ہم نے جہاری حویلی پر بلیک فورس کے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی میزائل شیلنگ چیک کی ہے۔ ہم اس لئے واپس آئے ہیں تاکہ تم سے معذرت کر سکیں کہ یہ سب کچھ یقیناً ہماری وجہ سے ہوا ہے۔ وہاں نہ صرف تمہارے آدمی مرے ہوں گے بلکہ انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو گئی ہے۔ ہمیں اس پر بے حد افسوس ہے۔"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوه عمران صاحب۔ آپ کے اس خلوص کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آدمیوں کا تعلق ہے مجھے ان کی موت پر واقعی دلی افسوس ہے لیکن ہمارے کام میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ باقی جہاں تک مشینری کا تعلق ہے اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ وہ حصہ قطعی علیحدہ بھی ہے اور ہم پروف بھی ہے۔ یہ جلد میزائل تو کیا ایک کروڑ میزائل بھی فائر کر

دیتے جائیں تب بھی اسے کچھ نہ ہوگا۔"..... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران کے ہجرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

"اب یہ لوگ لازماً تمہیں تلاش کریں گے۔"..... عمران نے کہا۔ "میرے ساتھ آئیے۔ اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہیں بات ہوگی۔"

سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر وہ انہیں ایک راہداری سے گزار کر ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔ جہاں بھی انتہائی قیمتی مشینری نصب تھی اور ایک مشین آن تھی جس کے درمیان بڑی سی سکرین روشن تھی اور اس پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ تباہ شدہ حویلی بھی نظر آ رہی تھی جہاں دس بارہ افراد بھی موجود تھے۔ مشین کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔

"کمال ہے۔ سنگھام تو مجھے قدم قدم پر حیرت زدہ کرتی چلی جا رہی ہے۔ میں سوچا بھی نہیں سکتا تھا کہ اس قدر باوسائل اور منظم جماعت ہے یہ۔"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سردار موہن سنگھ مسکرا دیا۔

"پوری دنیا کے سکھ اس تنظیم کی پشت پر ہیں عمران صاحب۔ بیٹھئے۔" سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف پڑی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ مشین تو لائٹ ریج سے آواز بھی کیج کر سکتی ہے۔ آواز کیوں نہیں آرہی۔"..... عمران نے کرسیوں کی طرف جانے کی بجائے مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آواز والا سسٹم کام نہیں کر رہا۔ میرے آدمی اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گی۔“..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوہ۔ یہ تو لاشوں کا میک اپ صاف کر رہے ہیں۔“..... عمران نے غور سے سکریں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سکریں پر صرف لاشوں کا ہیولا سا نظر آ رہا تھا کیونکہ کیمرو بہت دور سے اسے فوکس کر رہا تھا۔ اس لئے لاشیں بھی واضح نہ تھیں اور وہاں کھڑے افراد بھی واضح طور پر نظر نہ آ رہے تھے۔

اچانک مشین سے ہلکی سی سینی کی آواز سنائی دی تو مشین کے سامنے کھڑا پریٹر چونک پڑا۔

”آواز ٹھیک ہو گئی ہے۔“..... عمران نے کہا اور آپریٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کے مختلف بٹن وہانے شروع کر دیئے۔

”یہ۔ یہ جناب۔ وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی ہے۔ میں اسے پہچانتا ہوں۔“..... ایک آواز واضح طور پر سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

”ہاں واقعی میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوتی ہیں۔ ویسے سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب ختم ہو گئے۔ ویری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے کا کریڈٹ بلیک فورس کے حصے میں ہی آیا۔ ویری گڈ۔“..... ایک آواز سنائی دی لہجہ مسرت سے بھر پور تھا۔

”یہ یقیناً کرنل موہن ہی ہو گا۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہسپتال کا پڑ میں ساتھ لے جائیں گے۔“..... کرنل موہن کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی مندر تیزی سے ہسپتال کا پڑ کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ ہسپتال کا پڑ کے قریب آتا جا رہا تھا سکریں پر اس کا چہرہ واضح ہوتا جا رہا تھا۔ پھر وہ ہسپتال کا پڑ پر سوار ہو گیا۔ اب سکریں پر وہ نظر نہ آ رہا تھا لیکن پھر ٹرانسمیٹر کال کی آواز آتی شروع ہو گئی۔ کرنل موہن وزیراعظم کا فرسٹن کو کال کر رہا تھا۔ پھر جب کرنل موہن نے وزیراعظم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو پہلے تو وزیراعظم نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب کرنل موہن نے انہیں پوری تفصیل بتائی تو وزیراعظم نے کرنل موہن کو لاشیں لے کر اس کے مستحکم والے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا کہا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ شاگل اور مادام ریکھا کو بھی وہاں بھجوا رہے ہیں تاکہ وہ بھی ان لاشوں کی چیکنگ کر لیں اور پھر پانچ کئی پھنی لاشیں ہسپتال کا پڑ میں رکھی گئیں اور تین مزید افراد بھی ہسپتال کا پڑ میں سوار ہوئے اور ہسپتال کا پڑ وہاں سے پرواز کر گیا جبکہ باقی لوگ بھی ایک طرف کو بڑھ گئے۔

”بال بال بچ گئے ہیں عمران صاحب۔ شاید ان لوگوں کے بچاؤ پہنچنے سے ہم چند لمحے پہلے ہی نکلے ہیں ورنہ انہوں نے تو باقاعدہ اندر ٹیلی ویو کیمرو سے چیکنگ کی تھی۔“..... صفدر نے کہا۔

”لیکن ایک بات سیری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس قدر خوفناک میزائل کہاں فائر کئے گئے کہ حویلی کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ لیکن نہ ہی یہاں آگ لگی ہے اور نہ ہی لاشیں سمجھ ہوئی ہیں بلکہ ان کے چہرے تو تقریباً محفوظ ہی تھے۔..... چوہان نے کہا۔“

”میرا خیال ہے کہ کرنل موہن نے کہاں خصوصی قسم کے میزائل فائر کرائے ہیں تاکہ ہماری لاشیں سمج نہ ہو جائیں۔ اب بھی وزیراعظم اس کی بات پر یقین نہیں کر رہے۔ پھر تو بالکل ہی نہ کرتے۔ بہر حال مجھے سردار موہن سنگھ کے آدمیوں کی ہلاکت پر تو دلی افسوس ہے لیکن اس ریڑ سے وہ فائدے ہوئے ہیں۔ ایک ہمیں اور دوسرا سردار موہن سنگھ اور اس کی تنظیم کو۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”کیسے فائدے۔..... سردار موہن سنگھ نے چونک کر کہا۔“

”تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہاری مشینری اور تمہاری تنظیم بچ گئی۔ اب یہ لوگ مزید کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ انہیں جو چاہیے تمہارے انہیں مل گیا اور ہمیں فائدہ یہ ہوا ہے کہ اب ہماری لاشیں ملنے کے بعد بھوجا پہاڑیوں کے گرد اور وہاں موجود تمام انتظامات ختم کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے ٹارگٹ پر پہنچ سکیں گے۔ عمران نے کہا۔“

”لیکن عمران صاحب۔ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر یہ لوگ لازماً لاشوں کو دوبارہ چیک کریں گے اور خاص طور پر شاگل اور ماوام رکھا۔ کیونکہ یہ کریڈٹ انہیں نہیں مل سکا۔ اس لئے وہ کوشش کریں گے کہ

اصلیت سامنے آجائے تاکہ کریڈٹ کرنل موہن کو بھی نہ مل سکے۔“

صفر نے کہا۔

”نہیں۔ لاشیں بری طرح کٹی پھٹی ہیں اس لئے ہتھم پر ان کی توجہ نہیں جائے گی۔ ان کی تمام تر توجہ چہروں پر ہی رہے گی اور جو میک اپ میں نے ان کے چہروں پر کیا ہے یہ اسے کسی طرح بھی صاف نہیں کر سکتے۔ چاہے کسی بھی میک اپ وائر سے چیک کر لیں اور چاہے فخر سے سارے چہرے کی کھال ہی کیوں نہ جھیل دیں اور تنک ملے پانی کی بجائے دینے کا تو ظاہر ہے نسخہ انہیں معلوم ہی نہیں۔ اس لئے یہ تو ملے کچھو کہ ہماری موت کا مکمل طور پر اعلان کر دیا جائے گا۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی عمران صاحب۔ یہ تو واقعی اچھا کام ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے خفیہ سنور کے دھانے سے یہ لوگ چلے جائیں تو پھر آپ آسانی سے واوی تر نام پہنچ جائیں گے۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔“

”بس اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ بلیک فورس کے مشکبازی ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی ہمیں معلوم نہ ہو سکے گی۔ اوہ۔ اوہ ایک منٹ۔ یہاں لاٹنگ ریجن ٹرانسمیر تو ہوگا۔..... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔“

”جی ہاں ہے۔..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔“

”تو وہ لے آؤ۔ میں اس کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے مشین آپریٹر کو لاٹنگ ریجن کا ٹرانسمیر

لانے کا کہہ دیا۔ مشین آف کر دی گئی تھی اس لئے آپریٹر فارغ کھڑا تھا تھوڑی دیر بعد ایک لانگ ریج مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر عمران کو دے دیا گیا۔ عمران ٹرانسمیٹر لے کر ایک طرف پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھی اور سردار موہن سنگھ بھی وہاں آگئے عمران نے ٹرانسمیٹر درمیانی میز پر رکھا اور پھر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”اس کی کال کیج تو نہ ہو جائے گی۔“ صفر نے کہا۔
 ”نہیں۔ آپ بے فکر ہو کر کال کریں۔ یہ مونو ٹائپ ٹرانسمیٹر ہے کال کیج بھی ہو جائے تب بھی الفاظ سمجھ ہی نہ آئیں گے۔“ سردار موہن سنگھ نے جواب دیا اور صفر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف رہا تھا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنے لگے۔

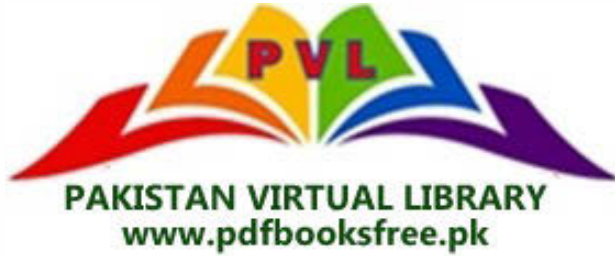
”ہیلو ہیلو عمران کانگ۔ اور۔“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں اور اصل نام لے کر کال دینی شروع کر دی۔

”ہیس۔ ناٹران اتھنگ۔ اور۔“ چند لمحوں بعد کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن انجسٹ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”ناٹران۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ ہم لوگ مشکبار میں ایک اہم مشن میں مصروف ہیں۔ یہاں ہم نے چند افراد پر اپنا خصوصی میک اپ کیا تھا۔ بلیک فورس نے وہاں ریڈ کر کے انہیں ہلاک کر دیا اور

اب وہ ان لاشوں کو میری اور میرے ساتھیوں کی لاشیں سمجھ رہے ہیں بلیک فورس کے کرنل موہن کی ٹرانسمیٹر پر وزیراعظم کافرستان سے بات ہوئی ہے۔ اسے ہماری موت کا یقین نہ آ رہا تھا اس لئے اس نے ہماری لاشوں کی چیکنگ کے لئے یہاں مشکبار میں موجود سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور پاور انجینیئر کی چیف مادام دیکھا کو کرنل موہن کے مشکباری ہیڈ کو آرثر بھیجا ہے اور تجھے یقین ہے کہ وہ ہماری لاشوں کی اصلیت نہ جان سکیں گے۔ اس طرح وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ یہ واقعی ہماری لاشیں ہیں اور اس کی اطلاع وزیراعظم کو دی جائے گی۔ اس کے بعد بظاہر تو وزیراعظم کو یہی حکم دینا چاہئے کہ مشکبار میں موجود بلیک فورس، سیکرٹ سروس، پاور انجینیئر اور ملٹری انٹیلی جنس سب واپس کافرستان آجائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے یا دوسری صورت میں بھی ہمیں اطلاع ملنی چاہئے کہ انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے اور ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ تم فوراً وزیراعظم کے آفس میں اپنے آدمیوں کو اس بات پر تعینات کر دو کہ لاشوں کی تصدیق کے بعد وزیراعظم جو حکم دیں وہ تم تک پہنچ جائے اور تم اس حکم کی اطلاع مجھے دے دو۔ اور۔“ عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ابھی بندوبست کرنا ہوں عمران صاحب۔ آپ کو کس فریکوئنسی پر اطلاع دینی ہوگی۔ اور۔“ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور



عمران نے اس ٹرانسمیٹر پر درج فریکوئنسی پڑھ کر ٹائران کو بتادی۔
 "ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہ اطلاع یقینی طور پر حاصل
 کر لوں گا۔ میرے ذرائع ایسے ہیں۔ اور..... دوسری طرف سے
 ٹائران نے کہا اور عمران نے اور اینڈ آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا
 "اب ہمیں ٹائران کی طرف سے کال کا انتظار کرنا پڑے گا۔"
 عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اب مجھے
 اجازت دیں تاکہ میں اپنے معاملات کو سنبھال لوں..... سردار
 موہن سنگھ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھ کر
 بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر اور اس کے ساتھی اس خفیہ چیکنگ سٹر سے نکل کر
 درختوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے اوپر پہاڑی کی چوٹی کی طرف بڑھے
 چلے جا رہے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مخصوص میزائل گتیس تھیں
 یہ اسلحہ ٹائیگر نے اس سٹور سے حاصل کیا تھا۔ وہ تھیلیا جس میں
 کاموس ہتھیار تھے ٹائیگر کی ہیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی
 دور ہی اوپر گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے وہ چیکنگ ہٹ نظر آنے لگ
 گیا۔ جس کے گرد چار مسلح آدمی موجود تھے۔ لیکن اس طرح اکٹھے فوجی
 نہ تھے جیسے پہلی پہاڑی پر تھے۔ شاید اس طرف سے انہیں کسی کے
 آنے کا خطرہ نہ تھا کیونکہ اس طرف نیچے پوری فوج پھیلی ہوئی تھی۔
 ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب بکھر کر انتہائی محتاط
 انداز میں درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس طرف اوپر
 چڑھتے گئے جس طرف اس چیکنگ سپاٹ ہٹ کی عقبی سمت تھی اور پھر

دیا۔

کچھ دیر بعد انہیں اوپر سے ایک چرخ کی آواز سنائی دی۔ پھر ہلکی ہلکی کئی جیتھیں بھی سنائی دیں اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھٹپٹے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جو انا تھازیوں کی اوٹ سے انہیں نظر آیا۔ وہ انہیں اوپر بلارہا تھا۔

”آؤ علی احمد..... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ وہاں چھ لاشیں موجود تھیں جن کی گردنیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ایک کاسر پھٹا ہوا تھا۔

”دو اندر تھے اور چار باہر تھے اور یہاں کوئی نہیں ہے..... جو انا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آؤ پھر اوپر چلیں۔ ہم نے اس ایریز جیک پوسٹ پر قبضہ کرنا ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن باقی چوٹیوں پر بھی تو ایریز جیک پوسٹس ہیں اور ان کا مارگٹ بھی یہی وادی ہی ہوگی..... علی احمد نے کہا۔

”اس کو تو ختم کریں۔ یہ جلدی ہمیں جیک کر لیں گے۔ باقی کو بعد میں دیکھ لیں گے۔“ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔

ایریز جیک پوسٹ پر بھی چار افراد کی موجودگی ظاہر ہو رہی تھی اور اس بار بھی جوزف اور جو انا ہی مچان کی ان لکڑیوں کے کراس کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگے جبکہ ٹائیگر اور علی احمد دونوں نیچے رہ کر انہیں کور دے

کافی اوپر چڑھنے کے بعد انہیں دور سے چوٹی پر بنی ہوئی ایریز جیکنگ پوسٹ بھی نظر آنے لگ گئی۔ یہ مچان مٹاتھی اور لکڑیوں سے بنائی گئی تھی اور کافی بلند تھی۔

”ہم نے اس جیکنگ سپاٹ پر پہلے قبضہ کرنا ہے پھر اوپر جانا ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر یہاں فائرنگ نہیں ہونی چاہیے ورنہ طوفان سا آجائے گا۔“ جو انا نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ان کی تعداد کافی ہے اور بغیر فائرنگ کے یہ ہلاک نہیں ہو سکتے..... ٹائیگر نے کہا۔

”آپ اور علی احمد یہاں رکھیں۔ میں اور جو انا اوپر جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں انہیں کور کر لیں گے..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ہم یہ شکار آسانی سے کھیل لیں گے۔“..... جو انا نے کہا تو ٹائیگر نے انہیں اوپر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ علی احمد کے

ساتھ وہیں تھازیوں کی اوٹ میں رک گیا۔ جوزف اور جو انا اوپر چڑھنے لگے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

”یہ کہیں پھنس نہ جائیں..... علی احمد نے سرگوشی کرتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں علی احمد۔ ان میں سے ایک بھی سینکڑوں پر بھاری ہے اور پھر جوزف تو واقعی جنگلوں کا شہزادہ ہے۔“

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور علی احمد نے اثبات میں سر ہلا

رہے تھے۔ چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی اور اوپر موجود افراد چونکہ اپنے بالکل نیچے نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے جوزف اور جوانا اطمینان سے اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اوپر تک جانے یا نیچے آنے کے لئے کوئی سیدھی نہ بنائی گئی تھی۔ شاید حفاظت کی غرض سے۔ ضرورت پڑنے پر اوپر سے رسی کی سیدھی نیچے پھینکی جاتی ہوگی۔ ٹائگر ایک جھاڑی کی اوٹ سے مسلسل اوپر دیکھ رہا تھا۔ اسے صرف خطرہ یہ تھا کہ اوپر چڑھتے ہوئے یہ دونوں نیچے کہیں موجود فوجیوں کی نظروں میں نہ آجائیں کیونکہ پھر نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے وہ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ دونوں اوپر پہنچ کر کسی بندر کی طرح لکڑی کے پلیٹ فارم کا کونہ پکڑ کر قلابازی کھاتے ہوئے اوپر چڑھ گئے تو ٹائگر نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا اوپر سے نیچے اترتے دکھائی دیئے تو ٹائگر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں اوپر موجود سب افراد کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

”تین آدمی تھے۔ ایک نے ذرا جدوجہد کی لیکن بہر حال وہ بھی ختم ہو گیا۔“..... جوانا نے نیچے پہنچ کر کہا۔

”گڈ۔ اب ہمیں نیچے جانا ہے۔ آؤ۔“..... ٹائگر نے کہا اور پھر وہ سب پہاڑی کی دوسری طرف سے نیچے اترنے لگے۔ دادی کافی گہرائی میں تھی لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نیچے تک کہیں بھی کوئی فوجی نظر نہ آ رہا تھا اور تقریباً درمیان تک درخت موجود تھے۔ اس کے

بعد نیچے دادی تک اور دادی کے اندر تمام درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ جھاڑیاں تک موجود نہ تھیں۔ بالکل صاف علاقہ تھا اور پھر جہاں تک درخت اور جھاڑیاں تھیں وہاں تک پہنچ کر وہ رک گئے۔ اب اصل مرحلہ ان کے سامنے تھا۔ دادی کی دوسری سمتوں میں پہاڑی چوٹیوں پر ایئر چیکنگ پوسٹس نظر آرہی تھیں اور ان میں موجود گنوں کا رخ بھی دادی کی طرف ہی تھا۔ فاصلہ بہر حال اتنا تھا کہ وہ وہاں سے ان تمام چیک پوسٹوں پر میزائل بھی فائر نہ کر سکتے تھے۔

”یہ سنو کہاں ہو سکتا ہے۔ پہلے سنو کی جگہ کا تو تعین ہو جائے۔“ ٹائگر نے بغور دادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ دیکھئے۔ وہ زرد رنگ کا ایک جھنڈا پتھان میں گڑا ہوا نظر آ رہا ہے۔ شاید یہ کوئی نشانی ہو۔“..... علی احمد نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اب سہ چل گیا کہ سنو کہاں ہے۔“ ٹائگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیسے سہ چل گیا۔ تجھے تو نظر نہیں آ رہا۔“..... جوانا نے حیران ہو کر کہا۔

”زرد رنگ کا جھنڈا ملٹری انشلی جنس کے کوڈ میں ایک خاص سمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہاں اس زرد رنگ کا جھنڈا لگانے کا مطلب ہے کہ سنو اس کے مقابل پہاڑی کے دامن میں ہوگا اور وہ دیکھو۔ سامنے گہرائی میں ایک پتھان پر سرخ رنگ کا دائرہ موجود ہے۔“ ٹائگر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی غور سے دیکھنے سے ہی پتہ چلتا ہے۔"..... جو انانے کہا۔

"یہ اس سنور کا دروازہ ہے۔ سرخ رنگ کے وارے کا مطلب ہے راستہ۔ اب ہم نے وہاں جانا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پوری وادی کر اس کر کے وہاں تک جانا پڑے گا۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ نیچے وادی تک پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں ہٹ کر دیا جائے گا۔ وادی کو پار کرنا تو ایک طرف۔"..... علی احمد نے کہا۔

"بہر حال رسک تو لینا پڑے گا۔ اب ہم یہاں تک پہنچ کر واپس تو نہیں جاسکتے۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک صورت ہے مسٹر ٹائیگر کہ ہم تینوں مختلف سمتوں پر جا کر ان ایئر چیک پوسٹوں کو تباہ کر دیں۔ اس کے بغیر نیچے جانا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے۔"..... جو انانے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح تو کئی دن لگ جائیں گے اور یہاں ہم بارود کے ذخیر پر بیٹھے ہوئے ہیں ایسا ہے کہ آپ لوگ یہاں رکیں میں نیچے جاتا ہوں۔ اگر مجھے ہٹ کر دیا جائے تو پھر تم ایک ایک کر کے ٹرائی کرنا۔ کوئی نہ کوئی تو بہر حال کاسیاب ہو ہی جائے گا۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا احمقانہ بات ہے۔ ٹھہرو مجھے سوچنے دو۔"..... جو انانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک طریقہ ہو سکتا ہے۔"..... اچانک جوزف نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"وہ کیا۔"..... سب نے بیک آواز میں کہا۔

"یہاں ایسی بیلیں موجود ہیں جن سے مضبوط اور طویل رسہ بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم رسہ بنالیں تو اسے یہاں کسی بھی درخت کے تنے سے باندھ کر اسے پکڑ کر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اتر سکتے ہیں۔"..... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہم آسانی سے ہٹ کر لئے جائیں گے۔ البتہ ایک اور صورت ہو سکتی ہے کہ رسے کے ایک سرے کو کسی درخت کی چوٹی سے باندھ دیا جائے اور اس کے دوسرے سرے کو اپنی کمر سے باندھ کر میں اس چوٹی سے نیچے وادی میں پھلانگ لگا دوں اس طرح میں پلک جھپکنے میں وادی میں بھی پہنچ جاؤں گا اور رسے کے کھنڈ کی وجہ سے مجھے چوٹ بھی نہ آئے گی۔ وہاں سے میں زگ زگ انداز میں دوڑ کر اس سنور تک پہنچ سکتا ہوں۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نو۔ اس طرح بھی غلط ہے۔ رسہ ٹوٹ بھی سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ نیچے پہنچ کر تمہیں اس قدر زور دار جھٹکا لگے گا کہ تم کسی صورت بھی نہ سنبھل سکو گے اور تیسری بات یہ کہ رسے کو کمر سے کھولنے تک تم ہٹ کر لئے جاؤ گے۔"..... جو انانے کہا۔ وہ اب روانی سے بات کرتے ہوئے آپ کی بجائے تم پر آگیا تھا۔

"تو پھر میں رسے کو صرف پکڑ لیتا ہوں۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح صورت حال بگڑ جائے گی ایک اور حل ہے ہمارے پاس۔ ہم سب ایک دوسرے سے فاصلہ رکھ کر تیزی سے نیچے

اترنا شروع کر دیں تو وہ لوگ جب تک سنبھلے گئے ہم نیچے پہنچ جائیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"..... جو انا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب واقعی مجھے اپنے دماغ کا علاج کرانا پڑے گا۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں اس کرئل پردیپ والے اڈے پر چلتے ہوئے کیا پلان بنا کر آیا تھا..... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب جو تک پڑے۔" "کوئٹا پلان..... سب نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے وہاں موجود اسلحے کے سنور میں وائر لیس چارجز فٹ کر دیا تھا اور اس کا ڈی چارج میری جیب میں ہے۔ میری پلاننگ یہ تھی کہ اس سنور کو میں یہاں پہنچ کر اڑا دوں گا۔ اس طرح اچانک جو دھماکے ہوں گے اس سے سب کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم نیچے پہنچ جائیں گے....." ٹائیگر نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول آلہ نکال لیا۔

"لیکن..... چلو ٹھیک ہے۔ جب اور کوئی صورت نہیں ہے تو یہی ہسی۔ بہر حال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے....." جو انا نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے تھے....." ٹائیگر نے کہا۔

"خطرہ تو بہر حال موجود ہے لیکن کام بن بھی سکتا ہے۔ البتہ اب ایک اور کام کرنا ہو گا۔ تم وہ سنور تباہ کرنے والا ہتھیار تیار کر لو اور اس کے ساتھ ہی ریز سزائل گن بھی۔ تم نے ادھر ادھر نہیں دیکھنا اور نہ ہماری طرف توجہ کرنی ہے۔ ہماری توجہ سنور کی طرف ہونی چاہئے تم نے پہلے اس سنور کا دروازہ میزائل گن سے اڑانا ہے اور پھر اس

ہتھیار سے سنور تباہ کرنا ہے۔ میں اور جو ذف ہمیں کورویں گے۔ اگر کوئی فائر ہوا تو ہم اسے اپنے اوپر لے لیں گے۔ تم نے اپنا کام کرنا ہے۔" جو انا نے کہا۔

"نہیں۔ تم سب یہاں رہو۔ میں اکیلا جاؤں گا۔ میں اپنے علاوہ اور کسی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا....." ٹائیگر نے کہا۔

"مسٹر ٹائیگر۔ یہ صرف آپ کا مشن نہیں ہے۔ ہم سب کا ہے۔ ماسٹر نے یہ مشن مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور ہم نے بہر حال ماسٹر کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں اگر ہم ہلاک ہو سکتے ہیں تو ہو جائیں۔ ماسٹر کا حکم نہیں ٹالا جاسکتا۔ اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی ہو گا۔ چلو تیار ہی کرو....." جو انا کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ٹھیک ہے....." ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیٹ سے بندھے ہوئے تھیلے کو کھول کر اس میں سے ہتھیار کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک چوڑی نال والا پستول منا آلہ تیار ہو گیا۔ اس کے اندر میگزین ڈال کر ٹائیگر نے اسے پوری طرح تیار کر لیا اور پھر اسے بیٹ کے ساتھ اس طرح ہک کر دیا کہ ضرورت پڑنے پر وہ ایک لمحے میں اسے وہاں سے نکال سکے۔

"چلو اب اسلحہ کے سنور کو اڑا دو اور دوڑ لگا دو....." جو انا نے کہا اور ٹائیگر نے اشیات میں سر ملاتے ہوئے ایک طرف رکھا ہوا ریموٹ کنٹرول منا آلہ اٹھایا۔

"علی احمد تم ہمیں رکھو گے....." نائیک نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ آپ مشکبار کے لاکھوں بے گناہ افراد کی جانیں بچ جانے کے لئے خود اپنی جانوں پر کھیل جائیں اور میں مشکباری ہو کر یہاں بیٹھا تماشا دیکھتا رہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا....." علی احمد نے انتہائی غم سے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے....." پھر تیار ہو جاؤ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا....." نائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آلے پر موجود ایک بٹن دبایا تو آلے پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ایک لمحہ رک کر نائیک نے دوسرا بٹن دبایا تو بلب ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پہاڑیاں یوں لرزنے لگیں جیسے خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔

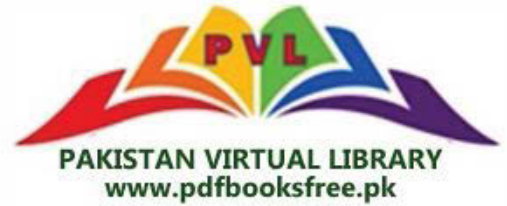
"دوڑو....." نائیک نے آلہ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور میزائل گن اٹھائے اس نے نیچے وادی کی طرف دوڑ لگا دی اس کے پیچھے جو انا، جوزف اور علی احمد بھی دوڑنے لگے۔ چونکہ نیچے انتہائی ڈھلوان تھی اس لئے وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ انتہائی ڈھلوان کی وجہ سے وہ کسی بھی لمحے گر بھی سکتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اگر ان کے پیر اکھڑ گئے تو پھر نیچے تک پہنچنے پہنچنے ان کے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔ اس لئے وہ تیزی

سے بھاگنے کے ساتھ ساتھ پوری طرح سنبھلے ہوئے بھی تھی۔ ویسے بھی درختوں اور بھاریوں کی کٹائی کی وجہ سے وہاں رکاوٹیں موجود تھیں اس لئے ان کے قدم نرم رہے تھے۔ دھماکے مسلسل جاری تھے اور زمین بھی لرز رہی تھی۔ ایک طرف سے آگ اور دھواں بھی آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سب پہاڑی فرقہ گروہوں کی طرح بھاگتے ہوئے آخر کار نیچے وادی میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور ابھی تک کسی طرف سے بھی ان پر ایک فائر بھی نہ ہوا تھا۔ وادی میں پہنچ کر ان کی رفتار بے حد تیز ہو گئی۔ لیکن ابھی وہ وادی کے درمیان میں ہی تھے کہ اچانک وادی کے ایک طرف سے چار مشین گنوں سے مسلح افراد باہر نکلے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلے ان پر فائر کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی جوزف، جو انا اور علی احمد کے حلق سے چھٹیں نکلیں لیکن دوسرے لمحے میزائلوں کے دھماکے ہوئے اور ان پر فائر کرنے والوں کے پرچے اڑ گئے۔ نائیک کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ اچھل کر نیچے گر اٹھا لیکن دوسرے لمحے جو انا نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"بھاگو نائیک۔ مشن مکمل کرو....." جو انا نے چہچہتے ہوئے کہا اور نائیک ایک بار پھر اندھا دھند بھاگنے لگا۔ جوزف اور جو انا اسے آڑ میں لئے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے جبکہ علی احمد گولیاں کھا کر گرا تو پھر اٹھ نہ سکا تھا۔ اچانک آسمان سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر تو جیسے تین سمتوں سے ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

اس کے ذہن پر تاریکی مسلسل چھٹ رہی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ موت کی تاریکی ہے۔

”باس۔ باس۔ ہم تمہارے اعتماد پر پورا اترے ہیں۔“ ٹائیگر کے منہ سے لاشعوری انداز میں جڑواہٹ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن موت کے اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب گیا۔



ٹرانسمیٹر سے اچانک سیٹی کی آواز سننے ہی عمران نے چونک کر سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کو دیکھا۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے تھے۔ ان سب کو ناثران کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور یہ انتظار کرتے کرتے انہیں تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ ناثران کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔“ ٹرانسمیٹر سے ناثران کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ علی عمران ایڈنگک یو۔ اور۔۔۔۔۔“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ کی لاشیں معاف کیجئے میرا مطلب ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں لاشیں کر نل موہن اپنے مشکباری میڈ کو آرٹ میں لے

تف کر دیا۔

"واقعی شاگل نے کمال ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اب ہمیں سردار موہن سنگھ کے اس اڈے کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ ہمارے پہنچنے تک وہ خالی ہو چکا ہو گا اور ہم اطمینان سے وادی تتر نام تک پہنچ جائیں گے اور اگر وہ سنور ابھی تک موجود ہے تو پھر اسے تباہ کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے۔ کیا مطلب۔" صفدر نے چونک کر پوچھا تو عمران مسکرا دیا۔

"ایک اور ٹیم بھی اس مشن پر کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہم سے پہلے وہاں تک پہنچ جائے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے وہاں موجود ایک آدمی کو سردار موہن سنگھ کو بلانے کا کہہ دیا۔

"دوسری ٹیم۔ کیا مطلب۔" اس بار چوہان اور تنویر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک پرائیویٹ ٹیم ہے۔ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ اس کا لیڈر ٹائگر ہے جبکہ باقی مسز جوانا اور جوزف ہیں۔" عمران نے جواب دیا اور سارے ساتھی عمران کو دیکھنے لگے۔

گیا۔ وہاں بادام رکھا اور شاگل بھی وزیراعظم کے حکم پر پہنچ گئے شاگل اپنے ساتھ گیس میک اپ واشر لے گیا تھا۔ اس سے آپ کا چہرہ چمک گیا اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شاگل نے خنجر سے چہرے کی کھال پھیل کر دیکھی۔ لیکن میک اپ چمک نہ ہو سکا۔ لیکن شاگل نے اس کے باوجود اسے آپ کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیراعظم صاحب کو جو تفصیلی رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق شاگل کا کہنا ہے کہ لاش کی آنکھوں میں مرنے سے پہلے بے پناہ خوف کے جو تاثرات منجمد ہوئے ہیں یہ تاثرات عمران کے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اس نے کہا ہے کہ چاہے میک اپ صاف ہو رہا ہے یا نہیں۔ بہر حال یہ عمران کی لاش نہیں ہے۔ لیکن اس کی اس بات کا کسی نے یقین نہیں کیا۔

رکھانے کر نعل موہن کا ساتھ دیا اور کر نل موہن کو کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز "دیر چکر" دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وزیراعظم صاحب نے صرف ملٹری انشٹیبل جنس کو بھوجا ہا ہائیو میں رہنے کا حکم دیا ہے اور باقی سب انجنیئریوں کو فوری دایسی کا حکم دے دیا ہے اور اس پر فوری عملدرآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور "..... ناثران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رنگ گئی۔

شاگل سے مجھے ایسی ذہانت کی امید تھی کہ وہ اس طرح آنکھوں میں منجمد خوف کے تاثرات کی بنا پر استا بڑا فیصلہ کر دے گا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اور اور ایڈیٹل "..... عمران نے کہا اور ٹرائسمیز

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے خود یہ ٹیم بنائی ہے لیکن اس کا فائدہ۔ جب ہم کام کر رہے ہیں۔“ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم تھا کہ کافرستان کی چار پانچ ہتھیائیاں ہمارے خلاف کام کر رہی ہیں اور انہوں نے بھوجا ہاڑیوں کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہو گا اور اپنی تمام توانائیاں ہمارے خلاف استعمال کر رہی ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مشن کے لئے وقت بالکل کم تھا۔ اگر یہ وقت گزر جاتا ہے تو کافرستان کا مشن مکمل ہو جائے گا۔“ ناکامی ہمارے حصے میں اور لاکھوں مشکبایوں کے حصے میں موت آنے کی اس لئے میں نے یہ ٹیم علیحدہ وہاں بھیجی ہے تاکہ ان ہتھیسوں کی تمام تر توجہ ہماری طرف رہے اور یہ ٹیم مشن مکمل کر لے مقصد تو لاکھوں مشکبایوں کو اس وحشت ناک موت سے بچانا ہے۔ مقصد پورا ہونا چاہئے۔“ عمران نے جواب دیا تو سب کے چروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ نے واقعی بہت دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ لیکن عمران صاحب۔ اس طرح آپ نے نائیکر۔ جوزف اور جو انا کو کیا صدمہ موت کے منہ میں نہیں دھکیل دیا۔ یہ کوئی آسان مشن نہیں ہے۔ انہیں بھی بھارتی ہتھیسوں سے ٹکرا کر ہی بھوجا ہاڑیوں پر پہنچانا ہو گا اور پھر وہاں موجود فوجیوں سے ٹکرا کر انہیں ہار دینا اور وہ بہر حال آپ کی طرح ذہین تو نہیں ہیں۔“ چوہان نے کہا۔

”مشکبایں ایک تحریک آزادی کے لئے کام کرنے والے گروپ

کی نائیکر اور اس کے ساتھیوں کو حمایت حاصل ہوگی اور مجھے یقین ہے کہ وہ ان کی مدد سے بھوجا ہاڑیوں میں آسانی سے داخل ہو جائیں گے کیونکہ ہتھیسوں کی توجہ ان کی طرف نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ نائیکر، جوزف اور جو انا پر میں نے جو اعتماد کیا ہے وہ اس اعتماد پر پورا اتریں گے مجھے ان کی صلاحیتوں کا علم ہے اور اس کے باوجود بھی اگر وہ اس مشن میں ہلاک ہو جاتے ہیں تو میری نظر میں وہ شہید ہوں گے اور شہادت کی موت کا تو ایک مسلمان ہمیشہ خواب دیکھتا رہتا ہے کیونکہ موت تو بہر حال آتی ہی ہے اور شہادت کی موت سب سے ارفع موت ہے۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اہمیت میں سر ملادینے۔

”لیکن عمران صاحب۔ ان ہتھیاروں کو تباہ کرنے کے لئے بھی تو مخصوص ہتھیار استعمال ہوں گے اور ہمارے پاس تو ایسے ہتھیار نہیں ہیں۔ اگر ہم وہاں پہنچ بھی گئے تو پھر اسے تباہ کیسے کریں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”نائیکر کو تو میں نے ایک مخصوص ہتھیار ساتھ دے دیا تھا جسے عام طور پر کاسوس گن کہا جاتا ہے لیکن میرے لئے وہ ضروری نہیں ہے میں انہیں بغیر کاسوس گن کے بھی تباہ کر سکتا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ سردار موہن سنگھ کمرے میں داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہو گئے۔

”آئیے جناب۔ میں آپ کو اس سنور تک لے چلوں۔ مجھے سردار صاحب نے پوری ہدایات دے دی ہیں۔“..... اس عمارت میں پہنچتے ہی دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ ایک مخصوص راستے سے ایک پہاڑی کریک میں داخل ہوئے۔ یہ قدرتی طور پر ایک راہداری کی صورت میں تھی۔

”یہ کریک بے حد طویل ہے جناب۔ اس لئے ہمیں کافی پیدل چلنا پڑے گا۔“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلادیا اور واقعی انہیں تین گھنٹے پیدل چلتا پڑا۔ یہ کریک شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا تھا۔ راستے میں بے شمار جگہ موڑ آئے۔ لیکن یہ قدرتی کریک بہر حال موجود رہا اور پھر وہ ایک بہت بڑے کشادہ غار مناجسے میں پہنچ گئے۔ یہاں باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ ایک ہال اور چار چھوٹے بڑے کمرے موجود تھے۔ بڑے ہال میں غیر ملکی شراب کی پینشیاں بھری ہوئی تھیں جبکہ ایک کمرے میں ہر قسم کا اسلحہ سنور کیا گیا تھا۔ دو کمرے سنگ روم کے انداز میں سجائے گئے تھے۔

”یہ تو اچھا خاصا جدید اذہ ہے لیکن وادی ترنام کی طرف جانے کے لئے راستہ کدھر ہے؟“..... عمران نے سارے اڈے کا سرسری جائزہ لینے کے بعد کہا۔

”اوپر ہے۔ آئیے۔“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور دو کمروں کے درمیان ایک تنگ سی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے

”ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ ہماری لاشوں کو اصل قرار دے دیا گیا ہے اور تمام مہینسیوں کو فوراً واپس کافرستان جانے کے احکامات مل چکے ہیں اس لئے اب تمہارا وہ اذہ خالی ہو چکا ہوگا۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔“..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”نہیں۔ تم جہاں کے کام سنبھالو۔ حویلی کی تباہی کے بعد تمہارے لئے یہاں فوری مسائل پیدا ہو گئے ہیں تم ان سے نمٹو۔ ہمارے ساتھ اپنا کوئی آدمی خاص آدمی بھجوا دو۔ ہمیں صرف رہنمائی چاہئے اور تھوڑا سا اسلحہ بھی۔“..... عمران نے کہا۔

”اسلحہ تو آپ کو وہاں سے جتنا چاہیں مل جائے گا۔ شراب کے سنور کے علاوہ وہاں اسلحے کا سنور بھی موجود ہے۔ آدمی بہر حال میں ساتھ بھیج دیتا ہوں۔“..... سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اس خفیہ اڈے سے باہر آگیا اپنی رہائش گاہ میں موجود جیپ اس نے دوبارہ ان کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی ایک نوجوان دھیرج سنگھ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد اس عمارت تک پہنچ گئے جہاں سے اس خفیہ اڈے کا راستہ جاتا تھا۔ یہ عمارت جس کے متعلق سردار موہن سنگھ نے بتایا تھا کہ وہاں پاور مہینسی کا قبضہ تھا اب خالی پڑی ہوئی تھی۔ پاور مہینسی کے افراد وہاں سے جا چکے تھے۔

ساتھی اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ راہداری کو آگے جا کر ایک پہاڑی پٹان نے بند کر دیا تھا۔ دھیرج سنگھ نے ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو زور سے کھینچا تو پٹان کسی دروازے کی طرح خود بخود کھل گئی دوسری طرف بھی ایک کر یک سا تھا اور وہ سب اس راہداری سے نکل کر اس کر یک میں آگئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ دور سے میرا نسل چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ جلدی کرو۔ یہاں کچھ ہو رہا ہے۔"..... عمران نے بے چین ہوتے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ کچھ فاصلے پر جانے کے بعد کر یک ختم ہو گیا اور دھیرج سنگھ نے یہاں بھی ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو کھینچا تو پٹان کسی دروازے کی طرف ہٹ گئی دوسری طرف ایک جنگ سا غار تھا جس کا دھانہ دوسری طرف وادی میں کھلتا تھا اور جیسے ہی وہ غار میں پہنچے انہیں احساس ہوا کہ باہر بے تحاشا فائرنگ ہو رہی ہے اور گولیاں اوپر سے نیچے کے رخ پر چلائی جا رہی ہیں۔ عمران تیزی سے دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر جیسے ہی عمران نے غار کے دھانے سے باہر سر نکالا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے قریب ہی تین افراد کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔

"یہ تو ٹائیگر۔ جوزف اور جو انا ہیں۔"..... عمران نے چیخ کر کہا اور تیزی سے باہر نکلنے لگا ہی تھا کہ صفدر نے ٹکٹ بازو سے پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ۔ باہر فائرنگ ہو رہی ہے۔"..... صفدر نے کہا لیکن عمران نے جھٹکے سے اس سے بازو چھڑایا اور اچھل کر دھانے سے باہر نکل گیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ گیا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے ٹپکتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے باہر نکلنے ہی اس کے ساتھی بھی باہر آگئے اور پھر وہ پہاڑی پٹانوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی لیکن گولیاں تقریباً دس بارہ گز کے فاصلے پر ہی پڑ رہی تھیں۔ شاید ان کی رینج ہی اتنی تھی۔ تقریباً سو گز کے فاصلے پر کسی غار کا بڑا سا دھانہ تھا اس دھانے کے قریب جوزف، جو انا، ابو لہان، ہونے گئے ہوئے تھے جبکہ غار کے اندر ٹائیگر گر ہوا تھا۔

"اٹھاؤ۔ انہیں دیں لے چلو۔ یہ ابھی زندہ ہیں۔"..... عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر ٹائیگر کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر لا دیا۔ جو انا کو صفدر اور تنویر نے مل کر اٹھایا جبکہ جو انا اور کیپٹن شکیل نے جوزف کو اٹھایا اور ایک بار پھر وہ اس طرح پہاڑی پٹانوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اپنے والے غار کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ غار کے دھانے میں داخل ہو گئے۔ دھیرج سنگھ وہاں موجود تھا۔ وہ باہر نہ نکلا تھا۔

"دھیرج سنگھ۔ دھانے کو بند کر دو۔ ورنہ فوج اندر آ جائے گی۔" عمران نے اندر کی طرف دوڑتے ہوئے دھیرج سنگھ سے کہا اور اس نے اشارات میں سر ملا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں

پڑاوتے ہوئے کہا۔

”جہاں خون کا انتظام کیسے ہو سکتا ہے..... صفدر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں سبہاں تو واقعی نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہی بھروسہ ہے.....“ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کی مدد سے سب سے پہلے ٹانگی کے جسم میں موجود گولیاں آپریشن کر کے باہر نکالیں اور صفدر کو ان کی پینڈتج پر مامور کروا دیا۔ اس کے بعد جو انا کے آپریشن شروع ہوئے اور سب سے آخر میں جوزف کی باری آئی۔ وہ سب مسلسل کام میں مصروف تھے۔ انہیں اور گرد کا ہوش ہی نہ تھا۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ اب تک وافی میں فوج پہنچ گئی ہوگی اور وہ جہاں تک بھی آ سکتی ہے لیکن ان تینوں کی حالت ہی ایسی تھی کہ ان سے کسی کو بھی سوائے ان تینوں کے اور کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ عمران کے ہاتھ واقعی انتہائی مہارت اور تیزی سے مسلسل چل رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی اس کام میں گزری ہو اور پھر تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل کام کے بعد عمران کے ہاتھ رکے۔ ان تینوں کے جسموں پر پینڈتج ہو چکی تھی اور عمران باری باری ان کی نبضیں چیک کر رہا تھا۔ پھر بعد اس نے ایک بار پھر ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیے۔ انجکشن کے دوران ڈاکٹر کافی در بعد عمران کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے ہلکے سے تاثرات ابھرے تھے۔

عمران نے ایک کونے میں بڑا سا میڈیکل باکس پڑا ہوا دیکھا تھا۔ ٹانگی جوزف اور جو انا کو وہیں فرش پر لٹا دیا گیا اور عمران اس بڑے صندوق ٹانگی کے باکس کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ اسے وہیں کھولنے کی بجائے گھسیٹتا ہوا زمینوں کے قریب لے آیا اور پھر جب اس کا ڈھکن کھولا گیا تو اندر پانی کی بھی کافی بوتلیں موجود تھیں اور ہر قسم کا سامان بھی تھا۔ عمران نے پہلی کی سی تیزی سے اندر سے ضروری سامان ادویات اور پانی کو بوتلیں باہر نکالنا شروع کر دیں۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی جبکہ صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر شدید ترین تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہ تینوں اس قدر زخمی تھے کہ ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس نہ تھا اور نجانے وہ اب تک زندہ کیسے تھے۔ جوزف اور جو انا کی پشت اور ٹانگوں کا عقبی حصہ گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا جبکہ ٹانگی کی دونوں سائیڈوں پر گولیوں کے زخم تھے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو تو پانی کی مدد سے ان تینوں کے زخم صاف کرنے پر لگا دیا اور خود اس نے باری باری ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ جوزف اور جو انا شدید زخمی تھے جبکہ ٹانگی ان کی نسبت کم زخمی تھا لیکن ٹانگی کی حالت ان دونوں سے زیادہ خراب لگ رہی تھی۔ عمران نے نجانے بدل بدل کر کتنے انجکشن ان تینوں کو لگائے۔

”کاش یہاں نزدیک کوئی ہسپتال ہوتا۔ انہیں خون کی فوری ضرورت ہے۔ بے تحاشہ خون نکلا ہے ان کا.....“ عمران نے

”دس فیصد خطر کم ہوا ہے۔ بہر حال حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔“..... عمران نے اپنے ساتھیوں کی سوائیہ نظروں کو بھانپتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی اور سب ساتھیوں کے چہروں پر موجود شدید ترین تشویش میں عمران کی اس بات سے خاصی کمی آگئی عمران مسلسل چیکنگ میں مصروف تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں ان تینوں کے خطرے سے باہر آ جانے کا اعلان کر دیا۔

”یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے عمران صاحب۔ اس قدر خون نکل جانے اور اس قدر خوفناک فائرنگ کے باوجود بچ جانا بظاہر تو ناممکن ہی لگتا تھا۔ مجھے تو ان کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی۔“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ان کی جو حالت تھی وہ واقعی مایوس کن تھی۔ مجھے بھی ان کے بچ جانے کی توقع تو نہ تھی لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید تھی کیونکہ یہ تینوں ایک نیک اور ارفع مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور قدرت نے خود ہی یہ اتفاق پیدا کر دیا تھا کہ ہم بھی اسی وقت یہاں پہنچے ہیں جس وقت ان پر فائرنگ ہوئی ہے۔ اس اتفاق سے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اتفاق قدرت کی طرف سے ہی پیدا کیا جاتا ہے۔ ہم دو تین گھنٹے بعد بھی تو رہ سکتے تھے۔ پھر یہاں اس قدر مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلوں موجودگی بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہی تھا۔ اس کے علاوہ جو ذرا اور جو

دونوں کے اندر قدرتی طور پر بے پناہ قوت مدافعت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر زخمی ہونے۔ گولیاں کھانے اور خون بہہ جانے کے باوجود ان کی حالت اس قدر شستہ نہ تھی جتنی نسبتاً کم زخمی ہونے کے باوجود ٹائیگر کی تھی۔ اگر ٹائیگر اس قدر زخمی ہوتا تو شاید وہ ہمارے پہنچنے تک بھی زندہ نہ رہتا۔ بہر حال یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”انہیں اٹھا کر دور نہیں لے جایا جاسکتا۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ لازماً پوری فوج وادی میں پھیل چکی ہوگی اور انہوں نے وہ غار چمک کر لیا ہوگا جہاں ہم داخل ہوئے ہیں اور راستے کی جٹانیں تو بموں سے اڑانی جاسکتی ہیں۔“..... چوہان نے کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں یہاں کوئی نہیں آسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اب تک فوجی یہاں پہنچ بھی چکے ہوتے۔“..... وحید رح سنگھ نے کہا تو مسب چوہانک پڑے۔

”ارے ہاں۔ واقعی مجھے تو خیال ہی نہ آیا تھا کہ بسنے گھنٹے گزر چکے ہیں اور ابھی تک فوجی یہاں تک نہیں پہنچ سکے۔“..... عمران نے چوہانک کہا۔

”جتناب۔ یہ ہمارا خاص اڈہ ہے یہاں مکمل ترین انتظامات ہیں۔ میں نے واپسی پر اس غار کا دھانہ باہر سے بند کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی نیچے تہہ خانے میں جا کر یہاں سے کچھ دور ایک اور غار کا دھانہ کھول

میں نے ٹائیکر کو اٹھاتے ہوئے وہاں مخصوص گیس کی موجودگی محسوس کی تھی جو کاسموس گن کے فائر کی وجہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ٹائیکر کے پاس کاسموس گن بھی نہ تھی اور جس پوزیشن میں یہ زخمی ہوئے ہیں اس سے یہی لگتا ہے کہ ٹائیکر کاسموس گن لے کر اس غار کے دھانے کی طرف دوڑا تھا جبکہ جوزف اور جو انا اپنی پشت پر گولیاں کھا کر اسے کور دے رہے تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہی غار ہی اصل سنور تھا۔ بہر حال اب یہ ہوش میں آئیں گے تو اصل صورت حال کا علم ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

”وہی عمران صاحب۔ ان تینوں نے جس انداز میں کام کیا ہے میں تو اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یہ تو دلیری، جرأت اور جذبے کی اہتمام ہے۔..... صفدر نے کہا۔

”ہاں واقعی صفدر۔ مجھے تو توقع ہی نہ تھی کہ یہ لوگ مشن کی خاطر اس طرح صحاح موت کے دھانے میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ انہیں تو معلوم نہ تھا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں اور ہم انہیں وہاں سے اٹھالیں گے اور ان کا علاج بھی ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے جو کچھ کیا ہے واقعی اپنی جانوں پر کھیل کر ہی کیا ہے۔..... تنویر نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے اور عمران ایک بار پھر ان تینوں کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا اور پھر اس نے ایک ایک انجکشن باری باری ان تینوں کو مزید لگا دیا۔

”جوزف اور جو انا تو شاید جلد ہی ہوش میں آجائیں الیہ ٹائیکر کو

دیا تھا۔ اب فوجی وہاں نگرین مار رہے ہوں گے۔..... دھیرج سنگھ نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ سبہاں تہہ خانے بھی ہیں۔..... عمران نے اور سب ساتھیوں نے کہا۔

”جی ہاں۔ نیچے دو بڑے تہہ خانے ہیں جن میں ٹرانسمیٹر بھی نصب ہیں اور دوسری مشینری بھی ہے جن سے غاروں کے دھانے ہلاک کئے جاسکتے ہیں۔..... دھیرج سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب ہم اس غار میں داخل ہونے لگے تو اس کا وادی کی طرف کا دھانہ تو کھلا ہوا تھا۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ عام طور پر کھلا رہتا ہے لیکن ایمر جنسی کی صورت میں ہلاک کیا جاسکتا ہے اور ایک اور غار کا دھانہ اس مشینری کی مدد سے کھولا جاسکتا ہے۔ جو صرف غار ہے اور کچھ نہیں۔ ہمارے بڑے سردار شمر سنگھ نے خاص طور پر اس اڈے کی پلاننگ کی تھی۔..... دھیرج سنگھ نے فخریہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹائیکر، جوزف اور جو انا کی جہاں وادی تر نام میں موجودگی سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ سنور کو متباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچے تھے اور جس غار کے دھانے سے انہیں اٹھایا گیا ہے اس میں اسلحے کی پیشیاں تو موجود تھیں۔ لیکن وہاں کوئی مشین وغیرہ نہ تھی اور نہ ہی وہاں ایسا سنور تھا جیسا آپ بتا رہے تھے۔..... صفدر نے کہا۔

”وہی اسے اچھی طرح چیک کرنے کا تو اس وقت ہوش نہ تھا لیکن

جھپٹ کر دو۔"..... جوزف کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ لیکن اب پہلے کی نسبت اس کی آواز زیادہ بلند اور واضح تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے نہ کوئی جواب دیا تھا اور نہ ہی انہیں جھنجھوڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کیفیت میں انہیں چھیننے سے ہمیشہ کے لئے ان کے ذہنوں پر اثر پڑ سکتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن عمران اب بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ تم۔ تم۔ میں کہاں ہوں؟"..... جوزف کے منہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا۔ وہ بار بار پلکیں جھپکاتا تھا۔
 "یہ پیغام شاگدا دیوتا کے ذریعے بھجوانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا جہار اخیال تھا کہ شاگدا دیوتا تمہیں معافی دلا دے گا؟"..... عمران نے اچانک سخت لہجے میں کہا تو جوزف کے جسم کو جھٹکا سا لگا اور اس نے بے اختیار انھنے کے لئے جسم کو سمیٹنا چاہا۔

"نہیں۔ اسی طرح لیٹے رہو۔ فی الحال جہاری یہی سزا ہے۔" عمران کا لہجہ پہلے سے بھی سخت تھا۔

"بب۔ بب۔ بب۔ باس۔ تم۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ سب۔ یہ۔ اوہ۔ کیا میں مرا نہیں ہوں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو مر گیا تھا۔ مجھے گولیاں لگ رہی تھیں اور میں گر رہا تھا۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔" جوزف نے گردن گھماتے ہوئے عمران اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کیا۔

"ماسٹر۔ جہارے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ اب مجھے کوئی پرواہ

ابھی ہوش میں آنے میں رہ رہے۔" عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے انہیں سر ہلا دیئے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

"بب۔ بب۔ بب۔ باس کو۔ گگ۔ گگ۔ گگ۔ گگ۔ باس کو شاگدا دیوتا مم۔ مم۔ میرا سلام دے دینا۔ شش شاگدا دیوتا۔ بب۔ باس کو کہہ دینا کہ جہار غلام جہارے حکم کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اسے معاف کر دینا۔ بب۔ باس کو کہنا کہ اپنے غلام کو معاف کر دینا۔ وہ۔ وہ۔ بب۔ باس گگ۔ وہ معاف کر دے گا؟"..... جوزف ہلکی آواز میں رک رک کر بول رہا تھا۔

"یہ ابھی پوری طرح ہوش میں نہیں آیا۔ نیم شعوری کیفیت میں ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میم۔ مم۔ ماسٹر۔ ماسٹر۔ میں نے۔ تم۔ جہارے حکم کی تمت۔ تمت۔ تعمیل کر دی۔ ہے مم۔ ماسٹر۔ تم نے جو حکم دیا تھا وہ۔ وہ پورا کر دیا ہے ماسٹر۔"..... اسی لمحے جو انا کے منہ سے بھی ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلنے لگے اور عمران کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"بب۔ بب۔ باس اپنے غلام کو معاف کر دو۔ باس۔ باس اپنے غلام کو معاف کر دو۔ جہار غلام جوزف گر رہا ہے۔ جوزف جہارے اعتماد پر پورا نہیں اتر سکا۔ وہ۔ وہ۔ معاف کر دو باس۔ بب۔ باس

نہیں ہے۔..... جو اٹانے اس بار و اضع انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔
 "اوہ باس۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تو جوانا بھی یہاں ہے۔ یہ کون سی جگہ
 ہے۔ کیا مرنے کے بعد مجھے دوبارہ تمہارے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ اوہ۔
 تو شانگا دیوتا نے مہربانی کر دی ہے۔ اس نے میرا پیغام تم تک
 پہنچانے کی بجائے بذات خود مجھے بھیج دیا ہے۔..... جوزف نے اس
 بار پوری طرح شعور میں آتے ہوئے کہا۔

"تمہارے شانگا دیوتا نے کوئی مہربانی نہیں کی۔ وہ تو تمہیں واپس
 ہی نہیں بھیج رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے تم نے مشن مکمل نہیں کیا تھا اور
 راستے میں ہی گر گئے تھے۔ میں تمہیں کیسے اس حکم عدولی کی سزا دے
 بغیر چھوڑ دیتا۔ اس لئے میں نے تمہیں تمہارے شانگا دیوتا سمیت یہاں
 کھینچ لیا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شش۔ شش۔ شانگا دیوتا یہاں آگیا۔ یہاں۔ اوہ۔ اوہ۔
 آسمانوں پر روحوں کے پیغام دنیا میں پہنچانے والا شانگا دیوتا یہاں آگیا
 یہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو پجاری روحیں پیغامات ہی نہ بھیج سکیں گی۔
 جوزف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ دیکھو۔ یہ ہے تمہارا شانگا دیوتا۔ یہ میٹیکل باکس۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ ماسٹر۔ آپ۔ اوہ۔ اوہ۔ ماسٹر۔ تو کیا میں اس قدر ہولناک
 فائرنگ کے باوجود زندہ بچ گیا۔ اوہ گلا کاڑ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ اس
 بار جوزف نے حیرت بھرے لیکن واضح لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا جسم
 صرف معمولی سی حرکت ہی کر سکتا تھا اور اس کے بعد اس نے حرکت
 کرنے کی کوشش ترک کر دی۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ جب تم لوگ گرے تو ہم اس وادی
 میں پہنچ گئے اور پھر فوری طور پر تمہیں اٹھا کر یہاں لایا گیا۔ یہاں پہ
 مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
 نے کرم کیا اور تم حالانکہ موت کی دلدل میں گئے تھے تک پھنس چکے
 تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے تم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ مجھ پر تو اس طرح گولیاں برس رہی تھیں کہ میرا خیال
 ہے کہ میرے سارے جسم میں گولیاں ہی گولیاں ہوں گی۔ پھر میں
 کیسے بچ گیا۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا۔ لیکن آپ کے اور باقی
 ساتھیوں کی موجودگی تو یہی بتا رہی ہے کہ ایسا ہو چکا ہے۔ جو اٹانے
 کہا۔

"ایسی باتیں ہم انسان نہیں سمجھ سکتے۔ مشیت ایزدی جو چاہے کر
 سکتی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ جوزف تو کہہ رہا ہے کہ مشن مکمل نہیں ہو سکا
 جبکہ تم نیم عشی کی حالت میں کہہ رہے تھے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے۔
 ٹانگیر ابھی تک بے ہوش ہے۔ اس کے اندر تم دونوں جتنی قوت
 مدافعت بہر حال نہیں ہے۔ اس لئے اسے ہوش میں آنے کے لئے ابھی
 کافی درگاہے گی۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

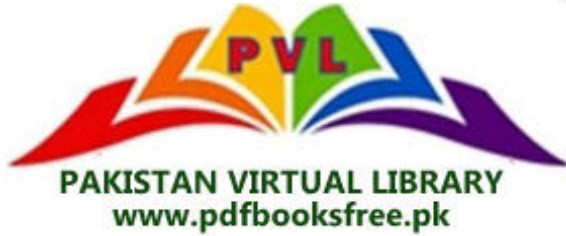
”جوزف شاید راستے میں گر گیا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں یہی خیال رہا ہو گا کہ میں اور ٹائیگر بھی ہٹ ہو گئے ہوں گے لیکن دراصل ایسا نہیں ہوا۔ ٹائیگر نے اسلحہ کا ایک سنور وارن لیس ڈی چارج کی مدد سے تباہ کیا۔ اس کے خوفناک دھماکے ہوئے اور تین اطراف پر موجود ایئر چیئنگ پوسٹس کی توجہ ان دھماکوں کی طرف ہوئی تو ہم تینوں نیچے کی طرف دوڑ پڑے، ہم جہاں تھے وہاں سے اتر کر اور وادی کو پار کر کے ہم نے مخالف پہاڑی پر واقع سنور تک پہنچنا تھا۔ ٹائیگر کے پاس مخصوص ہتھیار تھا اور میزائل گن بھی اس کے پاس تھی۔ ہم وادی تک بلکہ آدھے سے زیادہ راستہ کسی رکاوٹ کے بغیر پار کر گئے لیکن جب اس سنور کے بند دروازے پر ٹائیگر نے میزائل فائر کئے تو اچانک ایک سائیڈ سے ہم پر مشین گنوں سے فائرنگ ہوئی۔ ہمارے ساتھ ایک مقامی گائیڈ تھا وہ سب سے پیچھے تھا۔ وہ اس فائرنگ سے ہٹ ہو گیا مگر جوزف اور میں نے مڑ کر میزائل فائر کئے تو یہ گروپ جن کی تعداد چار تھی ہٹ ہو گئے اور ہم ایک بار پھر ٹائیگر کے پیچھے دوڑ پڑے۔ سنور کا دروازہ میزائل گن سے تباہ ہو گیا اور اس کا دھانڈ کھل گیا تھا اور میں اور جوانا دونوں ٹائیگر کے تقریباً اوپر چڑھ کر دوڑ رہے تھے تاکہ فائرنگ ہم پر ہو اور ٹائیگر بچ جائے اور مشن مکمل ہو جائے۔ پھر ہم پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن ہمارے ذہن میں مشن کی تکمیل کا عزم موجود تھا۔ اس لئے بے پناہ فائرنگ کے باوجود ہم بالکل ردیوٹوں کی طرح ٹائیگر کو بچاتے ہوئے دوڑتے رہے۔ پھر جوزف گر گیا اور اس کے

تے ہی گولیاں ٹائیگر کے پہلو پر پڑنے لگیں لیکن ٹائیگر نے بھی ہمت نہ ہاری اور دوڑتا رہا۔ پھر اس نے سنور کے اندر گیس فائر کرنا شروع کر دی اور جب ہم اس دھانڈے پر پہنچے تو پھر مجھ میں ہمت نہ رہی اور میں گر گیا لیکن میرے ذہن میں بہر حال یہ بات موجود تھی کہ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس سنور کی نشاندہی کس نے کی تھی۔ کیا اس مقامی گائیڈ نے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ ٹائیگر نے از خود اس کا سراغ لگایا تھا۔ نیچے وادی میں ایک جگہ درونگ کا ایک چھوٹا سا جھنڈا لگا ہوا تھا اور پھر مقابل کی ایک پہاڑی کی چٹان پر سرخ رنگ کا دائرہ لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے کہا کہ یہ سنور کا مخصوص نشان ہے۔ اس طرح ہم نے اسے مار گت بنایا۔“ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ۔ اودہ۔ خدا یا تیرا شکر ہے۔ تو نے اپنی رحمت سے کافر ستانیوں کا یہ بھیانک منصوبہ ناکام بنا کر لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو ہلاکت سے بچالیا ہے اور مجھے سب سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے ٹائیگر، جوانا اور جوزف پر جو اعتماد کیا تھا ان لوگوں نے حقیقتاً اپنی جانوں پر کھیل کر اس اعتماد کو بحال رکھا ہے۔“ عمران کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔



”تو کیا مشن مکمل ہو گیا“..... صفدر نے چونک کر کہا۔
 ”ہاں۔ دونوں نشانات درست ہیں۔ اس لئے لازماً یہ وہی سٹور تھا
 اور اس کے اندر کاسموس گیس کے پھیل جانے کے بعد اب ڈبل سی
 ہتھیار مکمل طور پر ناکارہ ہو چکے ہوں گے اور اب کافرستانی حکام بیٹھے
 ہاتھ مل رہے ہوں گے“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا
 وہ واقعی دلی طور پر بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

بڑے ہال کمرے میں فرش پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی کئی
 پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان سے ہٹ کر کرسیاں رکھی ہوئی تھیں
 ۔ میں سے تین کرسیوں پر شاگل، ماوام رکھا اور کرنل موہن بیٹھے
 تھے اب جبکہ لاشوں کی دوسری طرف دو اونچی پشت کی خصوصی
 سیاں اور ان کے سامنے ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی۔ یہ دونوں
 سیاں خالی تھیں۔ یہ کمرہ وزیراعظم سیکرٹریٹ کا ایک خاص کمرہ تھا۔
 شوں کے جسموں اور چروں پر سفید رنگ کا جیلی نما مادہ لگا ہوا تھا لیکن
 کے باوجود ہرے صاف پہچانے جاسکتے تھے۔ شاگل سر جھکائے اور
 منٹ بھیچے خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ رکھا کے چہرے پر اطمینان تھا مگر
 تل موہن اس طرح اکڑا بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ کسی سلطنت کا فاتح ہو
 سارا ڈرامہ اس لئے رچایا جا رہا تھا تاکہ صدر مملکت بھی اپنی آنکھوں
 ان لاشوں کو دیکھ لیں اور اس کے بعد عالمی پریس کے نمائندوں۔

آپ پریس کو لے آئیں گے..... صدر مملکت نے پی اے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“..... پی اے نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا بعد ازاں صدر مملکت اور وزیراعظم کے ساتھ وہ ہال میں داخل ہوا تھا۔

”ہو نہ ہو تو یہ ہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں۔“ صدر مملکت نے غور سے درمیان میں فرش پر پڑی ہوئی ان لاشوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... کرنل موہن نے کھڑے ہو کر کہا۔
”بیٹھ جائیں کرنل موہن“..... صدر مملکت نے کہا اور کرنل موہن واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے وزیراعظم صاحب نے مکمل تفصیلات بتا دی ہیں۔ جس انداز میں انہیں چیک کیا گیا ہے۔ ان سے تو واقعی یہ عمران کی لاش ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو اس سے اختلاف ہے۔ حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ مسٹر شاگل نے کسی خصوصی میک اپ وائر سے بھی اس عمران کے چہرے کو چیک کیا ہے۔ بلکہ یہاں تک مجھے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے شجر سے اس کے چہرے کی کھال بھی کاٹ کر دیکھی ہے۔ اس کے باوجود ان کا اصرار ہے کہ یہ علی عمران نہیں ہے اور مزید پوچھنے پر انہوں نے آنکھوں میں بھند خوف کے تاثرات کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اسے تو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔

فوٹو گرافرز اور ٹیلی ویژن یونٹس کو یہ لاشیں دکھا کر تفصیلات بتائی جائیں تاکہ پوری دنیا کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ پاکیشیا سرکاری طور پر مشکبار میں باقاعدہ مداخلت کر رہا ہے اور اس کی سیکرٹ سروس تحریک آزادی کے لئے کام کرنے والوں کی مدد کر رہی ہے۔ کافرستان حکومت شروع سے یہ الزامات لگاتی چلی آ رہی تھی لیکن آج تک اس کے ہاتھ میں کوئی ایسا ثبوت نہ آیا تھا جس سے وہ دنیا کو قائل کر سکے اب جبکہ یہ ثبوت ان کے ہاتھ آ گیا تھا وہ اسے پریس کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اسی لمحے ہال کے کونے کا دروازہ کھلا اور کافرستان کے صدر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وزیراعظم تھے اور وزیراعظم کے پیچھے صدر مملکت کا پی اے تھا جس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا وائرلیس فون تھا۔ صدر مملکت اور وزیراعظم کے اندر آتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تینوں افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کرنل موہن نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا جبکہ باوامر رکھا اور شاگل نے مؤدبانہ انداز میں سلام کئے۔

”تشریف رکھیں“..... صدر مملکت نے کہا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور وزیراعظم ان کے ساتھ والی کرسی پر جب بیٹھ گئے تو شاگل رکھا اور کرنل موہن بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پی اے نے سرخ رنگ کا فون پیس صدر اور وزیراعظم کی کرسیوں کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

”آپ جائیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ کو کال کر دیا جائے گا۔ پھر

دوست سردار کی حویلی میں پہنچا دیا تھا تو پھر یہ بات قطعی ممکن ہی نہیں ہو سکتی کہ عمران اسے اس طرح زندہ باہر آنے دیتا تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی اطلاع دے سکے..... شاگل نے پوری تقریر کر ڈالی۔

”سبز شاگل صرف اس لئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں جناب کہ یہ کارنامہ کرنا موہن نے سرانجام دیا ہے۔“ وزیراعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جناب پرائم منسٹر یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ فرض کیا کہ ہم عالمی پریس کو بتا دیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں بھی پریس کے سامنے رکھ دیں اور بعد میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ عمران ہلاک نہیں ہوا اور یہ لاشیں نقلی ہیں تو پھر آپ سوچ سکتے ہیں کہ کافرستان کی کس قدر بدنامی ہوگی اور نہ صرف بدنامی ہی ہوگی بلکہ آئندہ کے لئے بھی یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہم مشکبار میں پاکیشیا کی مداخلت کے غلط الزامات عائد کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں جھوٹے اور جعلی ثبوت پیش کرتے ہیں..... صدر نے قدرے خشمگین سے لہجے میں کہا۔

”میں سر۔ لیکن اگر یہ جھوٹی ہوں تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ اصلی لاشیں ہیں..... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنی ذمہ داری پر پریس کانفرنس کر دیں اور ان لاشوں کو عالمی پریس کے سامنے رکھ دیں۔ ویسے ایک

اس لئے میں مسز شاگل سے پوچھوں گا کہ کیا اس کے علاوہ ان کے ذہن میں کوئی اور شخص وجہ بھی ہے.....“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ بس میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ عمران کی لاش نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کرناٹل موہن نے جو کچھ بتایا ہے اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ عمران جو اس سے بھی کہیں زیادہ انتہائی خطرناک شخص میں پھنس جانے کے باوجود ہلاک نہیں ہو سکا۔ اس عام سی جوئیشن میں آسانی سے نہیں مارا جاسکتا۔ عمران انسان نہیں ہے۔ وہ عنقریب ہے۔ ہزار آنکھیں رکھنے والا عنقریب۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ باہر نگرانی ہو رہی ہو بلکہ نگرانی کرنے والے ٹیلی ویژن آلہ اندر پہنچا چکے ہوں اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت پھر بھی اندر موجود رہے۔ دوسری بات یہ کہ بقول کرناٹل موہن صاحب۔ میری سروس کا آدمی چھن اسے اس سردار کی حویلی میں چھوڑ آیا تھا اور ان کی سروس کے آدمیوں نے اسے پکڑ کر اس پر تشدد کر کے اس سے حویلی کا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کا پتہ چلایا۔ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ چھن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سردار کے ذریعے پر قید کیا ہوا تھا۔ جہاں سے یہ فرار ہو گئے اور وہاں موجود افراد اور چھن کے ساتھیوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا تھا اور چھن کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس طرح چھن ان کا دشمن تھا دوست نہ تھا۔ اگر بغرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ چھن نے اپنی جان بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے

بات بتا دوں کہ پریس رپورٹرز نے سب سے پہلے یہی بات پوچھنی ہے کہ مشکبار میں انہیں کہاں ہلاک کیا گیا ہے اور یہ وہاں کیا کر رہے تھے۔ "جناب۔ ہم کہہ دیں گے کہ یہ وہاں مشکباری حریت پسندوں کی امداد کر رہے تھے۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ ان کو کہاں مارا گیا۔ کس طرح مارا گیا اور وہاں ان کی لاشیں کیوں نہ دکھائی گئیں۔ آپ نے لاشوں کو گلے سرنے سے بچانے کے لئے ان پر یہ سفید رنگ کا مادہ لگا رکھا ہے یہ مادہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کو ہلاک ہونے کا کافی وقت گزر چکا ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

"تو آپ اس بات کے خلاف ہیں کہ انہیں پریس کے سامنے پیش کیا جائے۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ بات نہیں۔ میں صرف احتجاجتا ہوں کہ ہر بات کو واضح طور پر پہلے طے کر لیا جائے۔ ابھی معاملات ہمارے ہاتھ میں ہیں پھر معاملات ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اس عمران کو صرف کافرستان والے ہی نہیں جلتے۔ آدمی سے زیادہ دنیا کے حکمران اور سیکرٹری جنسیاں جاتی ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی مٹرنگ گھنٹی بج اٹھی اور یہ آواز سن کر صدر اور وزیراعظم دونوں چونک پڑے۔

"اوہ اس وقت کال۔۔۔۔۔ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس اٹھالیا اور اس کا

ایک ہٹن پریس کر دیا۔

"ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے اہتجائی باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل واس کی پرائم منسٹر صاحب کے لئے ایمر جنسی کال ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں بتایا نہیں گیا کہ ہم اہتجائی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔۔۔۔۔ صدر کا لہجہ خاصا ناخوشگوار تھا۔

"جناب۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے پرائم منسٹر صاحب سے اہتجائی اہم اور فوری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا اور پھر فون پیس میں لگے ہوئے لاؤڈر کا ہٹن آن کر کے انہوں نے فون پیس وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔ "کرنل واس آپ سے کوئی اہم اور فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔" صدر نے کہا تو وزیراعظم کے ساتھ ساتھ سلیمنے بیٹھے ہوئے کرنل موہن، مادام ریکھا اور کرنل شاگل بھی چونک پڑے کیونکہ وہ سب جیتے تھے کہ ان بھوجا بھائیوں پر اب صرف ملٹری انٹیلی جنس باقی رہ ہے اور کرنل واس بھی وہیں ہے۔ اہم اور فوری بات کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس اطلاع کا تعلق بھوجا بھائیوں سے ہی ہو سکتا ہے۔

"ہیلو۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں کرنل واس بول رہا ہوں جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے

کرنل واس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے اس کی آواز ہال میں موجود دہر آدمی واضح طور پر سن رہا تھا۔
 "ہیں۔ کیا بات ہے۔ کیا امیر جنسی ہے۔"..... وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"جواب۔ ایک خوشخبری ہے۔ بلائینڈ اسٹیک مشن کے بارے میں۔ چار افراد کی ایک ٹیم نے وادی ترنام میں سپیشل سنور پر خاصا خوفناک حملہ کیا اور اپنے طور پر وہ سنور میں موجود ذیل سی اختیارات کو تباہ کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن جواب۔ ہماری پلاننگ کے مطابق انہوں نے یہ ساری کارروائی نمبر نو سنور پر کی ہے جبکہ اصل سنور محفوظ ہے۔"..... کرنل واس نے بتایا تو ہال میں موجود سب افراد حیرت سے اچھل پڑے۔ شاگل کا چہرہ ٹھٹھکت کھل اٹھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ چار افراد کی ٹیم نے۔ کیا مطلب۔ کون لوگ ہیں یہ جبکہ عمران اور اس کے ساتھی جو اس سنور کے خلاف کام کر رہے ہیں وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں۔"..... وزیراعظم نے وقار کا خیال کئے بغیر حلق کے بل جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جواب۔ یہ دوسری ٹیم ہے اور مجھے میرے ایک آدمی نے بتایا کہ اس ٹیم میں شامل دو افراد عمران کے ساتھی ایکریسین ٹیگر دیں ہیں سے ایک کا نام جوزف ہے اور دوسرے کا نام جوانا۔ باقی دو افراد کو نہیں پہچانا جا سکا۔"..... کرنل واس نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس عمران نے ذیل گیم کھیلی تھی

خود بھی کام کر رہا تھا اور اپنے ساتھیوں کی علیحدہ ٹیم بھی اس نے بھیجی تھی۔ لیکن یہ لوگ وادی میں کیسے پہنچ گئے۔ کہاں سے پہنچ گئے۔"..... وزیراعظم نے کہا۔

"جواب۔ جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ان کے مطابق یہ لوگ ڈاکرام پہاڑی کی طرف سے بھوجا پہاڑیوں کے علاقے میں داخل ہوئے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا لیکن چینگ انہارج کرنل پردب انہیں ساتھ لے کر دوسری پہاڑی پر ایک خفیہ اڈے پر لے گیا۔ جہاں اسلحے کا بھی سنور تھا۔ یہ لوگ وہاں سے نکل بھاگے پھر انہوں نے اس پہاڑی پر موجود چینگ سپاٹ پر موجود فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور اس کے بعد چوٹی پر موجود ایر چیک پوسٹ پر موجود افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ پھر یہ وادی میں پہنچ گئے۔ وہاں سے شاید انہوں نے وائرلیس ڈی چارجر کے ذریعے کرنل پردب والے خفیہ اڈے پر موجود اسلحے کے سنور کو تباہ کیا۔ ان اچانک دھماکوں کی وجہ سے باقی ایر چیک پوسٹس پر موجود عملہ اس طرف متوجہ ہو گیا اور یہ لوگ وادی میں داخل ہو گئے اور نمبر نو سنور کی طرف دوڑنے لگے۔ نیچے موجود ایک حفاظتی دستے نے ان پر فائر کیا تو ان کا ایک آدمی ہٹ ہو گیا مگر انہوں نے میزائل فائر کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ اس میزائل فائر پر ایر چیک پوسٹس چونکنیں لیکن یہ لوگ اس وقت تک ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جو صرف ایک چیک پوسٹ کی فائرنگ رینج تھی چنانچہ ان پر فائر کھول دیا گیا لیکن یہ گولیوں کی بارش میں بھی دوڑتے رہے۔ نمبر نو سنور پر

میرا نل فائر کر کے اس کا دروازہ اڑا دیا گیا اور پھر اندر انہوں نے کاسموس گیس فائر کر دی اور پھر تینوں ہٹ ہو کر گر گئے۔..... کرنل داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جہاری خاص نشانات والی پلانٹنگ کامیاب رہی ہے۔ اصل سنور بج گیا ہے اور دونوں ٹیمیں بھی ختم ہو گئیں۔ دیری گڈ۔ ان چاروں کی لاشیں بھی فوراً کافرستان بھجوا دو۔ وزیراعظم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کی لاشیں غائب ہو گئی ہیں سر اور باوجود سرتوڑ کوشش کے دریافت نہیں ہو سکیں۔..... کرنل داس نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو لاشیں غائب ہو گئی ہیں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں جہاری بات۔..... وزیراعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور نہ صرف وزیراعظم بلکہ ہال میں موجود صدر مملکت سمیت سب افراد بھی کرنل داس کی بات سن کر چونک پڑے تھے۔

"سر۔ اس فائرنگ کے بعد میں خود وہاں پہنچا۔ وہاں وادی میں چلی ہوئی گولیاں موجود تھیں۔ نمبر نو سنور کے سلسلے اور اندر خون کے دھبے بھی موجود تھے لیکن لاشیں غائب تھیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ جب یہ فائرنگ ہو رہی تھی تو پختہ افراد کو پہاڑی چٹان کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اس نمبر نو سنور کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا اور اس کے بعد انہیں واپس ایک غار میں داخل ہوتے دیکھا تھا لیکن غار خالی تھا۔ اس میں قدموں کے نشانات اور خون کے دھبے کچھ بھی نہ تھا

غار کی دیواروں کو انتہائی جدید مشینری سے چیک کیا گیا لیکن وہ عام سا غار تھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہاں اس قدر گرد موجود تھی کہ صاف نظر آ رہا تھا کہ اس غار میں انسان تو انسان کوئی جانور تک داخل نہیں ہوا۔ اس کے بعد میں نے سنور کے ارد گرد پوری پہاڑی چٹانوں کو مشینری سے چیک کرایا لیکن کوئی خفیہ راستہ وغیرہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ اس کے باوجود لاشیں غائب ہو چکی ہیں۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ وہ اصل انسان نہ تھے۔..... کرنل داس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جہارا مطلب ہے کہ وہ مافوق الفطرت مخلوق تھی۔" وزیراعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جس طرح اچانک وہ غائب ہو گئے ہیں اس سے تو یہی لگتا ہے۔" کرنل داس نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل داس۔ مجھے آپ کی اس بات پر شدید حیرت ہو رہی ہے۔ آپ جیسے عملی آدمی سے اس قسم کی بات کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ اگر وہ مافوق الفطرت مخلوق تھی تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اسلحے کا سنور اڑاتے۔ میرا نل فائر کرتے۔ کاسموس گیس استعمال کرتے اور ووڈ کر وادی پار کرتے۔ گولیاں کھاتے اور ان کے جسموں سے خون نکلتا اور پھر وہ نمبر نو سنور تباہ کرتے۔ وہ عمران کے ساتھی تھے۔ انہوں نے بہر حال اپنے طور پر مشن مکمل کر لیا ہے۔ ہمارے بے پناہ حفاظتی اقدامات کے باوجود۔ مجھے معلوم ہے کہ بھوجا پہاڑیوں کے ایک ایک

انچ پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد موجود ہیں۔ ایئر چیک پوسٹس بنائی گئی ہیں لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ چار افراد اس قدر دیدہ دلیری سے وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے سٹور کو اڑا دیا اور اس کے بعد غائب ہو گئے اور آپ مجھے بچوں کی کہانیاں سنارہے ہیں۔“ وزیراعظم کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

”سوری سر۔ میں نے تو ویسے ہی بات کی تھی۔“ کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل داس۔ مجھے ہر صورت میں زندہ یا مردہ وہ افراد چاہئیں۔“ مجھے آپ اور دوسری بات بھی سن لیں کہ اب اصل سٹور کی بھی حفاظت کی جائے۔“ وزیراعظم کا لہجہ مزید سرد پڑ گیا۔

”یس سر۔ وہ تو ہم کر رہے ہیں۔“ کرنل داس نے جواب دیا اور وزیراعظم نے غصیلے انداز میں فون پیس کا بٹن آف کیا اور اسے ایک جھٹکے سے میز پر رکھ دیا۔

”نائنس۔ حماقت کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔“ وزیراعظم کے پھرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ اہم اطلاع ہے جناب۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ لمبا کیل کھیلا جا رہا ہے۔“ اچانک شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”کون سا کیل۔“ وزیراعظم اور صدر مملکت دونوں نے بیک وقت پوچھا۔ دونوں کے لہجوں میں حیرت تھی۔

”مجھے عمران کے خلاف کام کرنے کا تجربہ یہاں موجود دیگر ایجنسیوں کے سربراہوں سے کہیں زیادہ ہے اور جہاں تک کرنل داس اور کرنل موہن کا تعلق ہے تو یہ پہلی بار اس ٹیم سے ٹکرائے ہیں۔“ کرنل داس کی اس اطلاع کے بعد میرے ذہن میں جو خاکہ ابھرتا ہے وہ اس طرح ہے کہ عمران نے دو ٹیمیں تشکیل دیں۔ ایک اپنے آدمیوں کی علیحدہ اور دوسری میں وہ خود شامل تھا۔ چونکہ تمام ایجنسیاں اس کی ناک میں تھیں اس لئے ہم سب اس کے پیچھے لگ گئے جبکہ دوسری ٹیم اپنا کام کرتی رہی۔ اب دوسری صورت یہ ہوگی کہ اس وادی تک پہنچنے کا یقیناً کوئی خفیہ راستہ ہوگا لیکن سرحدی راستے سے وادی میں اس صورت میں پہنچا جا سکتا تھا جب بھوجا ہاڑیوں کے گرد موجود ایجنسیوں کو واپس بھجوا دیا جائے۔ ستانچہ ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت کھیل کھیلا گیا۔ ایک ٹرپ تیار کیا گیا اور کرنل موہن اس ٹرپ میں لگے۔ میرے اندازے کے مطابق عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں سے ملنے جلتے افراد پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کیا جسے کسی صورت بھی واش نہ کیا جاسکتا تھا۔ وہ ایسی ایجادات کا ماہر ہے اور ایسی ایجادات ہی اس کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتی رہتی ہیں۔ بہر حال عمران اور اس کے ساتھیوں کی بجائے یہ افراد ہلاک ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی تمام ایجنسیوں کو یہ کہہ کر واپس بلا لیا گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد ہمارا مشن مکمل ہو گیا۔ اس طرح اسے وہ راستہ خالی مل گیا اور وہ اس وقت وہاں پہنچا جب اس

ہیں اور عملی طور پر بھی وہ اس فیملی سے بچا ہے۔ اس کے علاوہ کرنل فریدی صاحب بھی اس فن میں اگر عمران سے زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہیں ہیں۔ اگر کرنل فریدی صاحب یہاں نہ آسکیں تو ان سے فون پر بات ہو سکتی ہے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا جاسکتا ہے۔ لیکن میری گزارش ہے کہ اگر ان سے پوچھا جائے تو پھر ان کے سامنے عمران کا نام نہ لیا جائے۔ شاگل نے کہا۔

”گڈ۔ کرنل فریدی والی ٹپ شاندار ہے۔ میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔“..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز پر موجود فون پکس اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بین پریس کر دیئے۔

”یس سر۔“..... دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”اسلامک سیکورٹی آفس میں کرنل فریدی سے رابطہ قائم کرو اور میری ان سے فون پر بات کراؤ۔“..... صدر نے کہا اور بین آف کر کے رسیور رکھ دیا۔

”فون پر وہ کیسے بتائیں گے کہ یہ کس قسم کا میک اپ ہے۔ جب تک وہ اسے دیکھیں ناں۔“..... وزیراعظم نے کہا۔

”بات تو کرو دیکھیں۔ ہو سکتا ہے کہ بات بن جائے۔“..... صدر نے کہا اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جب فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر مملکت نے جلدی سے فون پکس اٹھا کر اس کا بین آن کر دیا۔

”یس۔“..... صدر مملکت نے کہا۔

کی دوسری ٹیم اس سنور کو جباہ کرنے میں مصروف تھی۔ شاید یہ پہلے سے ان کے درمیان طے کر لیا گیا ہو گا۔ چنانچہ جیسے ہی اس دوسری ٹیم نے سنور جباہ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس خفیہ راستے سے نکل کر وہاں پہنچے اور اپنے ساتھیوں کو لے گئے۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہ لاشیں تھیں یا زخمی۔ ویسے خون وغیرہ کے نہ ملنے سے تو یہ سب ڈرامہ سا لگتا ہے اور کرنل داس صاحب اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے وہ ان لوگوں کو مافوق الفطرت قرار دے رہے ہیں۔ شاگل نے کہا۔

”گڈ مسٹر شاگل۔ آپ کی ذہانت کا جواب نہیں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ آپ اس قدر ذہانت سے صورت حال کا تجزیہ کریں گے لیکن آپ کے اس سارے اندازے میں کمزور پوائنٹ صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں موجود لاشوں کا میک اپ واش نہ ہوتا اگر یہ واقعی نقلی ہیں تو پھر کوئی میک اپ ممکن ہی نہیں ہے کہ جسے کسی نہ کسی صورت میں واش نہ کیا جاسکتا ہو اور اگر کسی طرح یہ میک اپ واش ہو جاتا ہے تو پھر آپ کا اندازہ سو فیصد درست بھی ہے اور پھر ہمارا اسپیشل سنور بہر حال شدید خطرے میں ہے۔“..... کسی اور کے بولنے سے پہلے ہی صدر مملکت نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ کافرستان میں ایک آدمی ایسا ہے جو میک اپ کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے اس نے اس فن پر کافی کتابیں بھی لکھی

"کرنل فریدی صاحب سے بات کریں جناب۔ وہ اپنے آفس میں۔
 بی مل گئے ہیں۔" دوسری طرف سے پی۔ اے کی موبائزہ آواز سنائی دی
 "کراؤ بات۔"..... صدر مملکت نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں۔"..... چند لمحوں بعد
 کرنل فریدی کی موبائزہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی۔ ایک انتہائی اہم معاملہ میں آپ کے مشورے کی
 ضرورت پیش آگئی ہے۔"..... صدر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"فرمائیے سر۔ میں حاضر ہوں۔"..... کرنل فریدی نے جواب دیا۔
 "اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس نے ایک آدمی کو
 گرفتار کرتے ہوئے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن پھر یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ
 اصل آدمی نہیں ہے بلکہ اس کے میک اپ میں ہے لیکن ہر قسم کے
 جدید سے جدید میک اپ و اثر سے اس لاش کے چہرے کو چمک کہا گیا
 ہے حتیٰ کہ خنجر سے اس کے چہرے کی کھال بھی چھیل کر دیکھی گئی
 ہے۔ لیکن میک اپ صاف نہیں ہو سکا جبکہ دوسری طرف سے یہی
 اصرار ہے کہ یہ لاش میک اپ میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے میک
 اپ ایجاد ہو چکے ہیں جو انتہائی مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں۔ لیکن
 بہر حال کوئی نہ کوئی طریقہ تو ایسا ہو گا جس سے یہ صاف ہو سکتے ہوں
 گے۔ یہ بات ہمارے لئے لائنل بن گئی تو میں نے سوچا کہ آپ سے
 اس بارے میں مشورہ کیا جائے۔"..... صدر نے کہا۔

"یہ کس آدمی کی لاش ہے جناب۔"..... دوسری طرف سے کرنل

فریدی نے پوچھا۔

"آپ سے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ کا فرستان کے
 بی۔ بی خواہ ہیں۔ یہ پاکستانیہ کے علی عمران کا کوئی ساتھی ہے۔ مطلب
 ہے اس کا کوئی پرائیویٹ ساتھی۔"..... صدر نے جواب دیا۔

"دوسری جانب سے آپ کا مطلب علی عمران سے ہے۔" کرنل
 فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں۔"..... صدر نے گول مول سا جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر عمران کا اصرار درست ہو گا۔ لیکن
 ایسی صورت میں وہ خود ہی اس کا واشنگ فارمولا بھی بتا دیتا تاکہ آپ
 کو یقین آجائے لیکن بہر حال نہ جانے کیا حالات ہوں تو اس سلسلے میں
 آپ تین چیزیں استعمال کر دیکھیں۔ ایک تو عام سادہ پانی۔ دوسرا
 برف ملا انتہائی تیز پانی اور تیسرا نمک نلے ہوئے پانی کی بھاپ۔ اگر
 اس کے باوجود بھی یہ صاف نہ ہو سکے تو پھر مجھے خود آکر اس لاش کو
 چمک کر نا پڑے گا۔"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے ان چیزوں سے چمک کر لیتے ہیں۔" شکر ہے۔
 صدر نے کہا اور فون ہمیں آف کر کے اسے وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔
 "آپ اپنے سیکرٹریٹ سے کسی کو بلا لیں تاکہ ان فارمولوں کے
 ساتھ چیکنگ کی جاسکے۔"..... صدر نے کہا اور وزیراعظم نے اثبات
 میں سر ہلا دیا۔

بوتل کا دھکن ہٹا کر اسے دبایا گیا اور بوتل کے منہ میں موجود باریک
سے سوراخ سے بھاپ کی پھواری نکل کر لاش کے ہجرے سے نکل آئی تو
ہجرے کا رنگ بدلنے لگا اور ہال میں موجود سب افراد بے اختیار چونک
پڑے۔ شاگل کے ہجرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھرائے تھے
جبکہ کرنل موہن کا ہجرہ تاریک پڑتا جا رہا تھا اور حد لکھوں بعد نیچر ظاہر
ہو گیا۔ میک اپ صاف ہو چکا تھا اور عمران کے ہجرے کی بجائے ایک
اور ہجرہ سامنے موجود تھا۔ "میک اپ مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا۔
"آپ لوگ جا سکتے ہیں"..... صدر نے میک اپ صاف کرنے
والوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ اپنا سامان اٹھائے خاموشی سے ہال
سے باہر چلے گئے۔

"دیکھا آپ نے جناب۔ شاگل کی بات بہر حال درست نکلی۔ اگر ہم
ان لاشوں کو پریس کے سامنے پیش کر دیتے اور پھر یہ میک اپ صاف
ہو جاتا تو کیا ہوتا..... صدر نے وزیراعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس سر۔ آپ درست فرماتے ہیں۔ واقعی ہم سے بھیا تک غلطی
و وقوع پذیر ہو رہی تھی..... وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کرنل موہن۔ اس
میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ نے ابھی نیا نیا بلیک فورس کا
چارج سنبھالا ہے اور آپ کا پہلی بار اس عفریت سے نکلنا ہوا ہے جبکہ
شاگل صاحب بے شمار بار اس سے نکل چکے ہیں..... صدر نے

تھوڑی دیر بعد ہال کمرے کا دروازہ کھلا اور تین باوردی افراد اندر
داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں پلاسٹک کی تین بڑی بڑی بوتلیں اور
نحت قسم کے اسفنج موجود تھے۔ ان میں سے ایک بوتل میں بھاپ
بھری ہوئی تھی جبکہ باقی دو بوتلوں میں پانی تھا۔
"اس لاش کا ہجرہ باری باری ان تینوں سے چیک کرو"۔ وزیراعظم
نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"..... ان میں سے ایک نے کہا اور پھر اس نے پہلے
ایک اسفنج کی مدد سے عمران کی لاش کے ہجرے پر موجود سفید رنگ
کے تھلی نما مادے کو اچھی طرح صاف کیا اور پھر اس نے ایک پانی سے
بھری ہوئی بوتل کو کھولا اور اس پانی کو عمران کے ہجرے پر ڈال کر
دوسرے اسفنج سے رگڑنا شروع کر دیا۔ پانی کی بوتل ختم ہو گئی لیکن
ہجرہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔

"یہ گرم پانی تھا یا ٹھنڈا..... صدر نے پوچھا۔

"جی جی پانی تھا..... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو اب گرم پانی استعمال کرو..... صدر نے کہا۔

"یس سر"..... اس آدمی نے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر
دوسری بوتل اٹھا کر اس نے اس پانی سے عمران کی لاش کا ہجرہ صاف
کرنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ کاوش بھی بے کار گئی۔

"اب یہ تیسری بوتل میں موجود بھاپ استعمال کرو"..... صدر
نے کہا لیکن ان کے لہجے سے مایوسی کا عنصر نمایاں تھا لیکن پھر صبر ہی

..... صدر نے ہی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ عمران اتنی آسانی سے مطمئن ہونے والوں میں سے ہے۔ وہ اگر وقتی طور پر مطمئن بھی ہو گیا ہے تو پھر بھی وہ لازماً کنفزم کرنے کی کوشش کرے گا اور وزیراعظم صاحب اور آپ راض نہ ہوں تو عرض کروں کہ صدارتی سیکرٹریٹ اور پرائم منسٹر ٹریٹ میں یقیناً اس عمران کے مخبر ہوں گے۔ اس لئے اگر موجودہ بات حجت کا بیپ آپ اپنی تحویل میں رکھیں تو پھر اسے معلوم نہ ہو گا"..... شاگل نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ کنفزمیشن جہاں سے کرے گا اور کوئی یقہ نہیں ہے اس کے پاس..... وزیراعظم نے قدوے ناخوشگوار سے لے میں کہا۔

"اور بھی بے شمار طریقہ ہو سکتے ہیں جناب۔ میں نے تو ایک امکان کی بات کی ہے"..... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بات میرے ذہن میں آرہی ہے جناب۔ اگر آپ اجازت میں تو میں عرض کروں"..... ماوام ریکھانے اچانک کہا۔ وہ اب خاموش بیٹھی رہی تھی۔

"فرمائیے"..... صدر نے کہا۔

"جناب اگر سنور تباہ ہو جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ بھو اچاہاڑیوں میں فوج اور انٹیلی جنس کی موجودگی کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر راج اور انٹیلی جنس ویسے ہی وہاں رہی تو عمران لامحالہ سمجھ جائے گا کہ

کرئل موہن کے چہرے پر ابھرنے والی بے پناہ مایوسی اور پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا میک اپ بھی ہو سکتا ہے۔" کرئل موہن نے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل۔ آپ کی وجہ سے کافرستان ایک بھیانک غلطی سے بچ گیا ہے۔ حکومت اس کے لئے آپ کی شکر گزار ہے"..... صدر نے شاگل کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرا تو صرف اندازہ تھا۔ مگر جناب آپ نے اس خاص پوائنٹ کی طرف اشارہ کر کے اصل مسئلہ حل کرایا ہے"..... شاگل نے کھڑے ہو کر جواب دیا اور صدر صاحب کے چہرے پر بھی اس کی تعریف کی وجہ سے مسکراہٹ کے تاثرات ابھرائے۔

"مسٹر پرائم منسٹر..... اب یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اس لئے اب ان لاشوں کو مزید محفوظ کرنے یا پریس کے سامنے لانے کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ برائے کرم پہلے ان لاشوں کو جہاں سے اٹھوا دیں تاکہ اہم باتوں پر مزید غور کیا جاسکے"..... صدر نے وزیراعظم نے کہا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون پیس اٹھایا اور اس پر ہدایات دینا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد لاشیں وہاں سے ہٹائی گئیں۔

"اب اہم بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنے طور پر سپیشل سنور کو تباہ کر دیا ہے۔ کیا وہ مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں

اس سے نقلی سنور تیار ہوا ہے۔..... دیکھانے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہاں سے فوج اور انٹیلی جنس فور طور پر ہٹائی جائے۔ نہیں مادام دیکھا۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو ہم اسے مکمل چھٹی دے دیں گے۔ اس قدر اہم پراجیکٹ کو صورت میں خالی نہیں چھوڑا جاسکتا۔“ صدر نے جواب دے ہوئے کہا۔

”اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جناب۔ اس مشن کو مکمل ہو میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد ویسے ہی یہ مشن ہو جائے گا۔“ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بلکہ میرے خیال میں اب اس سپیشل سنور کو زیا سخت نگرانی کی ضرورت ہے اور خاص طور پر اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے کی اور میری رائے کے مطابق اس سلسلے میں سیکرٹ سروس وہاں اس راستے کی تلاش میں بھیج دیا جائے۔“ صدر نے کہا۔

”میں تیار ہوں جناب اور مجھے یقین ہے کہ میں نہ صرف اس کو تلاش کر لوں گا بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بھی کر دوں گا۔“ شاگل نے فوراً مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

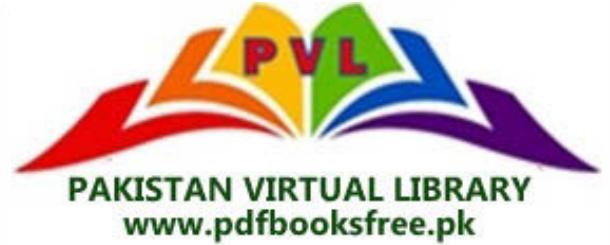
”ٹھیک ہے جناب۔ آپ کی رائے بہتر ہے بلکہ اب تو میرا خیال ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کو بھی سیکرٹ سروس کے تابع کر دیا جائے۔“ وزیر اعظم نے کہا۔

”جناب۔ اگر عمران کو اصل سنور کا علم ہو بھی جائے تو وہ پہلے

اس راستے سے آنے کی کوشش کرے گا اور اگر یہ راستہ تلاش کر لیا گیا تو وہ دوسرے راستے استعمال کرے گا۔ کیونکہ بہر حال وہ مشن مکمل کئے بغیر کچھ ہٹنے والا نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے جناب کہ اس وادی کے چاروں طرف کی پہاڑیاں چاروں انجینسوں کے حوالے کر دی جائیں۔ تاکہ حتی طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا جاسکے۔“ مادام دیکھانے کہا۔

”یہ اور بھی مناسب تجویز ہے۔ اس طرح جس انجینی سے بھی غلطی ہوگی وہ ذمہ دار بھی رہے گی۔“ صدر نے کہا۔

”یس سر۔ تو پھر میں اس معاملے کو طے کر دیتا ہوں۔ شمالی پہاڑی جس میں سنور ہے اور وہ راستہ بھی یقیناً وہیں ہو گا اسے سیکرٹ سروس کی تحویل میں دے دیا جائے تاکہ سیکرٹ سروس دونوں کام کر سکے۔ جنوبی پہاڑی کو پاور انجینیسی۔ مشرقی پہاڑی کو بلیک فورس اور مغربی پہاڑی کو ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں دے دیا جائے۔“ وزیر اعظم نے کہا اور صدر نے فوراً ان کی تجویز کو منظور کر لیا اور اس کے بعد یہ اہم ترین میٹنگ ختم کر دی گئی۔



بندوبست کروں"..... دھیرج سنگھ نے کہا۔

"نہیں۔ اتنا وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔ اس لئے اب مجبوری کے عالم میں رسک لینا پڑے گا۔ انہیں اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔ چلو اٹھو"..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دو آدمیوں نے مل کر ایک ایک کو اٹھایا اور تیزی سے واپس چل پڑے۔ جو انا بھی دوبارہ نیم غشی کی حالت میں چلا گیا تھا جبکہ ٹانگیں کو ابھی تک ہوش نہ آیا تھا احتیاط کی وجہ سے وہ زیادہ تیز بھی نہ چل سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود جس حد تک ممکن تھا وہ تیزی سے قدم اٹھا رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ فاصلہ تو کافی زیادہ ہے اور اس قدر فاصلہ اس حالت میں طے نہیں کیا جاسکتا۔ کافی وقت لگ جائے گا"..... صفدر نے کہا۔

"تو پھر کیا کریں۔ دوسری بھی تو کوئی صورت نہیں ہے۔" عمران نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ راستے میں کئی جگہ انہیں سانس لینے کے لئے رکنا پڑا لیکن صورت حال تیزی سے خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ ان تینوں کی حالت کافی بگڑ گئی تھی اور ابھی ایک چوتھائی فاصلہ بھی طے نہ ہو سکا تھا۔

"لٹا دو انہیں یہاں۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا"..... اچانک عمران نے کہا اور ان تینوں زخمیوں کو زمین پر احتیاط سے لٹا دیا گیا۔ اس وقت وہ قدرتی کر بیک میں موجود تھے۔

"عمران صاحب۔ جوزف کو دیکھئے اسے کیا ہو رہا ہے۔" اچانک صفدر نے کہا تو عمران چونک کر جوزف کی طرف مڑا اور اس کے چہرے پر یکھٹ انتہائی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ اس کی حالت بگڑ رہی ہے۔ گولیوں کا زہر پھیل رہا ہے۔ اب انہیں فوری طور پر کسی ہسپتال شفٹ کرنا ہوگا۔ ورنہ....." عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر میڈیکل باکس سے اس نے ایک اور انجکشن نکال کر کے جوزف کو لگا دیا۔

"یہاں سرنیچر تو نہیں ہیں۔ پھر کس طرح انہیں لے جایا جاسکتا ہے"..... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ان کے زخموں کی حالت ایسی ہے کہ انہیں اٹھا کر نہیں لے جایا جاسکتا"..... عمران نے کہا۔

"جواب اگر آپ حکم دیں تو میں واپس جا کر سرنیچر وغیرہ کا

”جہاں سے کوئی راستہ باہر جاتا ہو کسی پہاڑی پر۔ اب ہم اس وادی سے باہر آگئے ہیں۔ اس لئے باہر درختوں کی لکڑیوں کی مدد سے سڑیچر بنائے جاسکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”جواب۔ ایک راستہ ہے۔ وہاں سے ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسلحہ وغیرہ اندر لے آسکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ وہ ذرا آگے ہے۔“ دھیرج سنگھ نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہیلی کاپٹر مل جائے۔ کیا سردار موہن سنگھ اس کا فوری بندوبست کر سکتا ہے“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں“..... آپ سردار صاحب سے بات کر لیں۔ ان کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ وہ ضرور بندوبست کر لیں گے“..... دھیرج سنگھ نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا جو اس ٹرانسمیٹر کی تھی جو سردار موہن سنگھ کے اس خفیہ اڈے پر موجود تھا۔ یہ چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بھی عمران نے اس اڈے سے ہی لیا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ سردار موہن سنگھ۔ اوور۔“ عمران نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”نیں۔ موہن سنگھ انڈنگ یو اوور“..... پتہ لکھوں بعد ٹرانسمیٹر سے سردار موہن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ تم سے براہ راست بات ہو گئی۔ گڈ۔ اوور“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ایک کام کے سلسلے میں جہاں اڈے پر ہی موجود تھا۔ ملیے۔“ دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے لیکن ہمارے تین ساتھی شدید ترین غمی ہیں۔ میں نے جہازے خاص اڈے پر موجود میڈیکل یا کس کی مدد سے ان کے جسموں سے گولیاں تو نکال دی ہیں لیکن شاید کوئی گولی ابھی اندر ہے یا پھر ان کا زہر ان کے خون میں شامل ہو گیا ہے اس لئے ان کی حالت تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے اور اس عمارت تک کا راستہ بھی بے حد طویل ہے اور پھر انہیں فوری طور پر کسی ایسے ہسپتال بھی پہنچانا ہے جہاں ان کا فوری علاج ہو سکے۔ دھیرج سنگھ نے بتایا ہے کہ جہاں قریب ہی کوئی ایسا راستہ ہے جہاں سے ہیلی کاپٹر کی مدد سے اسلحہ وغیرہ اس اڈے میں لایا جاسکتا ہے۔ کیا تم فوری طور پر کسی بڑے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہو۔ جو اس راستے پر پہنچ سکے۔ اوور۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل ہو سکتا ہے بلکہ ہسپتال کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔ آپ دھیرج سنگھ سے میری بات کرائیں۔ اوور“..... دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”نیں ہاں۔ میں دھیرج سنگھ بول رہا ہوں۔ اوور“..... دھیرج سنگھ نے ٹرانسمیٹر عمران کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

”کس پوائنٹ کی بات کر رہے ہو۔ اوور“..... سردار موہن سنگھ نے پوچھا۔

"پوائنٹ تھری کی جناب سا دور....." دھیرج سنگھ نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اس پوائنٹ پر زخمیوں کو لے آؤ۔ میں زور سنگھ کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ پوائنٹ تھری پر فوراً ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ جائے گا اور تم نے ان زخمیوں کے ساتھ جانا ہے اور انہیں سردار پرتاب سنگھ کے خفیہ ہسپتال میں پہنچانا قہار اکام ہے۔ میں سردار پرتاب سنگھ کو بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ زخمیوں کے فوری علاج کی تیاری کر لیں۔ اور اینڈ آل....." دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ دھیرج سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کو واپس کر دیا۔

"ایسے جناب۔ ہمیں ابھی تھوڑا آگے جانا ہو گا....." دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں رکھ لیا اور پھر ایک بار پھر زخمیوں کو پہلے کی طرح اٹھایا گیا اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"ہیلی کاپٹر کیسے یہاں تک آئے گا۔ یہاں پہاڑیوں پر تو اسے ہٹ نہ کر دیا جائے گا....." اچانک عمران نے ایک خیال آتے ہی چونک کر دھیرج سنگھ سے کہا۔ لپٹے ساتھیوں کی لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر حقیقتاً عمران بھی ذہنی طور پر اپ سیٹ سا ہو رہا تھا۔

"جناب۔ فکر مت کریں۔ یہاں ملٹری کے تحت ایک ایمرجنسی ہسپتال قائم ہے۔ اس میں ایمبولینس ہیلی کاپٹر بھی ہیں اور زور سنگھ اس ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا ہی پائلٹ ہے۔ وہ ہمارا آؤی ہے۔" دھیرج

سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر تو زخمیوں کو اس ہسپتال میں لے جانا ہو گا اور تم جلتے ہو کہ ان کی گمشدگی کے بعد باہر کی کیا صورت حال ہو گی۔" عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں جناب۔ سردار موہن سنگھ ہر بات کو سمجھتے ہیں وہ زور سنگھ کو سمجھا دیں گے اسلئے انہوں نے خفیہ ہسپتال کا نام لیا ہے یہ ہسپتال باواڑی میں ہے اور یہاں صرف کیپ ہے۔ کسی شدید زخمی کو یہاں کیپ میں نہیں لے جایا جاتا بلکہ فوجی ہسپتال میں لے جایا جاتا ہے۔ زور سنگھ زخمیوں کو فوجی ہسپتال لے جانے کی بجائے انہیں خفیہ ہسپتال پہنچا دے گا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا۔" دھیرج سنگھ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ملایا اور پھر واقعی ویسا ہی ہوا جیسے دھیرج سنگھ نے بتایا تھا۔ ٹانگیں، جوزف اور جوانا بغیر کسی رکاوٹ کے بڑے ایمبولینس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر بھوجا پہاڑیوں سے تقریباً ساٹھ ستر کلومیٹر دور ایک بڑے شہر باواڑی میں بنے ہوئے سنگھام تھیم کے ایک خفیہ خصوصی ہسپتال میں پہنچ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی دھیرج سنگھ کے ساتھ اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تھے۔ گو انہیں سارے راستے کھڑے ہونا پڑا کیونکہ بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ ہسپتال خاصا بڑا تھا جو ایک عام سے ہسپتال کے نیچے تہ خانے میں بنایا گیا تھا۔ جب عمران اور اسکے ساتھی زخمیوں کو لے کر وہاں پہنچے تو اوصد عمر ڈاکٹر پرتاب سنگھ ان کے استقبال کے لئے پہلے سے تیار

تھا اور پھر تینوں زخمیوں کو بڑے آپریشن روم میں لے جایا گیا اور ڈاکٹر پر تپ سنگھ نے چار جوئیئر ڈاکٹروں کی مدد سے انہیں سنبھال لیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں اور دھیرج سنگھ کے ساتھ ڈاکٹر پر تپ سنگھ کے آفس میں بیٹھ گیا۔ عمران اور اسکے ساتھیوں کے چہرے پریشانی کی وجہ سے سکڑے گئے تھے کیونکہ یہاں تک پہنچنے پہنچنے ان تینوں کی حالت پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی اور ڈاکٹر پر تپ بھی زخمیوں کی حالت دیکھ کر خاصا پریشان سا لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر پر تپ سنگھ بے حد قابل آدمی ہے بتاب۔ آپ بے فکر رہیں..... دھیرج سنگھ نے عمران کے چہرے پر بے پناہ پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم پر مکمل یقین ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر اور دوسرے ساتھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے۔ عمران کی جو حالت اس وقت ہو رہی تھی اسے دیکھ کر تو کسی کو یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ وہی عمران ہے جس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں سے شرارت کی چمکیاں ہر وقت چھوٹی رہتی تھیں۔

ڈاکٹر پر تپ کی واپسی تقریباً تین گھنٹوں کے بعد ہوئی تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

”کیا ہوا ڈاکٹر صاحب“..... عمران نے بڑے بے چین سے لہجے

میں پوچھا۔

”آپ فکر نہ کریں جناب۔ آپ کے ساتھی اب ہر قسم کے خطرے سے باہر ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی پہلے انہیں کسی ہسپتال میں لے جایا گیا تھا“..... ڈاکٹر پر تپ سنگھ نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کسی ہسپتال میں لے جایا جاسکتا تو اتنی پریشانی کس بات کی تھی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ عمران صاحب نے سپیشل پوائنٹ پر موجود میڈیکل باکس کی مدد سے ان زخمیوں کا خود علاج کیا تھا۔“ دھیرج سنگھ نے کہا۔

”عمران صاحب نے“..... ڈاکٹر پر تپ سنگھ چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگے۔

”میرا نام علی عمران ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر پر تپ سنگھ بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”آپ۔ آپ۔ سر رحمن کے صاحبزادے تو نہیں ہیں۔ وہ پاکیشیا کے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل“..... ڈاکٹر پر تپ سنگھ نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر رحمان نہیں بلکہ سر عبدالرحمن۔ جی ہاں۔ مجھے ان کا اکوٹا مگر ناخلف بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے“..... عمران نے اس بار خاصے شگفتہ لہجے میں کہا۔ اپنے ساتھیوں کی حالت کا خطرہ سے باہر ہونے کا

میں ہی گزرا ہے۔ مجھے یہاں آنے ہوئے صرف دو سال ہوئے ہیں اور گریٹ لینڈ میں جس سرکاری ہسپتال سے متعلق میں رہا ہوں وہاں گریٹ لینڈ کی خفیہ انجنیئریوں سے متعلق افراد کا ہی علاج ہوتا تھا اور وہاں ہی میں نے پہلی بار تھمارا نام سنا تھا اور پھر یہ نام اس کثرت سے سننے میں آیا کہ مجھے اشتیاق ہوا اور جب میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ تم سر رحمان اور سوری سر عبدالرحمن کے صاحبزادے ہو تو یقیناً مجھے ایسے مسرت ہوئی جیسے تم میرے ہی بیٹے ہو۔ لیکن چونکہ میں ایسے ہسپتال سے متعلق تھا کہ میں کسی سرکاری آدمی سے رابطہ بھی نہ رکھ سکتا تھا۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ لیکن پھر بھی تمہارے متعلق میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ لیکن تم سے ملاقات پہلی بار ہو رہی ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم نے سرجری کی تعلیم تو حاصل نہیں کی تھی۔ تم تو سائنس کے ڈاکٹر ہو۔ پھر تم نے اپنے ان تینوں زخمی ساتھیوں کے اس قدر پیچیدہ آپریشن وہاں اڑے پر کیے کر لئے..... ڈاکٹر برتاپ سنگھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرایا۔

”آپ گریٹ لینڈ میں رہے ہیں اس لئے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ہمارے جیسے ترقی پذیر ملکوں میں ڈاکٹر کا لقب رکھنے والے کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے سہاں تو ادب کے ڈاکٹر کو گھر میں پالتو جانوروں کا بھی علاج کرنا پڑتا ہے ورنہ کوئی اسے ڈاکٹری نہیں مانتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر رحمان سنگھ، رحمان، رحمتہ، رحمتہ، رحمتہ

سن کر اس کے چہرے پر اطمینان اور لہجے میں تسستہ آہستہ وہ پہلی سی شکستگی آتی چلی جا رہی تھی۔

”اوہ۔ پھر تو تم میرے بھتیجے ہوئے۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم ہو وہ علی عمران جس کے کارنامے سن سن کر میرے کان بک چکے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر برتاپ سنگھ نے اس قدر خلوص اور محبت بھرے لہجے میں کہا اور اس قدر اشتیاق آمیز انداز میں عمران کی طرف لپکے کہ عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لہجے ڈاکٹر برتاپ سنگھ نے اسے انتہائی محبت اور خلوص کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر بھونچ لیا۔

”مم۔ مم۔ مگر ڈیڑی تو اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ ہم نے تو ایسا ہی سنا ہے..... عمران نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر برتاپ سنگھ بے اختیار تہمتہ مارتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو گئے۔

”شیطان۔ تمہارے دادا سر جہاندا خان اور میرے والد سر دست سنگھ گہرے دوست بھی تھے اور ہماری آبائی زمینداریاں بھی اکٹھی ہی تھیں۔ تمہارے والد سر عبدالرحمن اور میں نے صرف یہاں اکٹھے پڑھتے رہے ہیں بلکہ بیرون ملک بھی ہم کلاس فیلو بلکہ ہوسٹل میں روم فیلو بھی رہے ہیں۔ تمہاری پیدائش پر انہوں نے بہت بڑا جشن منایا تھا۔ جس میں ہم سب خصوصی طور پر شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے کہ دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن کبھی کبھار فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ ویسے میرا زیادہ وقت گریٹ لینڈ

پڑے۔

”تم نے حیرت انگیز انداز میں ان کا ایسائی علاج کیا ہے۔ ایسا علاج کہ جو شاید کسی بڑے ہسپتال میں بھی آسانی سے نہ کیا جاسکتا۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ممکن بھی ہے اگر ان حالات میں مجھے اس قدر پیچیدہ آپریشن کرنے پڑتے تو یقیناً میں انکار کر دیتا اور اسی وجہ سے یہ لوگ بچ گئے ہیں اللہ کا کافی اندر ہند گویاں رہ گئی تھیں جنہیں میجر آپریشن کے بغیر نکالا بھی نہ جاسکتا تھا اس لئے خون میں نہر پھیل گیا تھا لیکن اگر باقی گویاں نہ نکالی جاتیں اور ان کی اس ماہر اند انداز میں ڈریسنگ نہ کی جاتی تو اب تک یہ تینوں یقیناً ختم ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے ہمارے ان ساتھیوں کی قوت برداشت پر بھی حیرت ہو رہی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ اس زمین کے انسان نہ ہوں بلکہ کسی سیارے کی مخلوق ہوں۔ اس قدر حیرت انگیز قوت مدافعت کا تو تصور بھی عام انسانوں میں نہیں کیا جاسکتا۔“ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اس میں انسانی قوت مدافعت کا کوئی کمال نہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور آپ جیسے قابل ڈاکٹر انہیں میرے لگتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے قدرے محتاط لہجے میں کہا۔

”سردار موہن سنگھ بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ عمران اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں جناب اور ان کے زخموں کی حالت اب خطرے سے مکمل طور پر باہر ہو چکی ہے۔“ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے جواب دیا۔

”عمران صاحب سے میری بات کرائیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر پرتاپ نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”یس۔“ عمران نے اپنا نام بتانے کی بجائے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے بتایا ہے کہ آپ کے ساتھیوں کی حالت اب مکمل طور پر خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔“ سردار موہن سنگھ نے اہتیائی پر غلوں سے لہجے میں کہا۔

”شکریہ سردار موہن سنگھ۔ تمہاری مدد کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں اس کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ ہمارا مشن بھی مکمل ہو گیا ہے اور ہمارے ساتھی بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بچ گئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔ ویسے

پر تاپ سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے مشن کے سلسلے میں اطلاع ملی تھی۔ کیلہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں ہم کچھ دیر آرام کر سکیں۔"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ ہاں۔ آؤ میرے ساتھ۔"..... ڈاکٹر پر تاپ سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے سنگھ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ یہاں بیٹھ کر اطمینان سے بات چیت کریں۔ میں آپ کے لئے چائے بھجواتا ہوں۔"..... ڈاکٹر پر تاپ سنگھ نے واپس جاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ سردار موہن سنگھ نے کیا اطلاع دی ہے جو آپ اس قدر پریشان ہو گئے ہیں۔"..... ڈاکٹر پر تاپ سنگھ کے واپس جاتے ہی صدر نے عمران سے مخاطب ہو کر قدرے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے سردار موہن سنگھ سے ہونے والی گفتگو دہرا دی۔
 "اوہ۔ اس سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ٹائیگر دغیرہ سنور شاہ نہیں کر سکے۔ ورنہ تو وہاں سے یہ سب لوگ واپس چلے جاتے۔" صدر نے کہا۔

"ٹائیگر نے صرف اشاروں کی بنیاد پر سنور کو تلاش کر کے شاہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اشارے غلط ہوں یا صرف ڈانچ دینے کے لئے بنائے گئے ہوں۔"..... تنویر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

ایک بات اور آپ کو بتانا تھی کہ پاور بجنسی نے دوبارہ اس عمارت پر قبضہ کر لیا ہے جس سے اس اڈے کو راستہ جاتا ہے۔ مگر اس باران کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہے لیکن وہ دوبارہ آگئے ہیں اور مجھے یہ معلومات بھی ملی ہیں کہ بھوجا بھائیوں پر کافرستان کی کئی بجنسیاں مل کر کام کر رہی ہیں۔ جب آپ کا مشن مکمل ہو گیا ہے تو پھر ان کی اس نقل و حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔"..... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ دوبارہ آگئے ہیں۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں۔"..... عمران کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ پاور بجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں میرا ایک خفیہ موجود ہے اور وہ مادام ریکھا کی ساتھی مس کاشی کے کافی قریب ہے۔" سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"بالکل اب تو اس سلسلے میں اصل معلومات حاصل کرنا ہی پڑیں گی۔"..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ میں آپ کو ابھی فون کر دوں گا۔"..... دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"کیا بات ہے بیٹے۔ تم پریشان ہو گئے ہو۔ خیریت تو ہے۔" ڈاکٹر

"اوہ۔ اوہ..... جہاری بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ واقعی ڈاج دینے کے لئے نقلی سنور بھی بنایا جاسکتا ہے اور اب تجھے خیال آ رہا ہے کہ خاص طور پر یہ اشارے وہاں کیوں بنائے گئے اس نشان کی کیا ضرورت تھی..... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایک بات اور بھی سوچنے کی ہے کہ واوی تر نام تو بے حد وسیع و عریض ہے۔ وہاں کسی سنور کو آخر تلاش بھی کیسے کیا جاسکتا ہے۔" اس بار کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران کے ہونٹ بھیج گئے۔

"جہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل۔ ہم نے اس اہم پوائنٹ پر تو غور ہی نہیں کیا۔ ہم نے کسی ظاہری چیز کو تو تباہ نہیں کرنا تھا۔ فرض کیا کہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی وہاں تک نہ پہنچ سکتے اور ہم وہاں پہلے پہنچ جاتے تو ہم اس سنور کو کیسے تلاش کرتے....." صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"واقعی..... یہ اہم ترین پہلو ہے اور ہماری نظروں سے اونچل رہا ہے۔ ویسے میرا خیال تھا کہ وہاں سنور میں حفاظتی مشینری نصب کی جا رہی ہو گی اس لئے اس کی نشاندہی آسانی سے ہو سکے گی لیکن وہاں تو صرف حفاظتی انتظامات کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آیا....." عمران نے کہا۔

"اب فرض کیا۔ اطلاع مل جاتی ہے کہ سنور تباہ نہیں ہوا تو پھر....." صفدر نے کہا۔

"تو پھر سنور تباہ کرنا پڑے گا اور کیا....." عمران نے جھوٹے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"لیکن کیسے۔ ہم اسے کیسے تلاش کریں گے....." صفدر نے جرح کے انداز میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"کوئی کام تم بھی کر لیا کرو....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور دوسرے ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہمارے لیڈر تم ہو۔ اس لئے یہ کام تم نے کرنا ہے....." تنویر نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو میں اپنی طرف سے تمہیں لیڈر بنا دیتا ہوں۔ اب بتاؤ کیسے تلاش کرو گے....." عمران نے کہا۔

"تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں اس پورے پہاڑی سلسلے پر بموں کی بارش کر دوں گا۔ جہاں بھی ہوگا سنور خود ہی تباہ ہو جائے گا....."

تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق فوراً ہی جواب دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اس کی اس بے ساختہ بات کو سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔ ان سب کے ہنسنے پر تنویر خود بھی ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ کے ذہن میں ضرور کوئی نہ کوئی آئیڈیا ہوگا....." صفدر نے کہا۔

"ایک آئیڈیا ہے تو ہی۔ لیکن جھپٹتے تو چلے کہ کیا واقعی ٹائیگر اور اس کی ٹیم نے غلط ٹارگٹ ہٹ کیا ہے یا نہیں....." عمران نے

تھی۔ اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کارڈ لیس
من ہیں تھا۔

”آپ کی کال ہے جناب“..... ملازم نے کہا اور عمران نے اس کے
تھ سے فون پیس لے کر اسے واپس جانے کا اشارہ کر دیا اور جب وہ
ملازم باہر چلا گیا تو عمران نے فون پیس کا بٹن دبا کر اسے آن کر دیا۔
”یس..... عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں

”موہن سنگھ بول دیا ہوں عمران صاحب۔ میں نے معلومات
حاصل کر لی ہیں۔ خاصی تفصیلی معلومات ہیں۔ ان کے مطابق آپ
کے میک اپ اور آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں میرے
آدمیوں کی لاشیں کافرستان لے جانی گئیں وہاں فوری طور پر پرائم
منسٹر ہاؤس میں اعلیٰ سطحی میٹنگ ہوئی جس میں صدر نے بھی شرکت
کی۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ عالمی اور مقامی پریس رپورٹروں کے سامنے
یہ لاشیں پیش کر کے پاکیشیا کے خلاف مشکبار میں سرکاری مداخلت کا
ثبوت مہیا کیا جائے گا۔ مگر مسٹر شاگل اپنی بات پر اڑا رہا کہ یہ آپ کی
لاش نہیں ہے۔ اس پر صدر صاحب نے فون پر کرئل فریدی صاحب
سے رابطہ کیا اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آپ کے کسی ساتھی کی لاش ہے
لیکن شاگل کا اصرار ہے کہ یہ میک اپ میں ہے مگر ان کا میک اپ
صاف نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر کرئل فریدی نے مخصوص اور مستقل
میک اپ صاف کرنے کے تین فارمولے بتائے۔ ایک میخ پانی۔

”ان سب میجنسوں کی دوبارہ وہاں موجودگی تو یہی ظاہر کر
ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”جس طرح تم عقلمند آدمی ہو۔ اس طرح کافرستان میں بھی لازماً
اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی تم جیسا عقلمند پیدا کیا ہو گا تاکہ تو اوزن کا
رہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی طرح ہماری لاشوں
میک اپ صاف کر لیا ہو۔ اس لئے اب انہوں نے یہ ڈرامہ کھیلنے کی
کوشش کی ہو کہ اس طرح ہم یہ سمجھ کر کہ اصل سنور تباہ نہیں ہوا۔
اسے دوبارہ تباہ کرنے وہاں آئیں تاکہ وہ تو اوزن بگاڑ سکیں۔“ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو اوزن بگاڑ سکیں..... کیا مطلب.....“ صفدر نے چونک کر
پوچھا۔

”مطلب ہے کہ پاکیشیائی عقلمند کو خدا خواستہ ہلاک کیا جاسکے۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا وہ
اب عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

”عمران صاحب کا یہ پوائنٹ واقعی قابل غور ہے۔ یہ ہماری واپسی
کے لئے ٹریپ بھی ہو سکتا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”اصل میں یہ بلائیڈ مشن ہے۔ صرف ایک اطلاع کی بنیاد پر ہم
مشن کے لئے چل پڑے ہیں“..... چوہان نے کہا۔

اور پھر کافی دیر تک ان کے درمیان اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں
باتوں کے درمیان انہوں نے ڈاکٹر تاپ سنگھ کی بھیجی ہوئی چائے پی

ایک انتہائی گرم پانی اور تیسرا نمک ملے پانی کی بھاپ اور پھر جب یہ بھاپ استعمال کی گئی تو میک اپ صاف ہو گیا۔ ملز می انشلی جنس کے چیف کرنل داس نے اس میٹنگ کے دوران ہی اطلاع دی کہ چار افراد کی ٹیم نے وادی ترنام میں سنور نمبر نو پر حملہ کیا لیکن انہیں وہیں ہٹ کر دیا گیا مگر نامعلوم افراد نے ان کی لاشیں غائب کر دیں اور ان میں سے دو افراد کو پہچان لیا گیا کہ وہ آپ کے ساتھی جو زف اور جوانا ہیں۔ بہر حال اصل بات یہ بتائی گئی کہ کرنل داس کی پلاٹنگ کے مطابق وہاں ایک جعلی سنور بنایا گیا تھا جسے نمبر نو سنور کہا گیا اور اس پر شہرپ کرنے کے لئے باقاعدہ نشانات لگائے گئے تھے اور پھر اس میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ کافرستان کا مشن مکمل ہونے میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں اس لئے بھوجا، بہاڑیوں پر کافرستان کی تمام ہتھیاریاں اس پر مشن کی انتہائی کڑی نگرانی کریں گی اور وادی کے چاروں طرف بہاڑیوں کو ہتھیاریوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے اللہ یہ بتایا گیا ہے کہ سنور شمالی بہاڑی میں ہے اور چونکہ پہلے حملہ آور بھی وہیں سے غائب ہوئے ہیں اس لئے کافرستان سیکرٹ سروس کو اس بہاڑی کا چارج دیا گیا ہے اور ساتھ ہی وہ خفیہ راستہ ڈھونڈے گی جس سے زخمی افراد غائب ہو گئے ہیں۔ سردار موہن سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس قدر تفصیل سے یہ اہم رپورٹ کیسے مل گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ پاور ہنسنس کی چیف مادام ریکھا کی اسسٹنٹ مس کاشی کے قریب میرا ایک آدمی ہے۔ اس آدمی کو جب میں نے اس رپورٹ کے حصول پر لگایا تو اس نے کاشی سے یہ رپورٹ حاصل کی ہے۔ کاشی کو یہ ساری تفصیل مادام ریکھا نے خود بتائی ہے جو اس میٹنگ میں شامل تھی۔“ سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس بہاڑی پر وہ چھاپا پوائنٹ تھری موجود تھا جہاں سے ہم زخمیوں کو ہیلی کاپٹر پر لے کر باہر نکلے تھے۔ کیا وہاں تک دوبارہ ہیلی کاپٹر آسانی سے جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ آپ کے ساتھی خوش قسمت تھے کہ جتو لچے پہلے نقل آئے تھے۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کے آنے کے تھوڑی دیر بعد پاور ہنسنس کے آدمیوں نے یہ سارا علاقہ سنبھال لیا ہے اب وہاں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں بلکہ اس خفیہ رستے تک پہنچانے والی عمارت پر بھی مادام ریکھا نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے کیونکہ بظاہر یہ ایک عام ساؤتھ ہے اور مادام ریکھا کے مطابق یہ بہترین محل وقوع پر ہے۔ اس لئے دوسری بار بھی اس نے اس عمارت میں ہی ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔“ سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

”لیکن ابھی رپورٹ میں تم نے بتایا ہے کہ اس سمت کو سیکرٹ سروس کی تحویل میں دیا گیا ہے۔ پھر پاور ہنسنس وہاں کیسے پہنچ گئی۔“ عمران نے کہا۔

”یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس صرف وادی ترنام تک ہی محدود ہو۔ اور باقی پہاڑیاں پاور ہنجنسی کی نگرانی میں ہوں۔“..... سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور۔۔۔۔۔ اس اطلاع کا بے حد شکریہ“..... عمران نے کہا۔
 ”عمران صاحب کیا اب آپ دوبارہ وادی ترنام جائیں گے۔“ سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ ہم اپنا مشن ادھور اکیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اصل حالات کا علم ہو گیا۔ ورنہ حقیقتاً اس بار ہم ڈائج کھا گئے تھے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے پہلے ہی یقین تھا عمران صاحب۔ لیکن آپ وہاں کس طرح جائیں گے۔ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر آپ اپنا تجویز کردہ لائحہ عمل بتا دیں تو ہو سکتا ہے کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔“..... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

”فی الحال تو میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں ہے پہلے تو ہمیں اس ہسپتال سے واپس بھوجا جہاڑیوں تک پہنچنا ہے پھر وہاں سے آگے جیسے ہی حالات ہوں گے ویسے ہی لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اس سلسلے میں آپ کی میں اتنی مدد تو ضرور کروں گا کہ آپ کو بھوجا جہاڑیوں تک پہنچا دوں۔ میں دھیرج سنگھ سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ

آپ کے لئے بندوبست کر دے گا۔ وہ ان معاملات میں بے حد ہوشیار ہے۔“ دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے فون آف کر دیا۔

بیٹھ گئی۔

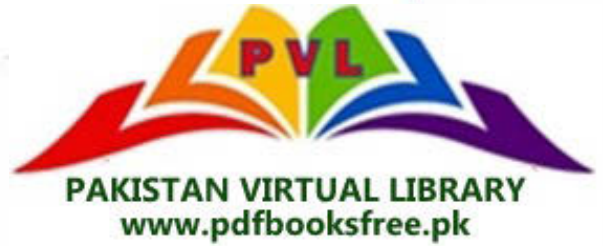
"بس تم زبان سے ہی یہ سب کچھ کہتے رہتے ہو۔ کبھی تم نے مجھے پروپوز کرنے کی تو ہمت نہیں کی۔"..... مانیکا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کے بعد وعدہ رہا کہ صرف پروپوز ہی نہیں کروں گا بلکہ فوراً شادی بھی کر لوں گا۔"..... کرنل موہن نے کہا تو مانیکا کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے گلاب سے کھل اٹھے۔

"چلو یہ وعدہ بھی دیکھ لوں گی۔"..... مانیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"لیکن تم نے اس مشن کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں جس کے لئے میں نے تمہیں سپیشل طور پر کافرستان سے بلایا ہے۔"..... کرنل موہن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے یہاں کسی خاص اسلحے کا سنور بنایا جا رہا ہے اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے اسے خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے حفاظت کی غرض سے یہاں زبردست انتظامات کئے گئے ہیں۔ مجھے جہاز سے اسسٹنٹ شایام نے یہ سب بتا دیا ہے۔"..... مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس نے تمہیں تفصیل نہیں بتائی۔ اس مشن کے دوران میری سخت بے عزتی ہوئی ہے اور میں اس بے عزتی کو دوبارہ عرت میں بدلنا چاہتا ہوں۔"..... کرنل موہن نے تلخ لہجے میں کہا۔
"جہاز بے عزتی۔ کس نے کی ہے۔ کیسے۔ کیوں۔"..... مانیکا



کرنل موہن لکڑی کے بنے ہوئے ایک ہٹ میں کرسی پر بیٹھا بڑے اضطراب بھرے انداز میں پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بار بار ہوٹ کو دانتوں سے چباتا۔ بار بار منھیاں بند کرتا اور کھوتا۔ اس کے سامنے میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ ہٹ کا دروازہ بند تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل موہن چونک کر دروازے کی طرف مڑا۔ دروازے میں سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی جس کے جسم پر چست فوجی یونیفارم تھی۔ اس نے سر پر پی کیپ پہن رکھی تھی۔ اس نے اندر آکر باقاعدہ کرنل موہن کو فوجی انداز میں سلوٹ کیا۔

"جہاز اسی اوپر تو میں مر رہا ہوں کیپٹن مانیکا۔ آؤ بیٹھو۔"..... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے سلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا اور آنے والی نوجوان لڑکی بڑی آواز سے مسکراتی ہوئی سامنے رکھی کرسی پر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے تم تفصیل سن لو۔ پھر باتیں ہوں گی۔“..... کرنل موہن نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں سے اغوا سے لے کر صدر اور وزیراعظم سمیت اعلیٰ سطحی میٹنگ تک کی ساری کارروائی تفصیل سے دہرا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اہتائی حیرت انگیز۔ ویسے ڈیر۔ تم سے سخت غلطی ہوئی تھی۔ تم اس عمران کو اچھی طرح نہیں جانتے جبکہ سابقہ ملری انٹیلی جنس چیف کی اسسٹنٹ ہونے کی وجہ سے مجھے اس بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار اور سب سے بڑا چالاک آدمی ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں شاگل ایسا عقلمند نہیں ہے جتنی عقلمندی کا اس نے اس معاملے میں ثبوت دیا ہے لیکن پھر بھی وہ عمران کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور میں نے سنا ہے کہ عمران نے کئی بار اسے خود موت کے منہ بجایا ہے شاید اس لئے کہ شاگل بنیادی طور پر احمق آدمی ہے اور کسی احمق آدمی کا سیکرٹ سروس کا سربراہ بنے رہنا عمران کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔“..... مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں اسی لئے کہاں بلوایا ہے اور تمہیں ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ مجھے شام نے بتایا تھا کہ تم عمران کے بارے میں کافی جانتی ہو۔ اب میری بات غور سے سنو۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بہر حال میرے ہاتھوں ہی ہو۔ تم بے حد

فہم ہو۔ مجھے اس بارے میں کوئی ترکیب بتاؤ۔“..... کرنل موہن نے کہا تو مانیکا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ بعد لہجے وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی خوبصورت پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں اور آنکھیں بھی سوچنے کے انداز میں سکڑ گئی تھیں۔

”ایک ترکیب ہے۔“..... تھوڑی دیر بعد مانیکا نے کہا تو کرنل موہن بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

”کون سی ترکیب۔“..... کرنل موہن نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کو ٹیپ کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔“..... مانیکا نے کہا۔

”وہی ترکیب تو پوچھ رہا ہوں۔“..... کرنل موہن نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”اصل بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سپیشل سنور کا اصل محل وقوع معلوم نہیں ہے۔ جیسا کہ تم نے تفصیل میں بتایا ہے کہ اس کے ساتھیوں نے اہتائی جرأت۔ بہادری اور بے خوفی سے گولیوں کی بارش میں وہ نقلی سنور تباہ کر دیا تھا۔ اگر انہیں اصل سنور کا علم ہوتا تو وہ کبھی نقلی سنور کی طرف متوجہ نہ کرتے اور اگر اب اس عمران کو علم ہو گیا کہ اس نے غلط سنور تباہ کر لیا ہے تو پھر وہ لازماً اصل سنور کا محل وقوع تلاش کرے گا اور اگر عمران کو ایک بار پھر کسی نقلی سنور کی طرف متوجہ کر دیا جائے تو وہ لازماً اس پر حملہ کرے

اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"کیا ہوا۔ تم اس طرح کیوں ہنس رہی ہو؟"..... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"تم نے عمران کو واقعی احمق سمجھ لیا ہے۔ ایسی بات نہیں کرنل موہن۔ میں کتنی بار تمہیں سمجھاؤں کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے اور بہترین انداز میں تجزیہ کرتا ہے۔ تم نے ذرا بھی حماقت کی تو نتیجہ الٹ جانے گا۔ بجائے اس کے کہ تم اس کا شکار کرو۔ وہ تمہارا شکار کر لے گا"..... مانیکا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں..... کرنل موہن نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ تم نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عمران کو اس بات کا علم ہے کہ یہ سنور وادی ترنام میں ہے۔ اب اگر اسے کال کے دوران یہ بتایا جائے کہ سنور وادی ترنام کی بجائے کسی اور وادی میں ہے تو وہ یقیناً چوتھ تک پڑے گا اور فوراً تجزیہ کرے گا کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے"..... مانیکا نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ لیکن پھر اسے کس طرح ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔ سنور تو واقعی وادی ترنام میں ہے"..... کرنل موہن نے کہا۔

"اسے ٹریپ صرف ایک ذریعے سے کیا جاسکتا ہے کہ اسے کوئی ایسا راستہ بتا دیا جائے جس سے وہ محفوظ طریقے سے وادی ترنام تک

گا اور وہاں اس کے خلاف ٹریپ بنایا جاسکتا ہے"..... مانیکا نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ لیکن اصل بات تو یہی ہے کہ اس سے رابطے کیسے ہو؟"..... کرنل موہن نے کہا۔

"عمران کے ساتھی جنہیں وہ اٹھا کر پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے شدید زخمی تھے اس لئے وہ انہیں لے کر زیادہ دور تو نہ جاسکا ہوگا۔ اس لئے اگر جنرل فریکنسی پر کسی لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر بات کی جائے تو لازماً یہ کال عمران تک پہنچ جائے گی لیکن عمران بے حد ذہین اور عیار آدمی ہے۔ اس لئے یہ کال اس طرح ہونی چاہئے کہ اسے کسی طرح بھی شک نہ پڑ سکے۔ پھر وہ لازماً ٹریپ میں آجائے گا"..... مانیکا نے کہا تو کرنل موہن کا چہرہ خوشی سے دھک اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ۔ مانیکا۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ یہ ترکیب واقعی شاندار ہے۔ اب تم خود ہی باقی کام بھی کر دو۔ کوئی ایسی فول پروف منصوبہ بندی کرو کہ وہ پھنس جائے۔ اس کا شکار ہونا مجھے کافرستان کا سب سے اہم ترین آدمی بنا دے گا"..... کرنل موہن نے کہا۔

"بڑا آسان سا کام ہے۔ کسی جگہ اپنے آدمیوں کو چھپا دو اور پھر اس جگہ سنور کے ہونے کی بات کر دو۔ عمران سیدھا وہیں آئے گا۔" مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں مشرقی پہاڑی کے پیچھے ایک چھوٹی سی وادی میں اس کا شکار کھیلوں گا"..... کرنل موہن نے کہا تو مانیکا بے

”جہاری آواز ہو سکتا ہے عمران نے کسی موقع پر سن رکھی ہو۔ اس لئے تم بات نہ کرو۔ البتہ میرا اس سے کبھی نہ تعارف ہوا ہے اور نہ کبھی آمنہ سامنا۔ میں سمگلنگ ریکٹ کی چیف کی حیثیت سے کسی دوسرے سے بات کر لیتی ہوں۔ تم ایسا کرو اپنے کسی اسسٹنٹ کو بلاؤ جو سمجھدار ہو اور مکمل کارروائی کر سکے۔ مطلب ہے کہ نیچرل لہجے میں بات کر سکے۔ میں اسے سب کچھ سمجھا دیتی ہوں۔ تجھے یقین ہے کہ ہم عمران کو ٹریپ کر کے مار لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

مانیکا نے کہا تو کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر جیب سے ایک کارڈ لیس فون ہمیں نکال کر اس نے اسے آن کیا اور اس پر موجود دو بلن پریس کر دیئے۔

”کرنل موہن سپیکنگ نٹور سنگھ کو میرے پاس ہٹ میں بھیج دو فوراً۔“ رابطہ ہوتے ہی کرنل موہن نے حکمانہ لہجے میں کہا اور فون آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے ہجرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

”بچ سکے۔“ مانیکا نے جواب دیا تو کرنل موہن بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”دری گڈ۔ مانیکا دری گڈ۔ جہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں ہے۔ ہماری قویں میں بسرا مہاڈی ہے اور اس کے اندر ایک کریک الہیا ہے جو سیدھا وادی ترنام میں جا کر نکلتا ہے۔ اگر اس کریک کے بارے میں معلومات عمران تک پہنچ جائیں تو وہ یقیناً اسے وادی ترنام تک پہنچنے کے لئے استعمال کرے گا اور ہم اسے آسانی سے ٹریپ کر لیں گے۔“ کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس قدر شخاس کا بے حد شکریہ ڈیئر۔ لیکن اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ عمران کو کس طرح اس کریک کے بارے میں بتایا جائے کہ اسے تپہ بھی چل جائے اور وہ اسے محفوظ بھی سمجھے۔“ مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ہی کوئی حل بتاؤ۔“ کرنل موہن نے کہا۔

”اس کا حل یہ ہے کہ دو سمگلروں کے درمیان جھڑپ فریکوئنسی پر بات چیت ہو اور اس بات چیت کے دوران اس کریک کا نہ صرف ذکر ہو بلکہ اس کا محل وقوع بھی تفصیل سے بتا دیا جائے۔ اس طرح اسے شک نہ ہو سکے گا۔“ مانیکا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر ایک طرف سے میں بات کرتا ہوں اور دوسری طرف سے تم۔ ڈائیا لگ لکھ کر طے کر لیتے ہیں۔“ کرنل موہن نے کہا۔

بکس کر کے دس ایسے کیپول فل کر لئے تھے جنہیں کیپول گن کی مدد سے دور تک فائر کیا جاسکتا تھا۔ یہ جدید طرز کی کیپول گن تھی جو ایک مشین پشیل جتنی ہی تھی اس مخصوص میگزین سمیت اس کی جیب میں موجود تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران نے ایک کال کچر بھی حاصل کر لیا تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ چونکہ وادی ترنام کے گرد چاروں پہاڑی سلسلے مختلف پہنسیوں کی تھیل میں ہیں اس لئے وہ لازماً ایک دوسرے سے رابطوں کے لئے ٹرانسمیٹر کالز کا سہارا لیں گے اور اگر ان کے درمیان ہونے والی ٹرانسمیٹر ناک کچ کر لی جائے تو اس سے مشن کے بارے میں نہ صرف انتہائی قیمتی معلومات مل جائیں گی بلکہ مشن کی تکمیل میں بھی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ کال کچر اس نے آن کر کے ساتھ رکھا ہوا تھا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کال کچ نہ کی تھی۔

عمران صاحب۔ اصل بات تو اس سطور کی نشاندہی ہی ہے۔ فرض کیا ہم کسی نہ کسی طرح وادی ترنام تک پہنچ بھی جاتے ہیں تو پھر کیا ہوگا؟..... صفدر نے کہا۔

اس کا ایک ہی حل ہے صفدر اور وہ یہ ہے کہ ہم ان چاروں پہنسیوں میں سے کسی ایک کے سربراہ کو پکڑ لیں۔ اول تو اسے معلوم ہو گا اور فرض کیا معلوم نہ ہوا تو اس سے دوسرے کی مخصوص فریکوئنسی اور سپیشل کوڈ معلوم کر کے دوسرے سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے اگر کال کچر نے سربراہوں کے درمیان کوئی کال کچ کر لی۔

بھوجا پہاڑیوں کے تقریباً آغاز میں ایک قدرتی غار میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ دھیرج سنگھ بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان سب کے جسموں پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی۔ عمران کے کاندھے پر سار بھی موجود تھے جن کے مطابق اس کا رینک کیپٹن کا تھا جبکہ دھیرج سنگھ سمیت اس کے باقی ساتھی عام فوجی سپاہیوں کی یونیفارمز میں تھے۔ عمران کے پاس مشین پشیل تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ ان یونیفارمز اور ان کے جہاز تک پہنچانے کے تمام انتظامات دھیرج سنگھ نے کئے تھے۔ اس وقت عمران ایک بڑا سا نقشہ کھولے اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ دھیرج سنگھ سے وادی ترنام تک پہنچنے کے مختلف راستوں کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔ اس بار عمران نے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے ڈاکٹر برتاپ سنگھ کی مدد سے ہتھ ایسی ادویات حاصل کر لی تھیں جن کو اس نے مخصوص انداز میں

تب بھی ہمیں فریکوئنسی اور کوڈ کا علم ہو جائے گا۔ پھر تو میں شاگل اور ماوام ریکھادونوں کی آوازوں کی نقل کر کے بھی کر نل موہن یا کر نل واس کسی سے بھی یہ معلوم کر سکتا ہوں اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ اسے انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔“

عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے چپکے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک کال کی گھبریں سے ٹرانسمیٹر کال ہونے کی مخصوص آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران سمیت سب چونک پڑے۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر دو بین وبادیئے۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ مانیکا کالنگ۔ اور۔“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ییس میڈم۔“ نور سنگھ اینڈنگ یو۔ اور۔“..... ہتھو لکھوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مودبانہ تھا۔

”سپلائی کی کیا پوزیشن ہے۔ تھری ایکس مال کی کھپ نہیں پہنچی۔ حالانکہ ہمیں ڈیمانڈ مجھوا دی گئی تھی۔ اور۔“..... مانیکا نے سخت لہجے میں کہا۔

”ییس میڈم۔ ڈیمانڈ تو پہنچ چکی ہے۔ لیکن فوری سپلائی ممکن نہیں ہے کیونکہ سنور والے سارے علاقے پر کافرستانی فوج کا قبضہ ہے۔ اور۔“..... نور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فوج کا قبضہ۔ کیا مطلب پہلے تو تم نے رپورٹ دی تھی کہ فوج بسرام پہاڑی سے جا چکی ہے اور صرف وادی ترنام تک محدود ہو گئی ہے اور۔“..... مانیکا کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

”ییس میڈم۔ ایک بار واقعی فوج بسرام پہاڑی سے چلی گئی تھی لیکن پھر جلد ہی واپس آ گئی ہے اور اب تو ان کی نگرانی انتہائی سخت ہے پہلے سے بھی زیادہ سخت۔ اور۔“ نور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر میں نے تو پارٹی سے رقم بھی لے لی ہے۔ اگر سپلائی انہیں نہ ملی تو نہ صرف پارٹی کی ساکھ خراب ہو جائے گی بلکہ تاوان بھی ادا کرنا پڑے گا۔ کوئی حل سوچو۔ اور۔“..... مانیکا نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ تھری ایکس کی بجائے آپ انہیں کوئی ہلکا اسلحہ دے دیں تعداد بڑھا دیں۔ اور۔“..... نور سنگھ نے جواب دیا۔

”احق ہو گئے ہونا سنس۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سو د تھری ایکس کا ہوا ہے اور وہ ہلکا اسلحہ کیوں لیں گے۔ ارے ہاں سنو۔ وہ سپیشل کریک کیوں استعمال نہیں کرتے۔ اور۔“..... مانیکا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سپیشل کریک کون سا میڈم۔ اور۔“..... نور سنگھ کے لہجے میں حیرت تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم تو اس سپاٹ پر گئے ہی نہیں ہو۔ شام جاتا تھا۔ وہ کافی عرصے سے اس سپاٹ پر کام کر رہا تھا۔ بہر حال میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اور۔“..... مانیکا نے کہا۔

”جی بتائیے میڈم۔ میں غور سے سن رہا ہوں۔ اور۔“..... نور سنگھ نے کہا اور اس بار مانیکا نے اسے اس سپیشل کریک کے بارے

اور ”..... مانیکا نے کہا۔

”میں میڈم۔ اور ”..... نثار سنگھ نے جواب دیا۔

”اچھی طرح سمجھ گئے ہوں ناں۔ اور ”..... مانیکا نے کہا۔

”میں میڈم۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب سپلائی ڈیمانڈ کے

مطابق درست طور پر ہو جائے گی اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔

اور ”..... نثار سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ اور اینڈ آل ”..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس

کے ساتھ ہی کال آتی بند ہو گئی اور عمران نے بھی کال کچرا ف کر کے

ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کی چمک ابھرتی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ کال کس فریکوئنسی پر کی گئی ہے ”.....

اچانک کمیشن تشکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”جنرل فریکوئنسی پر۔ کیوں ”..... عمران نے پوچھا۔

”عام طور پر سنگھ ان حالات میں ٹرانسمیٹر کال کرنے کا رسک

نہیں لے سکتے۔ کیونکہ فوج جہاں موجود ہے اور کال کچ بھی ہو سکتی

ہے ”..... کمیشن تشکیل نے کہا۔

”اوہ۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ تمہارا خیال ہے کہ شاید اس

طرح ہمیں ٹرپ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ”..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح پوری تفصیل اس

کرکک کی بتائی گئی ہے اگر یہ کال کچ ہو جائے تو نہ صرف ان کا سنور

میں تفصیل بتانا شروع کر دی جو بسرام پہاڑی کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک چلا جاتا تھا اور انتہائی محفوظ تھا۔

”اوہ مادام۔ یہ تو محفوظ دے ہے۔ فوج سے واقعی فکر او نہیں ہو

سکتا۔ لیکن مادام بسرام پہاڑی کی دوسری طرف وادی ترنام ہے۔ یہ

کرکک اور تو نہیں جا کر نکلتا۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں فوجی پھیلے سے ہی اس

کی نگرانی کر رہے ہوں اور ہم پکڑے یا مارے جائیں۔ اور ”.....

نثار سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جانتا تو اس وادی تک ہی ہے۔ لیکن ہمارا سنور تو بہت پھیلے آ جاتا

ہے اور وہاں سے ہم نے خصوصی طور پر ایک راستہ بنایا ہوا ہے۔ تم

اسے کھول کر سنور میں پہنچ سکتے ہو اور وہاں سے مال نکال کر واپس اسی

کرکک کے ذریعے نکل سکتے ہو۔ یہ راستہ وادی ترنام سے کافی دور ہے

اور درمیان میں راستہ اس قدر تنگ ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی ریٹنگ

کر گزر سکتا ہے۔ اس لئے اگر فوجیوں نے اسے چنیک بھی کیا ہو گا تو

چنیک کر کے چھوڑ دیا ہو گا یا زیادہ سے زیادہ وادی ترنام کی طرف سے

اس کے دھانے کی نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے تمہیں اور تمہارے

ساتھیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اور ”..... مانیکا نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مادام۔ آج رات میں اسلحہ سنور سے نکال لوں گا اور

سپلائی کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور ”..... نثار سنگھ نے کہا۔

”گو یہ کرکک مکمل طور پر محفوظ ہے لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔

بلکہ ان کے آدمی انتہائی آسانی سے پکڑے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اگر یہ کال کسی مخصوص فریکوئنسی پر ہوتی تو پھر یہ ٹریپ ہو سکتی تھی۔ یہ کال جنرل فریکوئنسی پر کی جا رہی تھی۔ جنرل فریکوئنسی صرف اس وقت کیج کی جاسکتی ہے جب کال کیچر کو جنرل فریکوئنسی پر کال کیج کرنے کے لئے خصوصی طور پر ٹکسڈ کیا جائے۔ ہمیں چونکہ کسی بھی فریکوئنسی کا علم نہیں تھا اس لئے میں نے جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر رکھی تھی، جبکہ عام طور پر مخصوص فریکوئنسیز کو جب تک کرنے کے لئے کال کیچر کو ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کال مشکوک نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود بہر حال احتیاط کرنا ہی پڑے گی لیکن ایک محفوظ راستے کا علم ہو گیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”لیکن بات تو پھر وہیں آجاتی ہے عمران صاحب۔ اگر ہم اس کریک کی مدد سے وادی ترنام تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”اب یہ سنور اور اس سنور والی پہاڑی شاگل کی تحویل نہیں ہے اور شاگل کی نفسیات میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ اپنی حماقتوں سے خود ہی سنور کی نفاذ ہی کر دے گا۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ وہاں تک پہنچنے کا تھا وہ حل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب تم اس نقشے پر مجھے اس کریک کے بارے میں کچھ تفصیل تو تم نے بھی سن لی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔۔۔۔۔ صرف سن لی ہے بلکہ میں نے اسے دیکھا بھی ہوا ہے۔ البتہ میرے ذہن میں تھا کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں یہاں سے بہت لمبا جھک کا ٹنڈا پڑے گا۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ہم اس بسرام پہاڑی کی بالکل مخالف سمت میں ہیں اور بھولہ پہاڑیوں کو کراس کر کے وہاں تک نہیں جاسکتے۔ اس لئے پھر تو بہر حال کا ٹنڈا پڑے گا۔ لیکن اس میں کتنا وقت لگ جائیگا۔ یہ تم بتا دو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اگر جیب پر سفر کیا جائے تو ہم اٹھارہ گھنٹوں میں جاشیراگاؤں پہنچ جائیں گے۔ جاشیراگاؤں سے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر اس کریک کا آغاز ہوتا ہے۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کوئی بات نہیں۔ اتنا مار جن بہر حال ہمارے پاس موجود ہے اب یہاں نقشے پر مجھے کچھ دو تاکہ اس کے بعد ہم روانہ ہو جائیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ نقشے پر جھک گیا۔

کو کھول کر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا سہند لکھوں بعد مانیکا کی آواز سنائی دی۔ وہ کال دے رہی تھی۔ پھر نور سنگھ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ان دونوں کی گھنگو شروع ہو گئی۔ کرنل موہن خاموش بیٹھا ساری گھنگو سنتا رہا۔ پھر کال ختم ہو گئی اور سہند لکھوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ گو یہ آواز پہلی آوازوں کی نسبت ہلکی تھی لیکن پھر بھی واضح طور پر سنی جاسکتی تھی۔

”عمران صاحب۔ یہ کال کس فریکوئنسی پر کی گئی ہیں“..... بولنے والے کا لہجہ بادقار تھا اور عمران کا نام سن کر کرنل موہن کے چہرے پر یکثرت اجتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”جنرل فریکوئنسی پر کیوں“..... دوسری آواز سنائی دی۔

”یہ عمران کی آواز ہے۔ میں اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتی ہوں“..... مانیکا نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گھنگو ابھی تک جاری تھی اس لئے کرنل موہن خاموش بیٹھا ساری گھنگو سنتا رہا اور جیسے جیسے گھنگو آگے بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھلتے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد گھنگو بند ہو گئی اور مانیکا نے مشین آف کر دی۔

”جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو میں نے مشین آف کر دی تھی۔“ مانیکا نے کہا۔

”کیا اب دوبارہ ان لوگوں کے درمیان ہونے والی گھنگو اس مشین پر سنی جاسکتی ہے“..... کرنل موہن نے کہا۔

”نہیں۔ اب دوبارہ کال کیج کریں تو پھر سنی جاسکتی ہے ویسے نہیں اور اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ ان کا سارا پلان اب ہمارے سامنے ہے اور ہم جہاں چاہیں آسانی سے انہیں پکڑ بھی سکتے ہیں اور ہلاک بھی کر سکتے ہیں“..... مانیکا نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پروگرام کے مطابق یہ لوگ جیپ میں سوار ہو کر جاشیرا گاؤں پہنچیں گے اور پھر وہاں سے اس کریک کے دھانے پر۔ ہم انہیں جاشیرا گاؤں پہنچنے سے پہلے بھی گرفتار کر سکتے ہیں اور کریک کے دھانے پر بھی یا کریک کے اندر بھی۔ اب بہر حال یہ ہمارے جال سے نکل کر نہیں جاسکتے“..... مانیکا نے جواب دیا۔

”تمہارا اپنا کیا خیال ہے۔ کیونکہ یہ سارا کارنامہ تم نے ہی سرانجام دیا ہے اس لئے تم خود ہی ساری پلاننگ بتاؤ“..... کرنل موہن نے کہا۔

”میں بھی تم سے یہی کہنا چاہتی تھی کہ تم براہ راست اس مہم میں مداخلت نہ کرو اور اسے مجھ پر چھوڑ دو۔ بس اپنے گروپ کے دس آدمی ایسے مجھے دے دو جو کام کرنے والے ہوں۔ پھر دیکھو کہ میں انہیں کیسے پکڑتی ہوں“..... مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں نہیں بیٹھا رہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پلاننگ تم بتاؤ لیکن بہر حال میں ساتھ رہوں گا۔ یہ اجتہائی اہم معاملہ ہے“..... کرنل موہن نے کہا۔

"دیکھو فیزموہن۔ عمران بے حد کاہیاں آدمی ہے۔ وہ اس آسانی سے اس ٹریپ میں آکر نہ بھٹنے کا جیسے ہم محسوس کر رہے ہیں تم نے اس کے ساتھی کی گفتگو سنی تھی۔ وہ فوراً ہی چونک اٹھا تھا اور اس نے عمران سے ٹریپ کی بات کی تھی اس لئے وہ بے حد محتاط ہوں گے اور ہزار آنکھیں رکھ کر وہ آگے بڑھیں گے اس لئے اگر انہیں ایک بھی شاسا چہرہ نظر آگیا یا کہیں سے کسی شاسا آواز کی بھٹک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ الٹا ہمارے خلاف ایسا ٹریپ بنا دے گا کہ ہم خود اس کے ہاتھوں میں پھونچا رہے ہوں گے۔ اس لئے تم یہاں بالکل اسی طرح کام کرتے رہو جس طرح کر رہے ہو۔ میں اس کے خلاف ٹریپ بناؤں گی۔ جب وہ لوگ گرفتار ہو جائیں گے تو پھر تمہیں کال کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد تم انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دینا۔" مانیکا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ میں نے اس۔ مارے معاملے کی باگ دوڑ جہارے ہاتھ میں دے دی ہے۔ لیکن مجبے بناؤ تو یہی کہ تم کیا پلاننگ بناؤ گی۔" کرنل موہن نے کہا۔

"میں بالکل سادگی سے کام کروں گی۔ اس کریک میں کسی بھی جگہ میں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کرنے والی مشین نصب کر دوں گی اور اس طرح یہ خوفناک لوگ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے اور اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے جہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔" مانیکا نے کہا۔

"کیا تم اس کریک کے اندر ان کا انتظار کرو گی۔" کرنل موہن نے کہا۔

"اے نہیں۔ ہماری وہاں موجودگی سے کریک کی گھٹن آلود فضا میں تبدیل آجائے گی اور عمران کی چھٹی حس اسے چیک کر لے گی۔ تنگ موڑ کے بعد میں اس مشین کو کریک کی جھٹ کے کسی رخنے کے اندر نصب کر دوں گی اور اس کا سسٹم نیچے زمین میں چھپا دوں گی۔ اچانک موڑ کاٹتے ہوئے وہ اسے چیک نہ کر سکیں گے اور جیسے ہی ان کے پیر اس مخصوص حصے پر پڑیں گے گیس فائر ہو جائے گی اور اس کے اثرات اس تنگ سے کریک کے اندر انتہائی تیز رفتاری سے پھیل جائیں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا۔" مانیکا نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو مانیکا۔ بہر حال تم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے۔ مارنا نہیں ہے کیونکہ میں اب انہیں اچھی طرح چیک کروں گا اور پھر ان کی گرفتاری کا اعلان کروں گا تاکہ مجھے دوبارہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔" کرنل موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جہاری اس بات سے میرے ذہن میں ایک اور خیال آگیا ہے۔" مانیکا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیسا خیال۔" کرنل موہن نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کہیں پہلے غیر متعلقہ افراد کو اپنے میک اپ میں اس کریک کو چیک کرنے نہ بھیج دے۔ اوہ۔ وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔" مانیکا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

جاشیرا گاؤں ایک عام سا پہاڑی گاؤں تھا۔ جیپ میں عمران اور اس کے ساتھی عام لباس میں موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہاں آنے سے پہلے سردار موہن سنگھ کے ایک اڈے پر جا کر فوجی یونیفارمز اتار دی تھیں اور اب وہ عام سے مقامی لباس میں تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر دھیرج سنگھ تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے خاصے تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ خاص طور پر دھیرج سنگھ مسلسل ڈرائیونگ کی وجہ سے ان سب سے زیادہ تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن مضبوط جسم کے ساتھ ساتھ وہ مضبوط قوت ارادی کا حامل نوجوان تھا۔ اس لئے تھکاوٹ کے باوجود اس سے کوئی غلطی نہ ہوئی تھی۔

”تم واقعی ایک مضبوط نوجوان ہو اور مجھے خوشی ہے کہ شیر سنگھ کو تم جیسے باہمت نوجوان کی مدد حاصل ہے۔“ عمران نے اس کی

”اوہ واقعی۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر.....“ کرنل موہن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا۔“ مانیکا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

”ایسا کرو کہ اس کریمک کے دھانے پر میگنم سٹار نصب کر دو اور ساتھ ہی اس بے ہوش کر دینے والی گیس کو آٹومینک کرنے کی بجائے وائر لیس چارجز کے ساتھ منسلک کر دو۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر میگنم سٹار پر انہیں چمک کرتی رہو۔ اگر اصل آدمی اندر جائیں تو بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا اور نہ نہیں۔“ کرنل موہن نے کہا۔

”گڈ۔ تجویز تو اچھی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میگنم سٹار کے لئے تیز روشنی چاہئے اور کریمک کے اندر اس قدر تیز روشنی نہیں ہو سکتی۔ اگر روشنی کی جانے تو وہ لوگ فوراً ساری بات سمجھ جائیں گے۔“

مانیکا نے کہا۔

”میں کافرستان سے فوری طور پر اوڈرلر میگنم سٹار منگوا لیتا ہوں۔ اس کے لئے تیز روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔“ کرنل موہن نے کہا تو مانیکا بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ سری گڈ ڈیر موہن۔ میں خواہ مخواہ دماغ کھپاتی رہی۔ تم نے آخر کار خود ہی اپنی ذہانت سے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں سو سٹار کی ایک ٹوبہ کی۔“ مانیکا نے کہا اور کرنل موہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کے متعلق حیف سردار نے جو کچھ کہا ہے اسے سننے کے بعد تو آپ کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا بھی ہم جیسے لوگوں کے لئے قابل فخر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں اپنی عمر سے کم از کم بیس سال بڑا ہوں گیا ہوں۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"بس پھر تم بھی گئے کام سے۔ اب باقی عمر ہماری طرح تم بھی بس عقل کے گرداب میں ہی پھنسے رہ جاؤ گے۔۔۔۔۔ عمران نے ہنسنے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ بھی بے اختیار ہنس دیا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ انسان زیادہ عقلمند ہو کر چونکہ عام سطح کے لوگوں سے ذہنی طور پر بلند ہو جاتا ہے اس لئے وہ عام دنیاوی دلچسپیوں سے بھی لطف اندوز ہونے سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

گاؤں میں داخل ہو کر دھیرج سنگھ جیپ کو ایک طرف بنی ہوئی بڑی سی حویلی کے قریب لے گیا۔ حویلی کا بڑا پھانک بند تھا۔ حویلی کا طرز تعمیر خالص شاہی تھا۔ دھیرج سنگھ نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتار کر وہ تھکے تھکے انداز میں چلتا ہوا پھانک کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ پھانک تک نہ پہنچا تھا کہ پھانک کھلا اور ایک سکھ نوجوان باہر آگیا۔ دھیرج سنگھ اس سے کچھ در باتیں کرتا رہا پھر واپس جیپ کی طرف آیا۔

"یہ سورج سنگھ کی حویلی ہے سہاں کا بڑا آدمی ہے۔ اس کا بیٹا میرا دوست ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ میرے ساتھ میرے مہمان ہیں جو یہاں پہاڑی لومڑیوں کا شکار کھیلنے آئے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار یہاں آچکا ہوں۔ اس لئے اسے شک نہ پڑے گا۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھانک کھل گیا اور دھیرج سنگھ جیپ کو موڑ کر کھلے پھانک کے اندر لے گیا۔ حویلی کا صحن کافی بڑا تھا۔ ایک طرف ایک قطار کی صورت میں چار پانچ کمرے بنے ہوئے تھے جن کے آگے ایک تنگ سا برآمدہ تھا۔ دھیرج سنگھ نے جیپ برآمدے کے سامنے لاکڑی کر دی۔

"آئیے۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اترے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دھیرج سنگھ کا دوست سورج سنگھ کا بیٹا دیپ سنگھ تھا جو اس کی طرح کا نوجوان تھا۔ کمرے میں ہر طرف بندوقیں دیواروں کے ساتھ لٹکی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ دھیرج سنگھ انہیں یہاں بٹھا کر دیپ سنگھ کے ساتھ باہر چلا گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ اس کریک میں رات کے وقت گھسنا زیادہ بہتر رہے گا۔۔۔۔۔ اچانک صفدر نے کہا تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

"فی الحال تو میں بہت تھک گیا ہوں اس لئے ابھی تو آرام کروں گا

تھی اس لئے اب اس کے چہرے پر اطمینان ابھرا آیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ جب سے دھیرج سنگھ آپ کو لے آیا ہے مجھے یہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ فوج کی موجودگی میں آپ کو شکار کیسے کھلایا جائے۔ آپ کو منع کرنے سے دوست کی بے عوفی ہوتی تھی"..... ولیپ سنگھ نے کہا اور عمران ان لوگوں کے خلوص اور مہمان نوازی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے دھیرج سنگھ نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی ایسا قدرتی کریمک ہے جو بہت طویل ہے۔ مجھے ایسے قدرتی کریمک دیکھنے کا بے حد شوق ہے"..... عمران نے کہا تو ولیپ سنگھ چونک پڑا۔

"اوہ۔۔۔ جی ہاں۔ ایک کریمک ہے تو یہی۔ لیکن اب فوج اس کے اندر نہ جانے دے گی"..... ولیپ سنگھ نے کہا۔

"کیا فوج نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ جتاب۔ ہم دراصل ادھر جاتے ہی نہیں۔ ولے شاید فوج وہاں سے کافی دور ہے اس لئے کریمک پر ان کا قبضہ نہ ہوگا لیکن کریمک میں پہاڑی لومڑیاں نہیں ملتی"..... ولیپ سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ کھانا کھانے کے بعد عمران۔ دھیرج سنگھ اور اپنے ساتھیوں سمیت واپس اس بڑے کمرے میں آگیا۔ ولیپ سنگھ اب ان کے ساتھ نہ تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ آپ شاید جان بوجھ کر وقت گزار رہے ہیں۔ کیا رات کو وہاں جانے کا ارادہ ہے"..... صفدر نے

کہا۔

"دھیرج سنگھ۔ کیلہاں ہماری قد و قامت کے آدمی مل جائیں گے ایسے آدمی جن پر میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر سکوں اور وہ ایک بار اس کریمک سے گزر کر اسے چیک کر آئیں"..... عمران نے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں۔ کیا آپ کو کسی ٹریننگ کا شک ہے"..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہو۔ ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔ کیونکہ اگر واقعی ٹریننگ وغیرہ ہوگی تو ہم کریمک کے اندر بے بس چوبیسوں کی طرح مارے جاسکتے ہیں"..... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہاں سے آدمی لینے کا مطلب ہوگا کہ ولیپ سنگھ کو ساری بات بتائی جائے اور ولیپ سنگھ اور اس کا والد سورج سنگھ دونوں حکومت کے پروردہ لوگ ہیں اس لئے صورت حال ہمارے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا وہاں جا کر چیک کر آتا ہوں۔ مجھے تو وہاں کوئی نہیں جانتا اور اگر مجھے چیک بھی کیا گیا تو ولیپ سنگھ مجھے آسانی سے چھڑوا سکتا ہے"..... دھیرج سنگھ نے کہا۔

"لیکن جہارے جانے سے بات نہیں بن سکتی..... پھر جہار اقد و قامت ہم میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ اس لئے اگر واقعی ٹریننگ ہونی تو وہ لوگ خاموش رہیں گے۔ اس لئے چیکنگ نہ ہو سکے گی۔ عمران

نے کہا۔

"پھر آپ جیسے حکم دیں۔۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ کی لٹھن پالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلو وہاں۔ اگر ٹرپ بھی ہو گا تو دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اچانک عریضے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے چلو۔۔۔۔۔۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور تنویر اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا ہو کہ عمران نے اتنی آسانی سے اس کی بات مان لی ہے اور عمران مسکرا دیا۔

"میں آپ کے ساتھ چلوں۔۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے کہا۔

"نہیں۔ تم نے اب تک ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے وہی بہت ہے آگے موت سے جنگ ہونی ہے اور میں تمہیں اب مزید کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دھیرج سنگھ خاموش ہو گیا۔

"اچھا اس کرکٹ ٹیم میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔" دھیرج سنگھ نے کہا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آگئے۔ حویلی سے باہر نکل کر وہ سب اس طرح چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے جیسے وہیں کے رہنے والے ہوں اور ویسے ہی ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہوں۔ مشین گنیں انہوں نے بظلموں کے نیچے چھپا رکھی تھیں اور کاندھوں پر چادریں ڈالی

ہوئی تھیں جن کی وجہ سے مشین گنیں نظر نہ آسکتی تھیں۔ عمران کی آنکھیں بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح چوکنا تھے۔ لیکن ہر طرف خاموشی اور سکون تھا۔ عام لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے اور وہ بھی تھوڑا سا آگے جانے کے بعد نظر آنے بند ہو گئے۔ پھر تقریباً دو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ کرکٹ کے دھانے تک پہنچ ہی گئے۔ لیکن یہاں بھی دور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک لمبا سانس لے کر وہ دھانے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب تم جاؤ دھیرج سنگھ۔ اگر مقدّر نے ساتھ دیا تو پھر تم سے ملاقات ہوگی۔" عمران نے دھیرج سنگھ سے کہا اور دھیرج سنگھ انہیں الوداع کہہ کر واپس مڑ گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ بے حد زیادہ محتاط دکھائی دے رہے ہیں۔ اس قدر احتیاط تو آپ نے پہلے کبھی نہیں کی۔" صدقہ نے کہا۔

"تمہانے کیوں میری چھٹی حس مسلسل سائرن بجا رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے ہمارے لئے کہیں نہ کہیں پھندہ لگا ہوا ہے۔" عمران نے کہا۔

"یہ سب تمہارا وہم ہے یہاں دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا اور نہ کسی کو ہمارے یہاں آنے کا علم ہے۔" تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب کرکٹ

ہیں۔ اب انہیں معلوم ہو گا کہ کر نل موہن میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ وہ مجھے کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز کیسے نہیں دیتے۔..... مردانہ آواز کے لہجے میں بے پناہ مسرت موجود تھی اور عمران پوری طرح شعور میں نہ آنے کے باوجود سمجھ گیا کہ بولنے والا کر نل موہن ہے۔

”لیکن مجھ سے شادی کا وعدہ یاد رکھنا“..... نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں جیسے دھماکہ سا ہوا۔ حالانکہ پہلے اس نے مانیکا کا نام سنا تھا لیکن اس وقت اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ یہ وہی مانیکا ہے جس کی ٹرانسمیٹر کال اس نے سنی تھی لیکن اب آواز سننے کے بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بولنے والی وہی مانیکا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس سامعے ٹرپ کو سمجھ گیا تھا۔

”یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہی تو ہوا ہے مانیکا۔ اگر جہاری ذہانت میرے کام نہ آتی تو میں احتیاطاً مشن کہاں مکمل کر سکتا تھا۔ اس لئے اب تو تم سے شادی کرنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے تاکہ تمہاری اس بے پناہ ذہانت کو میں ہمیشہ کے لئے اپنے حق میں محفوظ کر لوں۔..... کر نل موہن نے ہنسنے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے قہقہے سنائی دیئے۔

”اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ باقی لوگوں کو ان کی گرفتاری کی اطلاع دینے سے پہلے میں اس عمران سے چند باتیں کر لوں۔ بڑی شہرت سن رکھی ہے میں نے اس کی۔ بلیک فورس والے تو کہتے ہیں

میں داخل ہو گئے۔ کر یک سنگ ساتھ اس لئے وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ کر یک کے اندر خاصا اندھیرا تھا لیکن اس کے باوجود کہیں کہیں سے روشنی کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ شاید پہاڑی کے رخنوں میں سے روشنی کی کرنیں یہاں پہنچ رہی تھیں اس لئے اندھیرے کے باوجود بھی انہیں بہر حال آسانی سے نظر آ رہا تھا وہ سب باتوں میں مشین گنیں پکڑے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور عمران جو کر یک کے آغاز میں خاصا محتاط تھا اب کافی آگے جانے کے بعد یقیناً زیادہ اطمینان سے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے کہ اچانک جیسے کوئی پٹاخہ سا جھوٹا ہے اس طرح جھٹ سے پٹاخہ جھوٹنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بدک کر ایک طرف ہٹنے ہی تھے کہ یکھت ان کے ذہن تیز رفتار لوٹوں کی طرح گھومے اور پھر وہ سب اس طرح فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے جیسے کسی نے ان کے جسموں سے اچانک طاقت سلب کر لی ہو۔ عمران کا ذہن بھی اتھناتی تیز رفتاری سے گھوما تھا اور پھر اس پر بدبختی کی کا پردہ پڑ گیا تھا۔ پھر تاریک پردہ آہستہ آہستہ سرکنا چلا گیا اور عمران کے ذہن میں روشنی پھیلنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں ایک مردانہ آواز ابھری۔

”بہت خوب مانیکا۔ بہت خوب۔ تم نے آج یہ مشن مکمل کر کے مجھے ہمیشہ کے لئے جیت لیا ہے۔ اب میں شاگل۔ دیکھا۔ کر نل داس۔ وزیراعظم اور صدر مملکت کو بتاؤں گا کہ مشن کس طرح مکمل ہوتے

تھے۔

"اوہ۔ تو تم کچھ رہے ہو کہ ابھی تک تم میک اپ میں ہو۔ اپنے ساتھیوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ کیا وہ میک اپ میں ہیں؟" مانیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران بچارے کی تلاش بھی اب تک گل سڑ چکی ہو گی۔ میرا نام تو اعظم ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کرنل موہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تم پھر وہی جگر کجے دینا چاہتے ہو۔ جو اس سے پہلے تم نے اپنا مستقل میک اپ کسی آدمی کے چہرے پر کر کے دیا تھا بے فکر ہو۔ میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔ اب تم اپنی اصل شکل میں ہی ہو۔ ویسے تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کس آسانی سے شکار کر لیا ہے اور یہ سب کچھ کیپٹن مانیکا کی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے اور اب جلد ہی یہ میری بیوی بننے والی ہے۔ ویسے تعارف کے لئے بتا دوں کہ میرا نام کرنل موہن ہے اور میں کرنل فریدی کی جگہ بلیک فورس کا سربراہ ہوں"..... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں عمران سے کہا۔

"مبارک ہو مس مانیکا۔ تم نے واقعی اپنے مطلب کا شوہر تلاش کر لیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مانیکا کے ساتھ ساتھ کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"..... کرنل موہن کے لہجے میں

کہ کرنل فریدی بھی اس سے دہتا تھا"..... کرنل موہن نے کہا۔

"میں نے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ یہ ابھی ہوش میں آجائیں گے"..... مانیکا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے ایک نظریں ماحول کا جائزہ لے لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک تہہ خانے بنا کمرے میں موجود تھا۔ ایک طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ کمرہ کی تعمیر بتا رہی تھی کہ اسے انسانی ہاتھوں نے تعمیر کیا ہے۔ عمران کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو دیوار کے ساتھ ایک ذخیر سے باندھ دیا گیا تھا۔ ذخیر کا ایک سرا اس کے سر کے اوپر سے آکر اس کے جسم کے گرد لپٹ کر نیچے جا رہا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اسی انداز میں بندھے ہوئے تھے۔

"تمہیں ہوش آگیا عمران"..... سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک مرد بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ گردن موڑ کر اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عورت کی آواز سن کر اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرتی۔ ایسی فاتحانہ چمک جو شکاری کی آنکھوں میں کوئی بڑا شکار کر لینے کے بعد ابھرتی ہے اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران۔ کون عمران؟"..... عمران نے جان بوجھ کر انجان بننے ہوئے کہا حالانکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے سب ساتھی اصل چہروں میں

غصے کی بجائے حیرت تھی۔

”ہر عقلمند خاتون ہمیشہ احمق شوہر ہی پسند کرتی ہے تاکہ اس کی عقلمندی کا رعب اور دبدبہ قائم رہے اور تم نے جس طرح مانیکا کی عقلمندی اور اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اس کی وجہ سے ہی میں نے مس مانیکا کو مبارک باد دی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہیں اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ کرنل موہن ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ وہ شاگل کی طرح مشتعل مزاج نہیں ہے اور عمران ایسے آدمیوں کو ہمیشہ خطرناک گردانتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں تیزی سے اپنی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کو ٹٹولنے میں مصروف تھیں۔

”واقعی ذاتی معاملہ ہے کرنل موہن اور جو تیاں کھانے والا ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ جو تیاں واقعی وہی ہوں جو جو تیاں فروخت کرنے والی دکان سے لائی جاتی ہیں۔ جو تیاں عقل کے تھپیڑوں کو بھی کہتے ہیں۔“..... عمران نے اسے اچھی طرح سمجھانے کے لئے جان بوجھ کر اشتعال دلانے کی بات کرتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے ہتھکڑی کا کلپ کھول لیا تھا۔ کلپ کھلنے سے ننگے والی ہتھی سی آواز اس کی بات میں دب چکی تھی اور اب اس کی کلائیاں آزاد ہو چکی تھیں لیکن ظاہر ہے صرف

کلائیاں آزاد ہونے سے کیا ہوتا تھا اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر ابھی تک موجود تھی۔

”تم کرنل موہن کو بار بار غصہ دلانے کی کیوں کوشش کر رہے ہو عمران۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔“..... کرنل موہن کے بولنے سے پہلے مانیکا نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ کرنل موہن کے چہرے پر اس بار غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”میں صرف حماقت کی گہرائی ماپنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ویسے کرنل موہن۔ اب ہمارے بارے میں تمہارے کیا ارادے ہیں۔ کیا تم ہمیں اس طرح حکومت کے حوالے کرو گے یا پھر ہمیں پہلے لاشوں میں تبدیل کرو گے اور پھر پہلے کی طرح ہماری لاشیں وزیراعظم کے سامنے لے جاؤ گے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اس کا فیصلہ مانیکا کرے گی۔ تمہیں ٹریپ کرنے کی ساری پلاننگ مانیکا نے کی ہے۔ اس لئے آخری فیصلہ بھی یہی کرے گی۔“..... کرنل موہن نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

”گڈ۔ واقعی مس مانیکا قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے صنفِ نسوان کے خیالات کے عین مطابق بہترین شوہر کا انتخاب کیا ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ساری پلاننگ تو ہو گئی مانیکا کی اور ویر چکر حاصل کرو گے تم۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”موہن فیئر۔ تم نے اپنی تنہا پوری کر لی۔ عمران سے باتیں کر کے

اب مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شخص بار بار کوشش کر رہا ہے کہ ہم دونوں آپس میں لڑ پڑیں اور وہ اس سے کوئی فائدہ اٹھالے۔ یہ آدمی اس قدر عیار ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اس طرح فائدہ اٹھا جائے گا کہ ہمیں اس کا تصور تک نہ ہوگا اس لئے اب مزید رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب انہیں گولیوں سے اڑا دو..... مانیکا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

”جیسے تم کہو مانیکا..... کرنل موہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پشٹ نکال لیا۔

”ایک منٹ۔ ہم مکمل طور پر بے بس ہیں اس لئے اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ہمیں اب زندہ بچ نکلنے کی بھی کوئی خوش فہمی نہیں ہے اور موت تو بہر حال ایک روز آتی ہی ہے اس لئے اس سے آدمی فرار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اچھے اخلاق کے تحت تم گولی مارنے سے پہلے ہماری ایک خواہش پوری کرو تو اس سے تمہارے دیر چکر کا کوئی کتناہہ نوٹ نہیں جائے گا..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیسی خواہش..... مانیکا اور کرنل موہن دونوں نے چونک کر پوچھا۔

”فکر نہ کرو۔ میں رہائی کی خواہش نہیں کروں گا۔ صرف اسکا پوچھوں گا کہ جس سپیشل سنور کے لئے ہم اپنی جانیں دے رہے ہیں اس کا محل وقوع کیا ہے..... عمران نے کہا۔

”تمہیں اس بات کے جانتے سے کیا فائدہ ملے گا..... کرنل موہن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”اے تم ذہنی تسلی کہہ لو۔ کچھ کہہ لو۔ بہر حال آخری خواہش ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم جلد لحوں بعد مرنے والے آدمی سے جھوٹ نہ بولو گے..... عمران نے کہا۔

”کچ بات تو یہ ہے کہ مجھے اس سنور کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اس کا علم صرف کرنل واس کو ہے۔ یہ سب کچھ اسی کی زیر نگرانی ہوا ہے..... کرنل موہن نے کہا۔

”کیا تم کرنل واس سے پوچھ کر نہیں بتا سکتے..... عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں اس سرکاری سیکرٹ کے سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا..... کرنل موہن نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اس طرح کرو کہ تم میرے سامنے کرنل واس کو کال کر کے اس سے پوچھ لو کہ کیا اس نے وادی ترنام میں کوئی پراسرار نقل و حرکت دیکھی ہے..... عمران نے کہا تو کرنل موہن اور مانیکا دونوں چونک پڑے۔

”پراسرار نقل و حرکت۔ کیا مطلب تم نے پہلے کی طرح پھر دو نمیمیں بتائی ہیں..... کرنل موہن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ چاہے اسے کسی بھی انداز میں کریں۔ تم میری آخری خواہش پوری کرو اور اس کے بعد اطمینان سے

ٹریگر دباؤ۔ مجھے کوئی گھڑ ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

”کیا خیال ہے مانیکا“..... کرنل موہن نے تذبذب سے پر لہجے میں مانیکا سے پوچھا۔

”کرنل موہن بات ہو سکتا ہے کوئی ایسی صورت حال ہو جس سے ہمیں بعد میں پچھتا نا پڑے۔ اس شخص نے آخر کار میرے ذہن میں بھی شک کا بیج بو ہی دیا ہے۔..... مانیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم یہاں ٹھہرو۔ میں اوپر سے ٹرانسمیٹر لے آؤں۔..... کرنل موہن نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس دوران غیر شعوری طور پر اپنے جسم کو بار بار آگے دباؤ ڈال کر پیچھے کر رہا تھا۔ ویسے بظاہر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ تھک گیا ہے اور اپنے جسم کو حرکت دے کر تھکاوٹ کو کم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ عمران ہتھکڑی کھول لینے کے بعد مسلسل ایک اہم کام میں لگا ہوا تھا۔ اس نے کھلی ہتھکڑی کے ایک کلب کو زنجیر کے ساتھ ہی الٹا کر بند کر دیا تھا۔ اس طرح ہتھکڑی نیچے بھی نہ گری تھی اور اس کی دونوں کلاسیاں بھی آسانی سے حرکت کر رہی تھیں۔ کیونکہ زنجیر اس کے بازو کے گرد گھوم کر پشت کی طرف سے ہو کر آگے سینے پر اور پھر پیچھے پشت کی طرف جا رہی تھی۔ اس لئے وہ صرف بازوؤں کے اگلے حصوں کو ذرا سی حرکت دے سکتا تھا اور انہیں حرکت دے کر ہی اس کو یہ انکشاف ہوا کہ جو زنجیر اس کی کلاسیوں کے اوپر سے گھوم کر سینے کی طرف آ رہی تھی وہاں ایک

فولادی کڑا موجود تھا اور اس کڑے کو محسوس کرتے ہی وہ سمجھ گیا کہ دو زنجیروں کو آپس میں جوڑ کر اسے باندھا گیا ہے اور یہ کڑا وہ جوڑ تھا جس سے دوسری زنجیر منسلک تھی اور اب یہ اتفاق ہے کہ یہ کڑا اس کی کلاسیوں سے ذرا سا اوپر تھا جہاں تک اس کی انگلیاں نہ جا سکتی تھیں اور شاید اس کڑے کے اس کی پشت پر آجانے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کو عقب میں کلب ہتھکڑی سے باندھا گیا تھا۔ اب عمران اپنے جسم کو ذرا آگے کر کے پیچھے اس لئے کر رہا تھا کہ زنجیر اس کے جسم پر جس انداز میں بندھی ہوئی تھی اس انداز میں ذرا سافرق اس طرح پڑ سکتا تھا وہ اپنی جگہ سے کھسک سکتی تھی اور چونکہ زنجیر تھی اس لئے لاحالہ زور کی وجہ سے اس نے نیچے کی طرف ہی کھسکنا تھا اور وہ کھسک رہی تھی لیکن ابھی اس کی انگلیاں اس کڑے تک نہ پہنچی تھیں اس لئے وہ وقت چاہتا تھا اور اس وقت کے حصول کے لئے اس نے جھپٹے تو واقعی ان دونوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور جب اس کی یہ سکیم ناکام ہو گئی تو اس نے سنور کی بابت بات شروع کر دی لیکن کرنل موہن نے جس لہجے میں بات کی تھی کہ اسے سنور کے محل وقوع کا علم نہیں ہے تو اس نے پراسرار نقل و حرکت کی بات کر کے یہ کوشش کی تھی کہ کرنل موہن اس کے سامنے کرنل واس سے بات کرے تاکہ اگر ان کے درمیان کوئی سیٹھل کو ڈٹے شدہ ہے تو وہ اسے معلوم ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے وقت بھی مل جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے کڑوں میں بنن لگے ہوئے ہوتے ہیں

کھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تمہیں ابھی امید ہے کہ تم زندہ رہ جاؤ گے؟..... مانیکا نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"مجھے تو امید اس سے آگے کی بھی ہے لیکن اب کیا کہوں کر نل موہن درمیان میں ظالم سماج بن چکا ہے..... عمران نے جواب دیا اور مانیکا ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اتنی بھی خوبصورت نہیں ہو جتنی تم اپنے آپ کو سمجھتی ہو..... اچانک تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مانیکا بے اختیار چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگی اس کے چہرے پر غصے کا الالہ ساہل اٹھا تھا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی..... مانیکا نے غصے سے جھنجھٹے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے یلکھت بدل سا گیا تھا۔

"ہونہر۔ تم جیسی نبھانے کتنی چھپکیاں دیواروں پر رہ سکتے ہوئے ایسا سوچتی رہتی ہیں..... تنویر نے بڑے عقارت بھرے لہجے میں کہا اور مانیکا یلکھت کر سی سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور تیزی سے تنویر کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی جا کر دونوں ہاتھوں سے تنویر کی گردن دبا دے گی۔

"ارے ارے اتنے غصے کی ضرورت نہیں مس مانیکا۔ یہ اپنی جگہ سچا ہے۔ اس کے پاس حسن ناپنے کا جو عہدہ ہے وہ ہم جیسے حسن

اور ایک بار اس کی انگلیاں اس بنن تک پہنچ جائیں تو وہ فوراً ان زنجیروں سے آزاد ہو سکتا تھا اس لئے وہ مسلسل آگے پیچھے ہو کر اس اہم کام میں مصروف تھا۔

"تم اس طرح فضول اپنے جسم کو تھکا رہے ہو عمران۔ یہ انتہائی مضبوط زنجیر ہے۔ تم صرف اپنے جسم کے دباؤ سے اسے توڑ سکتے ہو اور نہ ہی دیوار میں موجود مضبوط کنڈے باہر آسکتے ہیں۔" اچانک مانیکا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مرنے کے بعد تو میں نے ہمیشہ کے لئے ساکت ہو جانا ہے اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ جلوا اپنی حرکت کا کونا تو پورا کر لوں۔ ویسے ذہین عورت سے ملاقات ہی اس وقت ہوتی ہے جبکہ موت قریب آگئی ہے ورنہ میں یقیناً تمہاری ذہانت کی بھرپور قدر کرتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس تعریف کا شکریہ عمران۔ میرا تعلق ملری انٹیلی جنس کے ایک ایسے شعبے سے ہے جو فیلڈ میں کام نہیں کرتا۔ اس لئے تمہارا میرا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ لیکن میں تمہارے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں۔ کر نل موہن بھی پہلے انٹیلی جنس میں ہی تھا اور وہیں سے اسے بلیک فورس میں شفٹ کیا گیا ہے۔ ویسے ہمارے خاندانی تعلقات بھی ہیں..... مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری قابلیت کا عملی امتحان بھی لے لوں گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مانیکا بے اختیار کھل

پرستوں سے مختلف ہے۔..... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مانیکا نکلت رکی اور پھر واپس مڑائی لیکن اس کا چہرہ اسی طرح آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔

”یہ طے ہے کہ میں جہاں سے جسم میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں اتار دوں گی۔..... مانیکا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کر نل موہن سیر حیاں اتر کر نیچے آگیا اور عین اسی لمحے عمران کی انگلیاں کڑے کے اس ہٹن پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں جسے دبانے سے دونوں زنجیریں علیحدہ ہو سکتی تھیں۔“ میں نے بات کر لی ہے۔ ایسی کوئی نقل و حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ اب جہاں آخری خواہش پوری ہو گئی ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔..... کر نل موہن نے جیب سے ایک بار پھر مشین پشٹل نکالتے ہوئے کہا۔

”مانیکا سے تو بات کر لو۔ وہ کیا کہتی ہیں۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کر نل موہن بے اختیار مانیکا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے ہٹن دبا دیا۔ چھن چھن کی تیز آواز کے ساتھ ہی زنجیر کا پچلا حصہ عمران کے جسم سے اپنے وزن کی وجہ سے نیچے اس کے قدموں میں جا گرا اور اس کے اوپر والے جسم والی زنجیر کے بھی دتین بل اس جھٹکے سے کھل گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں صورت حال کو سمجھتے۔ عمران بھوکے چیتے کی طرح اچھل کر کر نل موہن سے ٹکرایا اور کر نل موہن کی چیت سے گونج اٹھا۔ کر نل موہن ہوا میں اڑتا ہوا

ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کے حلق سے اچانک چیخ نکل گئی تھی۔ مانیکا لاشعوری طور پر مڑی ہی تھی کہ عمران قلا بازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مانیکا بھی جھنجھکی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ عمران کی لات گھومی اور مانیکا کے حلق سے استہائی کر بناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ تپ کر سیدھی ہوئی اور پھر ساکت ہو گئی۔ کر نل موہن کا سر دیوار سے اس بری طرح ٹکرایا تھا کہ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی دوبارہ کوشش کی لیکن پھر وہیں دیوار کی جڑ میں ہی ریت کے خالی بورے کی طرح ڈھیر ہو چکا تھا۔ عمران نے دوڑ کر وہ مشین پشٹل اٹھایا جو کر نل موہن کے ہاتھوں سے گرا تھا اور دوڑتا ہوا سیر حیاں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک ہی جھلانگ میں دو دو سیر حیاں طے کرتا ہوا وہ اوپر بہتے ہوئے ہٹ کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ صرف ایک میز پر بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران تیزی سے اس کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو باہر ایک برآمدہ اور صحن تھا۔ برآمدے میں سے اسے دو افراد کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تو اس نے دروازہ کھولا اور مشین پشٹل اٹھائے وہ باہر آگیا لیکن برآمدے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا بلکہ برآمدے کے ساتھ ہی ایک کمرے کے کھلے دروازے سے یہ آوازیں آرہی تھیں۔ صحن میں بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے اس کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں انہیں ختم کیوں نہیں کر دیتا۔..... ایک آدمی نے کہا۔“

”وہ اپنی حسرتیں پوری کرنا چاہتے ہیں“..... دوسرے آدمی نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ہنس پڑے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اچھل کر وہ کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں کرسیوں پر دو فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو اس طرح انداز آتے دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھ ہی اٹھے تھے کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں پچھتے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا اور پھر تیزی سے واپس مڑا اور دوڑتا ہوا واپس پہلے کمرے میں پہنچ کر اس نے میز پر موجود ٹرانسمیٹر اٹھایا اور سپرہیاں اتر کر وہ نیچے تہ خانے میں پہنچ گیا۔ کرنل موہن اور مائیکا دونوں اسی طرح سبے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”عمران صاحب! آپ نے کس طرح آزادی حاصل کر لی؟“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عقل مندوں کے سامنے عقلمندی کا مظاہرہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اب تنویر کی طرح جذبہ باقی ہونے سے تو سوائے حورتوں سے تھپڑ کھانے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس نے ایک کرسی پر رکھ دیا۔

”میں اس چرویل کے منہ پر تھوک دیتا۔ وہ قریب تو آتی؟“ تنویر نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ اس نے صفدر کے عقبی طرف موجود وہ کڑا جو اس کی پشت سے اوپر والے حصے میں تھا بلن دبا کر کھولا تو صفدر بھی

زنجیروں سے آزاد ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد سارے ساتھی زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ عمران نے ان کی کلاہوں میں موجود کلب ہتھکڑیاں بھی کھول دیں۔

”اب ان دونوں کو اٹھا کر ان زنجیروں میں جکڑ دو.....“ عمران نے کہا اور صفدر، چوہان اور کیپٹن شکیل نے مل کر ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا۔

”کیا ضرورت ہے انہیں جکڑنے کی۔ گولی مار کر ختم کرو۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے کو شش تو کی تھی کہ کرنل موہن میرے سامنے کرنل داس سے ٹرانسمیٹر بات کرے لیکن وہ احمق اوپر ہی بات کر کے آگیا۔ اس لئے اب کوڈکا معلوم کرنا تو ضروری ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ جہازے ہاتھوں کی غارش اب کرنل موہن کے چہرے پر تھپڑ مار کر دور ہو جائے گی.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”سوائے تنویر کے باقی سب باہر جا کر نگرانی کریں۔ یہ آبادی سے ہٹ کر کوئی علیحدہ جگہ ہے اس کے باوجود نگرانی کی ضرورت ہے۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر نیچے رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اب اس کرنل موہن کو ہوش میں لے آؤ تنویر۔ لیکن خیال رکھنا اس سے میں نے سوال جواب کرنے ہیں۔ اس کا جہاز ہی نہ توڑ

وینا..... عمران نے تنویر سے کہا۔

”اور اس چڑیل کو..... تنویر نے کہا۔

”چلو اسے بھی ہوش میں لے آؤ۔ لیکن چڑیل بھی موٹ ہی ہوتی ہے۔ اسلئے اس پر تشدد اس غیر اخلاقی فعل ہے۔ اسکا ناک اور منہ دبا کر اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ عورت..... تنویر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر پہلے وہ زنجیر میں بندھی ہوئی مانیکا کی طرف بڑھ گیا لیکن اس نے بہر حال اس کے ہجرے پر تھپڑ مارنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے چند لمحوں بعد جب مانیکا کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تو تنویر ہچکے ہٹ گیا۔

”اب اس کر نل پر بھی طبع آزمائی کر ڈالو..... عمران نے اسے رکتے دیکھ کر کہا۔

”یہ ہوش میں آجائے پھر اس کے سامنے اسے تھپڑ ماروں گا..... تنویر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ اس نے تنویر کو مانیکا کے ہجرے پر تھپڑ مارنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنا غصہ اس کے سامنے کر نل موہن کے ہجرے پر تھپڑ مار کر نکالنا چاہتا ہے اور چند لمحوں بعد ہی مانیکا کہہ رہے ہوئے ہوش میں آ گئی۔

”جلدی ہوش میں آ جاؤ۔ ورنہ شکل بگاڑ دوں گا..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ ابھی تو تم اسے چڑیل کہہ رہے تھے۔ اب اس کی شکل کیسے ٹھیک ہو گئی..... عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”ٹھیک ہو گئی کیا مطلب..... تنویر کے لہجے میں حیرت تھی۔

”بھئی بگاڑا تو اسے جاتا ہے جو ٹھیک ہو اور تم مانیکا کو دھمکی دے رہے ہو کہ اگر وہ جلدی ہوش میں نہ آئی تو تم اس کی شکل بگاڑ دو گے..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

”وہ تو میں نے محاورہ کہا تھا..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کر نل موہن کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن شاید عمران کی بات سے اس کا موڈ بدل گیا تھا کہ اس نے کر نل موہن کے ہجرے پر تھپڑوں کی بارش کرنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔

”تم۔ تم۔ تم۔ یہ۔ سب۔ یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے..... مانیکا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے انداز میں رک رک کر کہا۔

”ایک ہی زنجیر ایسی ہے جس سے آج تک میں اور تنویر دونوں بندھے ہوئے پھوپھڑا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی زنجیر ہمیں نہیں روک سکتی مں مانیکا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تھارے تو ہاتھ بھی عقب میں بندھے ہوئے تھے..... مانیکا ابھی تک حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

ہاتھ باندھنے کو تو ادب واحترام کہا جاتا ہے اور ادب واحترام کے بغیر دنیاوی زنجیریں ٹوٹتی ہی نہیں ہیں۔ جو لوگ دنیا کی زنجیریں توڑ کر روحانیت حاصل کرتے ہیں ادب واحترام سے ہی حاصل کرتے ہیں۔..... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا۔ اسی لمحے حضور پیچھے ہٹا اور پھر آکر عمران کے ساتھ بڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مانیکا کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔ اس پر بے بسی کے ساتھ حیرت بھی موجود تھی۔

”مس مانیکا..... دماغ پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا ناں کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری ذہانت کا عملی امتحان لوں گا اور تم نے دیکھا کہ تم چند لمحوں بعد ہماری موت کے بارے میں کتنی بریقین تھیں لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کر تل موہن نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ۔ تم اچانک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ۔..... حیرت کی شدت کی وجہ سے کر تل موہن کی حالت مانیکا سے بھی زیادہ غراب ہو رہی تھی۔

”یہ سب کچھ مانیکا کی عقلمندی کی وجہ سے ہوا ہے۔ بعض اوقات زیادہ عقلمندی ہی انسان کو نقصان پہنچاتی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم یقیناً کوئی جادو جانتے ہو۔ ورنہ اس طرح زنجیروں اور ہتھکڑی میں جکڑا ہوا کوئی انسان اچانک آزاد نہیں ہو سکتا۔..... مانیکا نے

ہو نہت چہاتے ہوئے کہا۔

”تم نے پوچھا تھا کہ حرکت کیوں کر رہا ہوں تو اب بتا دوں کہ کھپ ہتھکڑی تو میں آسانی سے کھول لیتا ہوں لیکن دونوں زنجیروں کو منسلک کرنے والے کڑے تک میری انگلیاں نہ پہنچ پاری تھیں اس لئے میں حرکت کر کے زنجیروں کے بل نیچے کھسکا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ کھسک کر نیچے آیا میری انگلیاں اس کے بدن تک پہنچ گئیں۔ نتیجہ ظاہر ہو گیا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مانیکا اور کر تل موہن دونوں اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

”کاش۔ میں اس وقت تمہاری ہتھکڑی چیک کر لیتی۔..... مانیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ زیادہ عقلمندی نقصان دیتی ہے۔ عقلمند آدمی اپنی عقل کی بنیاد پر براعتا ہوتا ہے اور اس لئے جیکنگ کے بلکھڑے میں نہیں پڑتا۔ ویسے تم دونوں کے ہاتھ آزاد ہیں اور زنجیروں کے کڑے بھی اسی طرح تمہارے عقب میں ہیں ترکیب میں نے بتا دی ہے اگر اپنے آپ کو آزاد کر سکتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم اب ہم سے کیا سلوک کرو گے۔..... کر تل موہن نے ہو نہت چہاتے ہوئے کہا۔

”وہی سلوک جو تم نے ہم سے کرنے کی کوشش کی تھی۔ عمران

براہ راست فارغ نہ کھولا تھا جبکہ وہ اس لئے بیچ بڑے تھے کہ انہوں نے فارنگ کی آواز سنتے ہی یہی سمجھا تھا کہ تنویر نے کرنل موہن کو ہٹ کر دیا ہے۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ صرف کرنل اس جانتا ہے اور کرنل اس کبھی مجھے نہیں بتائے گا کیونکہ اسے وزیراعظم نے سختی سے ہدایت کر رکھی ہے کہ وہ اس راز کو صرف اپنے تک رکھے۔" کرنل موہن نے جلدی جلدی کہا۔

"شاگل کی تحویل میں وہ شمالی پہاڑی دی گئی ہے جس میں سنور ہے۔ اسے تو معلوم ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اسے بھی نہیں بتایا گیا۔ وزیراعظم صاحب کا خیال ہے کہ وہ جذباتی آدمی ہے۔" کرنل موہن نے جواب دیا۔

"کرنل اس سے تم نے ٹرانسمیٹر ربات کی قہی۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں کرنے گیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ جب تک میں وزیراعظم صاحب کو جہازے بارے میں اطلاع نہ کروں اس سے رابطہ نہ کروں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ اور سمجھ جائے۔ وہ انتہائی ونہی اور مشکوک ہو جائے والا آدمی ہے۔ اس لئے میں واپس آ گیا تھا۔" کرنل موہن نے کہا۔

"اس بار تم نے واقعی سچ بولا ہے۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر اوپر والے کمرے میں پڑا ہوا تھا اور اگر تم کال کرتے تو وہاں تک جہازی آواز لازماً پہنچ

نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے کرنل موہن کا مشین پشٹل نکالا اور ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"تنویر اسے پکڑ لو۔ میں نے کرنل موہن سے چند سوال پوچھنے ہیں اگر یہ انکار کرے تو میری طرف سے اجازت ہے اس کے جسم پر فارغ کھول دینا۔" عمران نے انتہائی مرو لہجے میں کہا اور تنویر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھرائے جیسے عمران نے اسے مشین پشٹل اور فارنگ کی اجازت دے کر اسے ہٹ بڑی مسرت بخش دی ہو۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" کرنل موہن نے خوف سے لڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب بتاؤ کہ اصل سنور کا محل وقوع کیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "مجھے واقعی نہیں معلوم۔" کرنل موہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جوتڑا ہٹ کی آواز گونجی اور کمرہ ان کے ساتھ کرنل موہن اور مانیکا دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن گولیاں کرنل موہن کے جسم پر پڑنے کی بجائے اس کے پیروں کے سامنے فرش پر پڑی تھیں۔

"یہ آخری وارنگ ہے۔" اس بار گولیاں دل پر پڑیں گی۔ تنویر نے مڑاتے ہوئے کہا اور عمران تنویر کی ذہانت پر مسکرا دیا۔ تنویر جیسے جذباتی نے واقعی انتہائی ذہانت کا ثبوت دیا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ اگر کرنل موہن مر گیا تو سنور کا محل وقوع سامنے نہ آسکے گا۔ اس لئے باوجود جذباتی ہونے کے اس نے اس پر

جاتی اور چونکہ جہادری آواز نہیں آتی تھی اس لئے میں اوپر والے کمرے میں ٹرانسمیٹر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم نے کال نہیں کی۔ لیکن اب تمہیں کال کرنی ہوگی..... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ۔۔۔ وہ نہیں بتائے گا"..... کرنل موہن نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ تم اس سے پوچھو۔ تم اس سے صرف اتنا پوچھو گے کہ وادی ترنام میں کوئی پراسرار نقل و حرکت تو نہیں ہوئی۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور کرسی سے اٹھ کر وہ کرنل موہن کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک بات اچھی طرح تم سن لو۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے کی کوشش کی تو وہ تو ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا لیکن تم اور جہادری مانیکا دونوں دوسرے لمحے گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا۔ پلیز ہم دونوں کو نہ مارو"..... کرنل موہن نے کہا۔

"میں بلاوجہ قتل و غارت نہیں کیا کرتا کرنل موہن۔ فریکوئنسی بتاؤ"..... عمران نے کہا اور کرنل موہن نے جلدی سے فریکوئنسی بتانا شروع کر دی۔ عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بلن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کرنل موہن کالنگ۔ اور"..... کرنل موہن نے عمران کے سر کا اشارہ دیکھتے ہی کال دینا شروع کر دی۔

"ہیں۔ کرنل داس الٹنگک یو۔ اور" مسجید لہجوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل داس۔ کیا پوزیشن ہے۔ کوئی نقل و حرکت تو نہیں ہوئی اس وادی ترنام میں۔ اور"..... کرنل موہن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ اور"..... کرنل داس نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی خاص بات تو نہیں۔ بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا کیونکہ میں تو یہاں بورہو رہا ہوں۔ اور"..... کرنل موہن نے کہا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔ مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم نے کیپٹن مانیکا کو خصوصی طور پر کافرستان سے بلوایا ہے۔ پھر کیسی بوریست۔ اور۔" دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"ڈیوٹی کے دوران مانیکا سے صرف گفتگو ہی ہو سکتی ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب یہاں نہ ہی کوئی ہوٹل ہے اور نہ ڈائننگ کلب۔ اور"..... کرنل موہن نے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ بہر حال فکر مت کرو۔ اب کام بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ جلد ہی ساری بوریست دور ہو جائے گی۔ اور"..... کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اور اینڈ آل"..... کرنل موہن نے جواب دیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تو تمہارے درمیان کوئی سپیشل کوڈ نہیں کیا گیا۔ عمران

نے کہا۔

”سپیشل کوڈ۔ کیوں اس کی کیا ضرورت تھی۔“ کرنل موہن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال تھا کہ شاید ایسا طے کیا گیا ہو۔ اب شاگل کی فریکوئنسی بتانا۔“ عمران نے کہا اور کرنل موہن نے اس کی فریکوئنسی بتادی اور عمران نے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”تنویر۔ اب ان دونوں کے حلق میں کپڑے ٹھونس دو تاکہ یہ کوئی اشارہ نہ کر سکیں۔“ عمران نے جیسے ہٹ کر دوبارہ رسی پر بیٹھتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔ ہمیشہ کے لئے زبان نہ بند کر دوں۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ عمران کا لہجہ سرد تھا اور تنویر نے آگے بڑھ کر کرنل موہن کی یونیفارم والی قمیض اس کی ہاتلون سے باہر کھینچ کر اسے ایک جھٹکے سے پھاڑا اور پھر اس نے اس کپڑے کے دو حصے کرنے شروع کر دیئے۔

”ہم نہیں بولیں گے۔“ کرنل موہن اور مانیکا دونوں نے بیک وقت کہا۔

”شرافت سے منہ کھول دو۔ در نہ جزا توڑ دوں گا۔“ تنویر نے عزاتے ہوئے کہا تو کرنل موہن نے جلدی سے خود ہی منہ کھول دیا اور تنویر نے پھٹے ہوئے کپڑے کا ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور

دوسرا کپڑا اٹھائے وہ مانیکا کی طرف بڑھ گیا۔ مانیکا نے از خود ہی منہ کھول دیا تھا اور جب اس کے حلق میں کپڑا تنویر نے ٹھونس دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کرنل موہن کانٹنگ۔ اوور۔“ عمران کے منہ سے کرنل موہن کی آواز نکلی اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”ہیں۔ شاگل اینڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔“ اور ”..... شاگل کی مخصوص انداز میں قدرے جتنجتنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیوں۔ تمہیں کال کرنا کوئی جرم ہے۔ اوور۔“ عمران کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

”اوہ نہیں کرنل موہن۔ میں تو حیرت کی وجہ سے پوچھ رہا تھا۔ اوور۔“ اس بار شاگل کا لہجہ نرم تھا۔

”کیا پوزیشن ہے۔ کوئی آیا ہے وہاں یا نہیں۔ اوور۔“ عمران نے کہا۔

”جہاں کون آسکتا ہے میری موجودگی میں۔ تم سناؤ۔ تمہاری طرف کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور۔“ شاگل کے لہجے میں طنز تھا۔

”جہاں اس طرف کس نے آنا ہے مسٹر شاگل۔ الیہ تجھے ایک اور فکر لاحق ہو رہی ہے اور میں نے اسی لئے تمہیں کال بھی کیا ہے۔ اوور۔“ عمران نے کہا۔

"کیسی فکر - اور - شاگل نے چونک کر پوچھا -

"اگر پہلے وہ غائب ہو سکتے ہیں اور ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اصل سنور کو ہی غلطی طور پر تباہ کر جائیں اور کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے - کیونکہ سنور کا محل وقوع صرف کرنل واس کو ہی معلوم ہے - اس کا علم تو نہ مجھے ہے اور نہ ہی تمہیں - اور - عمران نے کہا -

"مجھے کیسے علم نہیں - مجھے سب علم ہے اور میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے - اس سپیشل سنور سے کوئی راستہ ادھر ادھر نہیں نکلتا - وہ چاروں طرف سے مکمل طور پر سیلڈ ہے - اور - شاگل نے جواب دیا

"کیا مطلب - کیا کرنل واس نے تمہیں سنور کے بارے میں بتا دیا ہے - اور - عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا -

"وہ تو نہیں بتا رہا تھا لیکن میں نے صدر مملکت سے پوچھ لیا ہے کیونکہ بہر حال اس کی حفاظت بھی تو میں نے ہی کرنی ہے - اور - شاگل نے بڑے فاغرا نہ لہجے میں کہا -

"اچھا - حیرت ہے - صدر مملکت تمہارا اس قدر خیال رکھتے ہیں - اور - عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا -

"وہ میری صلاحیتوں سے واقف ہیں - اور - شاگل نے جواب دیا -

"لیکن مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ اصل سنور کے بارے میں صرف

کرنل واس اور وزیراعظم صاحب کو ہی علم ہے - صدر صاحب کو بھی اس کا علم نہیں ہے - اور - عمران نے کہا -

"انہیں کیسے علم نہیں ہوگا - وہ تو صدر مملکت ہیں - اور - شاگل نے جواب دیا -

"او - کے - ٹھیک ہے - یہ بڑے لوگوں کے معاملات ہیں - ہم کیا کہہ سکتے ہیں - اور اینڈ آل - عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر دوبارہ کرنل واس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی -

"ہیلو ہیلو - کرنل موہن کالنگ - اور - عمران نے کرنل موہن کی آواز میں کال دیتے ہوئے کہا -

"نہیں - کرنل واس انڈنگ یو - کیا ہوا خیریت - اور - چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کرنل واس کی آواز سنائی دی - اس کے لہجے میں حیرت تھی -

"کرنل واس - یہ شاگل کہہ رہا ہے کہ اسے صدر مملکت نے سپیشل سنور کا محل وقوع بتا دیا ہے اور وہ اسے چیک بھی کر چکا ہے - کیا صدر مملکت کو اس سنور کا علم تھا - اور - عمران نے کہا -

"کیا کہہ رہے ہو کرنل موہن - صدر صاحب کو کیوں معلوم نہیں ہوگا - وہ صدر ہیں - تم آخر اس بات پر کیوں حیران ہو رہے ہو - میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی - اور - کرنل واس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا -

”اوہ۔ تو تمہیں بھی اصل بات کا علم نہیں ہے۔ اور..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کون سی اصل بات۔ اور..... کرنل داس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”کرنل داس۔ کیا بتاؤں۔ عجیب سی صورت حال کا سامنا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے اصل سٹور کا راز صدر صاحب کو بھی نہیں بتایا تھا۔ انہوں نے یہ راز صرف تمہیں اور مجھے بتایا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے صدر صاحب کو مطمئن کرنے کے لئے انہیں بھی ایک غلط محل وقوع بتا دیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شاگل کی پشت پر ہیں اور شاگل انتہائی جذباتی اور احمق آدمی ہے۔ وہ شاگل کو بتا سکتے ہیں اور شاگل کی جذباتیت کی وجہ سے اصل سٹور کا علم عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اب شاگل نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے صدر صاحب سے اصل سٹور کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں اور وہ اسے چنک بھی کر چکا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جب صدر صاحب کو بھی اصل سٹور کا علم نہیں تھا تو شاگل اصل سٹور تک کیسے پہنچ گیا۔ اور..... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کنسی اٹھی ہوئی بات کر دی ہے تم نے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آرہی۔ اور..... کرنل داس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی عمران کی بات سن کر ذہنی طور پر بے حد اٹھ گیا ہے۔

”اوہ۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہے کرنل داس۔ اچھا چلو۔ یہ بتاؤ کہ اصل سٹور کا محل وقوع کیا ہے۔ پھر میں تمہیں تمام بات تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔ اور..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اصل سٹور کا محل وقوع۔ کیا مطلب۔ شمالی پہاڑی کے درمیانی حصے میں گونی چٹان کے نیچے وہ سٹور ہے۔ بس اس کا محل وقوع کیا ہونا ہے لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بتاؤ۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ اور..... کرنل داس نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کہیں صدر نے شاگل کو غلط محل وقوع نہ بتا دیا ہو۔ لیکن اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق تو صدر نے درست بتایا ہے۔ ہو سکتا ہے وزیراعظم صاحب نے انہیں بتا دیا ہو۔ او۔ کے۔ سوری فار ڈسٹرکٹس۔ اور ایڈن آل..... عمران نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے نیچے رکھ دیا۔

”ان دونوں کے منہ سے کپڑے نکال دو تنویر۔ تاکہ ان سے فاسٹل بات ہو سکے۔“ عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر باری باری ان دونوں کے منہ میں پھنسنے ہوئے کپڑے باہر کھینچ لئے اور وہ دونوں بے اختیار لہجے لہجے سانس لینے لگے۔

”تم۔ تم۔ تم انتہائی حیرت انگیز آدمی ہو۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ناقابل یقین۔ مم۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح ہو ہو میری آواز اور لہجے کی بھی تم نقل کر سکتے ہو۔“ کرنل موہن نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن۔ ہم اس وقت اس کریک سے کتنی دور ہیں اور یہ جگہ کس علاقے میں ہے؟..... عمران نے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ یہ علیحدہ جگہ ہے۔ علیحدہ مکان ہے۔ جاشیرا گاؤں سے شمال کی طرف تقریباً تین کلومیٹر دور۔ یہ مکان میں نے خصوصی طور پر خالی کرایا تھا۔ تاکہ یہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بناسکوں۔ لیکن پھر میرا ارادہ بدل گیا۔ اس لئے یہ ابھی تک خالی پڑا ہوا تھا"..... کرنل موہن نے جواب دیا۔

"تم نے ہمیں کریک میں کیسے چیک کیا اور کیسے ہمیں سبے ہوش کیا گیا۔ پوری تفصیل بتاؤ"..... عمران نے اچھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "اس کی ساری پلاننگ مائیکانے بنائی تھی"..... کرنل موہن نے کہا اور پھر جنرل فریکوئسی پر خصوصی طور پر کال کرنے اور مشین کے ذریعے بعد میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو سے لے کر کریک میں کئے جانے والے انتظامات سب کی تفصیل بتادی۔

"ہم اس کریک سے ڈیڑھ کلومیٹر دور ایک غار میں بیٹھے تھیں کریک کی طرف بڑھتے اور پھر اس میں داخل ہوتے سکریں پر دیکھتے رہے اور پھر جب جہاز ہمارے اصل پھرے سکریں پر ابھرے تو ہم خوش ہو گئے اور پھر وائرلیس ڈی چارج کی مدد سے تم پر گیس فائر ہوا اور تمہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں اٹھوا کر یہاں لایا گیا۔" اس بار

مائیکانے کہا۔

"اس ساری پلاننگ اور ہمارے یہاں تک لانے کے بارے میں تمہارے گروپ کے کتنے آدمی واقف ہیں؟..... عمران نے پوچھا۔

"صرف چھ آدمی۔ جن میں سے دو تو یہاں اوپر موجود ہیں جبکہ باقی چار افراد نٹور سنگھ کا گروپ ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟..... کرنل موہن نے کہا۔

"نٹور سنگھ اور اس کا گروپ کہاں ڈیوٹی دے رہا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

"ہیرام پھاری پر۔ جہاں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ وہ تمہیں یہاں پہنچا کر واپس چلے گئے تھے"..... کرنل موہن نے کہا۔

"کیا نٹور سنگھ سے تمہارا رابطہ ٹرانسمیٹر سے ہوتا ہے؟..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے پاس کالکسڈ فریکوئسی کا ٹرانسمیٹر ہے اور میرے پاس بھی"..... کرنل موہن نے کہا۔

"تنویر۔ اس کی جیسوں کی تلاش تو اور ٹرانسمیٹر نکال لو"..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کرسی سے اٹھ کر کرنل موہن کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی ایک جیب سے ایک چھوٹا سا مگر جدید ساخت کا کالکسڈ فریکوئسی کا ٹرانسمیٹر برآمد کر چکا تھا۔

"دیکھو کرنل موہن۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور مائیکانے کو ہلاک نہ کیا جائے کیونکہ تم نے بھی ہمیں پکڑ لینے کے بارے میں ہلاک نہ

کیا تھا۔ لیکن میں تمہیں فوری طور پر آزاد بھی نہیں کر سکتا اور اگر تم اس طرح بندھے رہے تو پھر تم دونوں ہمیں ایڑیاں رگڑ رگڑھلاک ہو جاؤ گے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم نئور سنگھ اور اس کے گروپ کو یہاں کال کرو لیکن انہیں کہہ دو کہ وہ نصف گھنٹے بعد یہاں پہنچیں تاکہ ہم اس دوران یہاں سے دور نکل جائیں۔ یہ میری طرف سے تمہارے ساتھ ایک رعایت ہے کیونکہ تم کرنل فریدی کے جانشین ہو اور کرنل فریدی کو میں اپنا مرشد مانتا ہوں۔ سو لو۔ تم تیار ہو یا پھر..... عمران نے اپنا فقرہ جان بوجھ کر مکمل نہ کیا تھا۔

”کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہمیں زندہ چھوڑ دو گے..... کرنل موہن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر ایک فیصلہ بھی یقین نہ آ رہا ہو۔

”تم جس پوزیشن میں اس وقت ہو کرنل موہن۔ اس پوزیشن میں مجھے تم سے کسی قسم کی سودے بازی کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ میں تم سے غلط بات کروں گا..... عمران نے کہا تو کرنل موہن کے ہجرے پر یلچٹ انتہائی مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔ مانیکا کا سا ہوا چہرہ بھی کھل اٹھا۔

”تم۔ تم واقعی شریف دشمن ہو۔ میں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا..... کرنل موہن نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اب تم اس نئور سنگھ اور اس کے گروپ کو یہاں کال کر دو۔ انہیں بتا دو تاکہ وہ سیدھے اندر آجائیں کیونکہ ہم تو یہاں سے جا چکے

ہوں گے..... عمران نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا تو تنویر نے فکسڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر کو اس کے ہجرے کے قریب لے جا کر اس کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل موہن کانٹک۔ اور..... کرنل موہن نے کال دینا شروع کر دی۔

”میں باس۔ نئور سنگھ انڈنگ یو باس۔ اور..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہ وہی نئور سنگھ ہے جس کی مانیکا کے ساتھ اس نے ٹرانسمیٹر لگھو سنی تھی۔

”نئور سنگھ..... تم اپنے گروپ کو ساتھ لے کر آدھے گھنٹے بعد اس عمارت میں آ جانا جہاں تم کریم سے ملنے والے افراد کو پہنچا گئے تھے۔ گروپ سمیت سیدھے تہہ خانے میں آ جانا۔ سمجھ گئے ہو۔ اور۔“

کرنل موہن نے کہا۔

”میں باس۔ اور..... دوسری طرف سے مودیہانے مجھے میں کہا گیا۔

”آدھے گھنٹے بعد۔ اور اینڈ آل..... کرنل موہن نے کہا اور تنویر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”او۔ کے کرنل موہن اور مس مانیکا۔ پھر کبھی موقع ملا تو تم دونوں سے تفصیلی ملاقات ہوگی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مرکز سیزجیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں انہر برآمدے میں پہنچ گئے جہاں دوسرے ساتھی موجود تھے۔

"جہاری یہ جگر بازی مری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ ان دونوں کو زندہ چھوڑ دینا۔ اس گروپ کو بلوانا۔ یہ سب کیا جکر ہے۔" برآمدے میں آتے ہی تنویر نے کہا۔

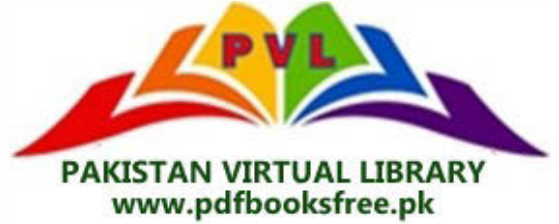
"میں نے ایک سکیم تیار کی ہے کہ کرنل موہن اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں ہم سب اس کریک کے ذریعے وادی ترنام میں پہنچیں گے۔ اب اصل سٹور کی نغاندہی ہو چکی ہے۔ اس طرح ہم کم از کم اس سٹور تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ اگر شاگل یا اس کے آدمیوں نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو کرنل موہن کے روپ میں اس سے بھی نمٹا جاسکتا ہے اور اب مسئلہ یہ تھا کہ کرنل موہن کا میک اپ تو میں کر سکتا ہوں لیکن باقی تم لوگوں پر کس کا میک اپ کیا جائے۔ اس لئے میں نے تنویر سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو کال کیا ہے تاکہ ان کے میک اپ میں تم سب میرے ساتھ جاؤ گے آدھے گھنٹے والی بات اس لئے کی ہے تاکہ کرنل موہن یا اس عقلمند خاتون مانیکا کو کوئی شک نہ پڑے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن جہاں میک اپ کا سامان ہوگا..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہاں تو نہیں ہے۔ ہم نے ساری چیزیں گرا لی ہیں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"تنویر سنگھ سے اصل اڈے کے بارے میں معلومات مل جائیں گی

یہ کرنل موہن کا خاص آدمی لگتا ہے اور اصل اڈے میں یقیناً میک اپ کا سامان موجود ہوگا۔"..... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو تنویر سنگھ اور اس کے گروپ کو یہاں آنے پر کور کرنے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔



اس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر اجیت کو بیٹھنے کا اشارہ بھی کر دیا۔

”باس نہ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی بھی ہو سکتے ہیں۔“
اجیت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو؟“..... شاگل نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اجیت بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ ایسا ممکن ہے۔“..... اجیت نے کہا تو شاگل دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اب وہ بڑے غور سے اجیت کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

”پوری تفصیل سے بات کرو۔ پوری تفصیل سے۔“..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ کے حکم پر میں نے کرنل موہن کے ایک خاص اسسٹنٹ منور سنگھ کے گروپ کے ایک آدمی کو بھاری رقم دے کر اس بلیٹ پر آمادہ کر لیا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن کی تحویل میں آنے والی پہاڑی بسرام کے راستے سے آئیں اور کرنل موہن ان کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو وہ ہمیں اطلاع دے دے میں نے ایک خفیہ ٹرانسمیٹر بھی اسے مہیا کر دیا تھا۔ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع دی ہے کہ کرنل موہن نے اپنی فریڈ اور ملزری انٹیلی جنس میں کام کرنے والی عورت کیپٹن مانیکا کو خصوصی طور پر کافرستان سے بلوایا تھا اور ایک ہیلی کاپٹر اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔ کرنل

دروازہ کھلنے کی آواز سننے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھتے ہوئے شاگل نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے پر ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔

”کیوں آئے ہو؟“..... شاگل کے لہجے میں سختی تھی۔

”باس۔ ایک اہم اطلاع دینی ہے لیکن یہ اطلاع غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔“..... نوجوان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم نیٹے میں ہو اجیت۔“..... شاگل کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلکی ابھرائی تھی۔

”باس۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پانچ مقامی افراد کو بسرام پہاڑی میں واقع ایک ایسے کریک سے گرفتار کیا گیا ہے جس کا دوسرا سرا براہ راست وادی ترنام میں آٹھتا ہے۔“..... اجیت نے آگے بڑھ کر استہانی نرم لہجے میں کہا۔

”تو پھر کیا ہوا؟“..... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی

جبکہ کرنل موہن اور مانیکا دو مسلح افراد کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ اجیت نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو وہ سو فیصد عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ لیکن وہ اتنی آسانی سے کیسے ان کے جال میں پھنس سکتے ہیں۔“ شاگل نے ہنست چباتے ہوئے کہا۔

”اسی بات پر تو مجھے بھی شک ہے کہ کہیں وہ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں اسی لئے تو میں نے کہا ہے جناب کہ یہ اطلاع درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی۔“ اجیت نے کہا۔

”اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ بتاؤ۔“ شاگل نے ہنست بھینچتے ہوئے کہا۔

”میں نے اطلاع ملتے ہی اپنے گروپ کے رگھوناتھ کو سپیشل ٹی ایس سمیت وہاں بھیج دیا ہے تاکہ وہ اس مکان میں ہونے والی تمام کارروائی کو دیکھ بھی سکے اور نیپ بھی کر سکے اور پھر ہمیں اطلاع بھی دے دے۔ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔“ اجیت نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ اگر کرنل موہن ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کر لینے میں کامیاب ہو گیا تو یہ ہمارے حق میں بہت برا ہو گا۔ بہت ہی برا۔“ شاگل نے مضیاع بھینچتے ہوئے کہا۔

”باس۔ بہر حال وہ کافرستان کے ہی دشمن ہیں۔“ اجیت نے

موہن نے کیپٹن مانیکا سے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے ایک سازش تیار کی اور مانیکا اور ثنور سنگھ کے درمیان جنرل فریکوئنسی پر اسلئے کے سمگر کے طور پر بات چیت ہوئی۔ اس بات چیت کے دوران انہوں نے ہسرام پہاڑی میں واقع اس قدرتی کریمک کے بارے میں تفصیلی معلومات مہیا کر دیں۔ مانیکا نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کال عمران کیج کرتا ہے یا نہیں ایک خصوصی مشین استعمال کی اور اس مشین کی مدد سے اسے معلوم ہو گیا کسی کال گجر کی مدد سے یہ کال کیج کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس مشین کے ذریعے ہی کال کے ختم ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو بھی سن لی گئی اور ان کی گفتگو سے مانیکا کو معلوم ہو گیا کہ اس کی جال کامیاب رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی واوی تر نام تک پہنچنے کے لئے اس کریمک کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ انہیں پکڑنے کے لئے مانیکا نے اس کریمک میں چیکنگ کی کوئی خفیہ مشین استعمال کی اور ساتھ ہی وہاں کسی جگہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا نظام بھی جو دائر لیس کی مدد سے آپرٹ ہو سکتا تھا نصب کر دیا اور خود وہ مشین کے ذریعے اس آپریشن کو چمک کرتے رہے۔ پھر پانچ مقامی افراد اس کریمک میں داخل ہوئے۔ انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد ثنور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے ان پانچوں بے ہوش افراد کو ہسرام پہاڑی سے کچھ دور ایک خالی مکان میں لے جا کر زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ ثنور سنگھ اور اس کے ساتھی واپس آگئے

ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ۔۔۔ یونانسنس۔۔۔ احق آدمی۔۔۔ ہمیں علم ہی نہیں کہ اعلیٰ سطح پر کیا ہو رہا ہے۔ سنو۔ میری بات غور سے سنو۔ وزیر اعظم میرے تحت دشمن ہو رہے ہیں۔ وہ مجھے کسی حالت میں بھی سیکرٹ سروس کے چیف کی سیٹ پر نہیں دیکھنا چاہتے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے صدر کو آمادہ کر لیا ہے کہ اگر دوبارہ کرنل موہن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے تو اسے بلیک فورس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا جائے گا اور بلیک فورس کو سیکرٹ سروس میں مدغم کر دیا جائے گا اور پھر مجھے اس کی ماتحتی میں کام کرنا پڑے گا۔ سمجھ گئے ہو۔ یہ کھڑی پک رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ دشمن تو وہ کافرستان کے ہی ہیں۔۔۔۔۔ شاگل نے سیز پر مکہ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”اوہ یس باس۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ تو باس پھر اگر کرنل موہن یہ کام کر لیتا ہے تو ہمیں ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس سے چھینی ہوں گی۔ چاہے اس کے لئے ہمیں کرنل موہن کا ہی خاتمہ کیوں نہ کرنا پڑے۔۔۔۔۔ اجیت نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”تم۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ عقلمند آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تم میرے نمبر نو بن سکتے ہو۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ میں بس یہی چاہتا ہوں۔ لیکن کس طرح ہوگا۔ یہ سب کچھ کس طرح ہوگا کہ کسی کو کانوں کان

خبر بھی نہ ہو۔۔۔۔۔ شاگل نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میرے آدمی کو اطلاع بھیجی ہی ملے گی۔ میں چند افراد کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر پر چکر کاٹ کر وہاں پہنچ جاؤں گا ہم بسرام پہاڑی کے قریب واقع جاشیر گاؤں میں ہیلی کاپٹر روک دیں گے۔ اس کے بعد ہم جا کر اس مکان پر حملہ کر دیں گے اور کرنل موہن اور اس کے آدمیوں کا خاتمہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ اٹھا کر واپس اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں آجائیں گے اس طرح کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے گی اور یہ کریڈٹ سیکرٹ سروس کے کھاتے میں پڑ جائے گا۔۔۔۔۔ اجیت نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اطلاع آتی رہے گی۔ تم فوراً ہیلی کاپٹر تیار کرو اور خاص دستے کو ساتھ لو۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ ہم ابھی روانہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہی اطلاع ملے گی ہم فوراً ان پر حملہ کر دیں گے۔ ورنہ یہ کرنل موہن وزیر اعظم کو اطلاع دے دے گا۔ جلدی کرو۔ فوراً ہیلی کاپٹر تیار کرو۔ جلدی۔۔۔۔۔ شاگل نے چہچہتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ اجیت نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔ شاگل نے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے قریب کیا اور پھر اس کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو شاگل کالنگ۔ اوور۔۔۔۔۔ بٹن آن کرتے ہی اس نے تیزی سے کال دینی شروع کر دی۔

”ییس باس۔ رگھوناتھ بول رہا ہوں۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”رگھوناتھ۔ میں اجیت کے ساتھ ایک انتہائی ضروری کام کے لئے یہاں سے دور جا رہا ہوں۔ ہم ہیلی کاپٹر پر جائیں گے۔ تم نے میری عدم موجودگی میں پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ میں ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤں گا۔ کوئی خاص بات ہو تو میری سپیشل فریکوئنسی پر تم مجھ سے بات کر سکتے ہو۔ اور“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔ اور“..... رگھوناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ اور ایڈنڈ آل“..... شاگل نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر میں اجیت کے ساتھ بیٹھا جاشیرا گاؤں کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اجیت کے ساتھ چھ مسلح افراد تھے اور وہ سب اجیت سمیت عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر شاگل بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لاٹک ریخ ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اس نے اسے اپنی سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا تھا۔

”باس۔ ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ پھر آپ یہ ٹرانسمیٹر ساتھ کیوں لے آئے ہیں“..... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اجیت نے کہا۔

”تو جہاز کیا خیال ہے میں نے باقی ساری عمر ہیلی کاپٹر میں ہی

کرائی ہے۔ ٹرانسنس“..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا تو اجیت بے اختیار سہم گیا جبکہ اس کے عقب میں بیٹھے ہوئے مسلح افراد بے اختیار مسکرا دیے۔

”کتنی دیر کا سفر ہے“..... شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جواب۔ صرف ایک گھنٹے میں ہم پہنچ جائیں گے“..... پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر اڑ رہا تھا اور اس کی رفتار بھی کافی تیز تھی لیکن چونکہ انہوں نے ایک لمبا ٹکڑا کٹ کر جانا تھا تاکہ بسرام، بہاری پر موجود کمرل موہن کے آدمیوں کو اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے اور اس لئے انہیں ایک گھنٹہ لگ سکتا تھا پھر واقعی ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ایک گاؤں کی سرحد کے قریب ایک مسلح چٹان پر اتر گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نیچے اترتے۔ سیٹ کی سائیڈ پر بڑے ہوئے اس ٹرانسمیٹر سے جو شاگل ساتھ لایا تھا کال آتی شروع ہو گئی اور وہ سب چونک پڑے۔ شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن کافی درجے پر بند ہو چکا تھا اور بند ہیلی کاپٹر ہونے کی وجہ سے باہر گھومنے والے پنکھے کی آواز اندر سنائی نہ دے رہی تھی۔ ویسے بھی انجن بند ہو جانے کی وجہ سے پنکھا بہت آہستہ گھوم رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر پر شاگل کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔

”یہ۔ یہ۔ رگھوناتھ کی کال اتنی جلدی کیوں آگئی۔ کیا ہوا“۔ شاگل

نے ٹرانسمیٹر اٹھاتے ہوئے انتہائی بریضخان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹین دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل موہن کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ بنن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے کرنل موہن کی آواز سنائی دی اور شاگل کے ساتھ ساتھ اجیت بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ شاگل انٹرننگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ شاگل نے لاشعوری طور پر حیرت سے چٹختے ہوئے کہا۔

"کیوں۔۔۔۔۔ تمہیں کال کرنا کوئی جرم ہے۔ اور۔۔۔۔۔ اس بار کرنل موہن کے لہجے میں ناخوشگوار تھی۔

"اوہ نہیں کرنل موہن۔ میں تو حیرت کی وجہ سے پوچھ رہا تھا۔ اور۔۔۔۔۔ اس بار شاگل نے نرم لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ۔۔۔۔۔ یہ اس کرنل موہن کی کال تو بتا رہی ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہو سکتے جنہیں اس نے پکڑا ہے۔۔۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے باؤساں لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کرنل موہن اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیتا تو یقیناً اس کا لہجہ کچھ اور ہوتا لیکن۔۔۔۔۔ اجیت نے قدرے ہنسے لہجے میں کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ خواہ مخواہ جہاز کی وجہ سے یس یس جمقوں

کی طرح جہاں کے لئے دوڑ پڑا۔ جلو واپس ناسنس۔۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔۔۔۔ اجیت نے جلدی سے جواب دیا۔

"جلو تم واپس جلو۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔ شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔۔۔ پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور دوبارہ ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گیا۔

"اس اپنے! حق آدمی کو کال کرو۔ اس نے اب تک رپورٹ کیوں نہیں دی۔۔۔۔۔ شاگل نے مرکز اجیت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے اسے صرف سنگل فیس ٹرانسمیٹر دیا ہے۔ جناب۔ تاکہ کال نل موہن کے آدمی چیک نہ کر سکیں۔ وہ خود ہی کال کرے گا میں اسے کال نہیں کر سکتا۔ صرف اس کی کال رسیو کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔

اجیت نے ہنسے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل ہنسنے لگا بھرتے ہوئے دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر ایک بار پھر چپلے والے روٹ پر اڑتا ہوا واپس اس طرف کو جا رہا تھا جدھر سے آیا تھا۔ پھر ابھی انہوں نے آدھا سفر ہی کیا تھا کہ اجیت کی جیب سے نوں نوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اجیت کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔

"میرے آدمی کی کال آگئی ہے جناب۔۔۔۔۔ اجیت نے جیب سے ایک چھوٹا سا مسٹیل ڈبہ باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاہن کو فضا میں معلق کرو“..... شاگل نے پائلٹ سے کہا اور پائلٹ اس کے حکم کی تعمیل میں لگ گیا۔

اجیت نے ڈبے کے ایک کونے میں لگا ہوا بین دبا دیا۔

”ہیلو - ہیلو - اے - ایس کائنات..... ڈبے میں سے ایک مردانہ آواز ابھری جو کہ یہ سنگل فیس ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس میں بار بار اور کہنے اور بین دبانے کی ضرورت نہ تھی۔

”ہیں - اے - اے - اے - اے - اے“..... اجیت نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس - حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ کرنل موہن اور مانیکا نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا ہے مگر..... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل جو پیچھے مرکز بات چیت سن رہا تھا اس نے جھپٹ کر رسیور اجیت کے ہاتھ سے لے لیا۔

”شاگل بول رہا ہوں۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل موہن نے عمران کو پکڑ لیا تھا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو فائنس..... شاگل نے غصے سے پھنکارے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس - میں نے جب اس مکان میں ٹیلی ویژن نصب کیا تو سچے چلا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے تہہ خانے میں زنجیروں سے جکڑ کر رکھا گیا ہے اس مکان میں کرنل موہن کے دو مسلح آدمی اوپر ایک کمرے میں موجود تھے جبکہ کرنل موہن اور مانیکا نیچے تہہ خانے میں تھے عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف ہو چکے تھے پھر جتاپ

اجانک عمران نے وہ زنجیریں کھول لیں اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کو بے ہوش کر دیا۔ پھر اوپر جا کر اس نے ان دونوں مسلح افراد کو بھی ختم کر دیا۔ پھر داہن تہہ خانے میں آکر اس نے اپنے ساتھیوں کو زنجیروں سے آزاد کرایا اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ اس کے بعد کرنل موہن سے عمران نے ٹرانسمیٹر پر کرنل واس سے کال کرائی۔ پھر کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے حلق میں کپڑا فھنس دیا گیا اور علی عمران نے ٹرانسمیٹر پر کرنل موہن کی آواز اور لہجے میں آپ سے بات چیت کی جتاپ۔ آپ سے بات کرنے کے بعد اس نے دوبارہ کرنل موہن کے لہجے میں کرنل واس سے بات کی اور پھر اس نے کرنل موہن سے کہا کہ وہ اپنے خاص آدمی نور سنگھ اور اس کے گروپ کو اس مکان میں بلائے تو وہ اسے اور مانیکا کو زندہ چھوڑ دے گا۔ چنانچہ کرنل موہن نے کال کی تو عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن اور مانیکا کو وہیں مکان میں چھوڑ کر باہر آ گئے ہیں اور میں نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی ہے وہ اب کرنل موہن۔ نور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں اس کریک کے ذریعے وادی ترنام میں پہنچ کر وہاں سپیشل سٹور کو اڑاتا چلے جاتے ہیں..... دوسری طرف سے تفصیل بتائی گئی۔

”اوہ - اوہ - اس وقت وہ مکان میں موجود ہیں..... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں چیف..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم وہیں رکو۔ ہم ہیلی کاپٹر برآ رہے ہیں اور اس مکان کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں گے۔“ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کا بٹن آف کر دیا۔

”چلو واپس۔ ویری گڈ۔ اب ان کا خاتمہ آسانی سے ہو جائے گا۔ ہمارے پاس میزائل ہیں۔ اس مکان کو ہی اڑا دیں گے۔“ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں چہچہاتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فضا میں معلق ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور پھر واپس جانے کے لئے اس نے چکر کاٹنا شروع کر دیا۔

”باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کر دوں۔“ اچانک اجیت نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

”کوئی بات۔ جلدی بتاؤ۔ تم جھجک کیوں رہے ہو۔ کیا میں پاگل ہوں یا احمق ہوں کہ تمہاری بات سمجھ نہ سکوں گا۔“ شاگل نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”باس۔“ اگر ہم نے اس مکان پر میزائل پھینکے تو کرنل موہن بھی اندر ہو گا۔ یقیناً وہ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا اور چونکہ یہ علاقہ ہمارا نہیں ہے اس لئے وزیراعظم صاحب لاجالہ الزام آپ پر لگا دیں گے کہ اصل میں تو کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا تھا لیکن آپ نے مداخلت کر کے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے۔“ اجیت نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وزیراعظم نے یہی کچھ کہنا ہے۔ اوہ۔ مگر۔ پھر اب کیا کریں۔ ٹھیک ہے ہم اوپر سے فائرنگ نہیں کرتے۔ انہیں اندر جا کر ہلاک کرتے ہیں اور پھر ان کی لاشیں لے جائیں گے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ چکنی پچکنی کی طرح ہمارے ہاتھوں سے پھسل جائیں گے۔“ شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اے ایس کی رپورٹ کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں نے کرنل موہن اور اس کے آدمیوں کے روپ میں اس قدرتی کریمک کے ذریعے وادی ترنم میں پہنچنے کی پلاننگ کر لی ہے تو کیوں نہ ہم وہاں ان کا شکار کھیلیں۔ اس طرح سارا کریڈٹ ہمیں مل جائے گا۔“ اجیت نے کہا۔

”نہیں۔ میں ان لوگوں کو اتنی ذہیل نہیں دے سکتا کہ یہ وہاں تک پہنچ جائیں۔ یہ شیطان ہیں۔ ان سے کچھ بعید نہیں کہ پہلے یہ اصل کرنل موہن اور اس کے ساتھیوں کو کوئی چکر دے کر وہاں پہنچا دیں اور جب ہم انہیں پکڑ کر مطمئن ہو جائیں تو پھر یہ اچانک آکر وار کر جائیں۔ اس طرح ہم دونوں طرف سے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ ہم انہیں نہیں پکڑیں گے۔ بس ٹھیک ہے صرف میزائل فائر نہیں ہوں گے۔ ہم اندر جا کر ان کا خاتمہ کریں گے۔“ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اجیت خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کا پٹر ایک بار پھر اسی جگہ پر اتر گیا جہاں پہلے اترتا تھا اور اس بار شاگل اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔

”کہاں ہے وہ مکان۔ جیلو بتاؤ۔“ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔“ اجیت نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ ہیلی کا پٹر

کے پاس صرف پائلٹ کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ سبھاڑی راستوں پر تیزی سے چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ ایک علیحدہ بنے ہوئے مکان کے قریب پہنچ گئے۔ مکان بالکل علیحدہ بنا ہوا تھا اور دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”وہ جہاز آدمی کہاں ہوگا۔“ شاگل نے ایک چٹان کی اوٹ سے مکان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اجیت نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک سیاہ رنگ کا کیپول پستول کی نال سے نکل کر اوپر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر وہ بغیر کسی آواز کے پھٹا اور اس کے ساتھ ہی دھواں سا پھیلنے لگا اور چند لمحوں بعد اس ڈبے میں سے ایک بار پھر تیز سہنی کی آواز نکلنے لگی اور اجیت نے جلدی سے اس کا ہن دبا دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ اے۔ ایس کالنگ۔“ وہی آواز دوبارہ سنائی

دی۔

”اے۔ اے اینڈنگ یو۔ کہاں ہو تم۔“ اجیت نے کہا۔

”میں نے آپ کا پستل ٹریج فائر مارک کر لیا ہے۔ میں آپ سے

شمال کی طرف اونچی چٹان کے پیچھے ہوں۔ پانچ فوجیوں کا ایک گروپ ابھی ابھی مکان میں داخل ہوا ہے۔ وہ بسرامبھاری کی طرف سے آئے تھے۔“ اے۔ ایس نے کہا۔

”یہ یقیناً وہی سنور سنگھ اور اس کا گروپ ہوگا۔ اب اندر کتنے آدمی ہیں۔“ اجیت نے کہا۔

”جواب۔ پانچ تو وہ علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ پانچ یہ فوجی گئے ہیں۔ کرنل موہن اور مانیکان کے علاوہ ہیں۔ ایک منٹ۔ ایک منٹ جواب۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ان پانچوں فوجیوں کو مار گرایا گیا ہے جواب۔ انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ میں ایس ٹی سکرین پر دیکھ رہا ہوں جواب۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”او۔ کے۔ ہم اس مکان پر ریڈ کر رہے ہیں۔ تم خیال رکھنا۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی نکلیں تو تم نے ہمیں گائیڈ کرنا ہے۔ سمجھ گئے ہو۔“ اجیت نے کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے اے ایس نے کہا اور اجیت نے ہن آف کر دیا۔

”اب کیا حکم ہے باس۔“ اجیت نے مڑ کر شاگل سے کہا۔

”حکم کیا ہونا ہے۔ میں یہاں رہوں گا۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت اس مکان کو گھیر لو اور پھر جو نظر آئے اڑا دو۔“ شاگل نے کہا۔

”پھر کیوں۔ باس۔ ہم میزائل ہی فائر کر دیں۔ بعد میں ہم کرنل موہن اور مانیکان کی لاشیں ساتھ لے جائیں گے اور انہیں راستے میں

کہیں پھینک دیں گے..... اجیت نے کہا۔

”الحق ہو گئے ہو۔ میرا کل فائرنگ کی آوازیں دور دور تک پہنچ جائیں گے۔ تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپول تو ہوں گے..... شاگل نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

”میں باس ہیں..... اجیت نے کہا۔

”تو جیلے قریب جا کر انہیں استعمال کرو جتنے کیپول ہوں سب فائر کر دو تاکہ یہ شیطان بے ہوش ہو جائیں۔ اس کے بعد اندر جاؤ اور جو بھی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دو..... شاگل نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ ایسی صورت میں آپ بھی ساتھ چلیں..... اجیت نے کہا۔

”شٹ اپ۔ نائنسنس۔ میں یہاں جمیں کور کروں گا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ عفریت بے ہوش ہو جانے کے باوجود بھی خطرناک ہو سکتے ہیں۔ جاؤ فوراً اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو..... شاگل نے کہا اور اجیت نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے وہ چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا مکان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاگل چٹان کی اوٹ سے انہیں جاتا دیکھتا رہا۔ پھر اجیت اور اس کے ساتھی مکان کے گرد پھیل گئے اور اس کے بعد اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنا شروع کر دی۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی اور چاروں طرف سے کیپول نکل کر گرتے رہے۔ پھر کیپول فائرنگ روک دی گئی شاگل کا دل خوشی کی وجہ سے تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اسے

یقین تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھی نہ بچ سکیں گے۔ اس کے باوجود وہ اس دقت تک وہاں نہ جانا چاہتا تھا جب تک اجیت اندر جا کر انہیں ہلاک نہ کر دے۔ اجیت اور اس کے ساتھی باہر تھے کیونکہ بے ہوش کر دینے والی گیس اندر پھیلی ہوئی تھی۔ پھر کافی دیر بعد اجیت کا ایک آدمی اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ کچھ دیر بعد اجیت اور اس کے ساتھی بھی اندر چلے گئے اور شاگل بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہجرے پر بے پناہ اضطراب اور اشتیاق تھا۔ تھوڑی دیر بعد اجیت مکان سے باہر آیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر انگلیوں سے دکڑی کا نشان بنایا تو شاگل بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نشان کا مطلب تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی مارے جا چکے ہیں۔ وہ بے تحاشا انداز میں مکان کی طرف دوڑنے لگا۔ اس وقت اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دروازے میں حصہ لے رہا ہو۔ اسے یہ بھی پرواہ نہ رہی تھی کہ کسی بھی لمحے اس کا پیر پھسل سکتا ہے اور پھر چٹانوں سے نیچے گرنے سے اس کی ساری ہڈیاں بھی چکنا چور ہو سکتی ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہلاک ہونے کا واقعہ ہی ایسا تھا کہ اسے اس وقت کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا اور پھر جب وہ مکان کے پاس پہنچا تو وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ کیا ہو مر گئے۔ مر گئے وہ..... شاگل نے بری طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

”میں باس نیلے..... اجیت نے کہا اور تیزی سے مکان کے کھلے

دروازے کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ اندر پہنچا تو اس نے ایک کمرے میں پانچ افراد کو فرش پر مردہ حالت میں پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ مقامی لوگ تھے۔ ان کے جسموں پر فوجی بوتنیفار مڑ تھیں۔

”یہ۔ یہ کون ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔“ شاگل نے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”سبھی عمران اور اس کے ساتھی ہیں جناب۔ اے ایس نے بتایا تھا کہ یہ نثار سنگھ اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ کر رہے تھے۔“ اجیت نے کہا۔

”تو پھر وہ نثار سنگھ اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ وہ کرنل موہن اور اس کی عورت۔“ شاگل نے غصے سے چیتے ہوئے کہا۔

”کرنل موہن اور اس کی عورت مائیکا نیچے تہہ خانے میں ہیں جناب۔“ اجیت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ان میں عمران تو نہیں ہے۔ عمران کے قد قدامت کا کوئی آدمی بھی ان میں نہیں ہے۔ سارا مکان چیک کرو احق آدمی۔“ شاگل نے غصے سے چیتے ہوئے کہا۔

”اوہ نو باس۔ یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔“ اجیت نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ پھر تو وہ عمران اور اس کے ساتھی نکل گئے۔ مگر مجھے تو وہ نکلنے نظر نہیں آئے۔“

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ اپنے اے ایس سے پوچھو۔ جلدی کرو۔“ شاگل نے بری طرح چیتے ہوئے کہا۔

”وہ کال ہی نہیں کر رہا باس۔“ اجیت نے کہا۔

”انسنس۔ احق۔ چلو باہر۔ ہم خطرے میں ہیں۔ چلو۔“ شاگل نے چیتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔ اجیت اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب مکان سے باہر آ چکے تھے۔

”جلدی کرو۔ ہمیں ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچنا ہے۔ جلدی کرو۔“ شاگل نے چیتے ہوئے کہا اور پھر چپلے کی طرح ہی پاگلوں دوڑتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ لیکن اس بار چونکہ چڑھائی تھی اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد وہ بری طرح ہانپتا ہوا رک گیا۔

”ہیلی کاپٹر یہاں لے آؤ۔ اب مجھ سے بھاگا نہیں جا سکتا۔ جاؤ اس ہیلی کاپٹر کو جہاں لے آؤ۔“ شاگل نے رک کر ہانپتے ہوئے کہا اور اجیت نے ایک آدمی کو بھیج دیا اور وہ خود بھی شاگل کے ساتھ ہی رک گیا۔ تھا۔ باقی ساتھی بھی رک گئے تھے۔

”وہ۔ وہ تمہارا اے ایس کہاں ہے۔ اس کا پتہ کرو۔ جاؤ۔“ شاگل نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا تو اجیت نے ایک دوسرے آدمی اس طرف بھیج دیا جس طرف کا اشارہ اے۔ ایس نے بتایا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں آدمیوں کی واپسی اکٹھی ہی ہوئی۔

”بب۔ بب۔ باس۔ ہیلی کاپٹر غائب ہے۔ پائلٹ کی وہاں لاش

پڑی ہے۔۔۔۔۔ ہیلی کا پٹر کی طرف سے آنے والے نے آکر خوفزدہ لمحے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ بب۔ پٹان کے پیچھے اے ایس مردہ پڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا اور شاگل کا منہ حیرت اور خوف کی شدت سے کھل گیا اور اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہوا۔ یہ۔ یہ۔ اب۔ اب کیا ہوگا۔۔۔۔۔ چند لمحے رک کر شاگل نے احمقوں کے سے انداز میں کہا۔

"باس۔ اب ہم پیدل تو نہ جاسکیں گے اور وہ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیلی کا پٹر میں ہمارے اڈے پر پہنچ جائیں گے۔۔۔۔۔ اجیت نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ ٹرانسمیٹر۔ وہ۔ وہ وہاں پٹان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ شاگل نے ٹیگٹ چومکتے ہوئے کہا اور ایک بار۔

اس پٹان کی طرف دوڑ پڑا جہاں وہ اجیت اور اس کے ساتھیوں کو بھیج کر بیٹھا رہا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر جو وہ ہیلی کا پٹر کے ساتھ لے آیا تھا اور جس وقت اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی اطلاع اجیت نے دی تھی اس وقت وہ اس قدر جوش میں وہاں سے بھاگا کہ اسے ٹرا۔

کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پٹان تک پہنچ گئے۔ ٹرا۔ وہاں موجود تھا۔ شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر رگھوناتھ کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے مین آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کانگ۔ اوور۔۔۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا۔

دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ رگھوناتھ بول رہا ہوں۔ اوور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے رگھوناتھ کی آواز سنائی دی۔

"رگھوناتھ۔ پیشکش ہیلی کا پٹر دشمنوں کے قبضے میں چلا گیا ہے اور وہ اس ہیلی کا پٹر براڈے پر پہنچیں گے۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچیں تم نے انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے۔ چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہوں۔ چاہے وہ میرے میک اپ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور۔۔۔۔۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور۔۔۔۔۔ دوسری طرف رگھوناتھ نے کہا۔

"اور سنو۔ تم اب فوری طور پر فزی ٹائپ ہیلی کا پٹر کو یہاں بسرام پہاڑی کے پیچھے گاؤں جاشیرا کے قریب بھجھو۔ ہم وہاں موجود ہیں تاکہ وہ ہمیں لے جائے۔ سمجھ گئے۔ اوور۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ اوور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رگھوناتھ نے جواب دیا اور شاگل نے ایک بار پھر یہ ایات کو دہرایا اور پھر اوور لیڈ آؤٹ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ۔ اب واپس چلیں۔ ہیلی کا پٹر کو آتے آتے دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔۔۔۔۔ شاگل نے دھیمی سے لہجے میں کہا اور اجیت نے اثبات میں سر ہلادیا۔



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے ایک سرنگ ٹھاٹنگ سے کریمک میں سے گزرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اس وقت وہ اس مقامی لباس اور اسی پہلے والے میک اپ میں ہی تھے یہ سرنگ اس مکان کے ایک خفیہ کمرے سے نکل کر پہاڑی علاقے کی طرف جاتی تھی اور اس کا پتہ ٹور سنگھ نے بتایا تھا اور عمران کو اس سرنگ کو استعمال اس لئے کرنا پڑا تھا کہ صفدر نے اچانک ایک انتہائی طاقتور نیلی ویو بن برآمدے کے ایک کونے میں پڑا چیک کر لیا تھا اس بن کو دیکھتے ہی عمران چونک پڑا تھا کیونکہ وہ اس کی ساخت کو سمجھتا تھا۔ اس کی رینج کافی دور تک تھی اور نجانے کہاں سے نہ صرف انہیں دیکھا جا رہا تھا بلکہ ان کی گفتگو بھی سنی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ خطرے میں تھے پھر اس مکان میں چونکہ میک اپ باکس بھی نہ تھا اس لئے عمران نے بجائے عام راستے سے باہر جانے

کے اس سرنگ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ٹور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو گولی مار کر وہ سب اس سرنگ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

”یہ چیکنگ کون لوگ کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کرنل موہن کے آدمی ہوتے تو پھر اب تک وہ مکان پر حملہ کر چکے ہوتے اور ٹور سنگھ بھی اس طرح آسانی سے کال کے مطابق اندر نہ آجاتا۔“ صفدر نے کہا ”یہ ضرور کوئی دوسری پہنچنی ہے۔ وہ خفیہ طور پر کرنل موہن کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے تو مجھے وہاں سے اس طرح نکلنا پڑا ہے۔ کسی بھی وقت پورے مکان پر میزائل فائر ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”آپ نے شاگل کی طرح اس کرنل موہن کو بھی زندہ چھوڑ دیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ سربراہوں کو مار کر کیا مل سکتا ہے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا لے لیتا۔“ عمران نے جواب دیا اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک غار سے باہر آگئے۔

”اوہ۔ ایک منٹ۔ سائنس چٹان کے جچھے ایک آدمی موجود ہے۔“ عمران نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب چونک پڑے کیونکہ واقعی ایک چٹان کے جچھے ایک آدمی ایک مشین سمیت موجود تھا۔ اس کا رخ مخالف سمت میں تھا جہاں وہ مکان تھا۔ عمران چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس کی طرف بڑھتا گیا۔

”خبردار“۔ عمران نے اس کے عقب میں پہنچ کر کہا تو وہ آدمی نیلگت اچھلا اور مرنے کی کوشش میں نیچے گر گیا۔ پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے اس کی گردن پر ہیر رکھ کر موڑ دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے سمٹا ہوا جسم نیلگت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کا چہرہ بری طرح بگڑتا چلا گیا۔ عمران نے ہیر کو پیچھے کی طرف کیا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ جلدی بولو“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا چونکہ جس جگہ وہ موجود تھے وہاں سے سامنے ایک اونچی چٹان تھی اس لئے وہ دیکھ لئے جانے کے خطرے سے محفوظ تھے۔

”راہندر۔ راہندر۔ میرا نام راہندر ہے“..... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کس جنسی سے تعلق ہے“..... عمران نے ہیر کو ذرا سی حرکت دیتے ہوئے کہا۔

”سس۔ سس۔ سیکٹ سرورس سے۔ سیکٹ سرورس سے۔“ راہندر سے گھٹے گھٹے لہجے میں رک رک کر کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ تم نے ٹیلی ویو کیوں اس مکان میں لگایا تھا۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا اور راہندر نے تفصیل سن کر عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بال بال سچے تھے ورنہ شاگل اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے ان کا خاتمہ کر دیتے۔ راہندر نے انہیں ہیلی کاپٹر کے

بارے میں بھی بتایا تھا اس لئے عمران نے جلدی سے ہیر کو پوری طرح موڑا اور راہندر کے جسم نے دو جھٹکے کھائے اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

”ہیلی کاپٹر جاشیر اگاؤں کے قریب ہی ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے آسانی سے شاگل کے آڈے پر پہنچ سکتے ہیں۔ آؤ جلدی کرو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے جاشیر اگاؤں کی طرف دوڑتے چلے گئے اور پھر واقعی انہیں دور سے ایک چٹان کے اوپر موجود بڑا سا ہیلی کاپٹر نظر آگیا۔ جس کے ساتھ ایک آدمی بھی کھڑا تھا۔

”تنویر۔ چکر کاٹ کر جاؤ اور اس آدمی کا خاتمہ کر دو۔ جلدی کر وہ مسلح ہوگا۔ خیال رکھنا“۔ عمران نے کہا اور تنویر سر ملاتا ہوا تیزی سے آگے دوڑتا چلا گیا جبکہ عمران اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت وہیں رک گیا تھا۔ تنویر چٹانوں کی اوٹ میں ہو جانے کی وجہ سے انکی نظروں سے اڑھل ہو گیا تھا پھر وہ اچانک ہیلی کاپٹر کے عقب سے نکلتا نظر آیا ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے آدمی کی پشت اس کی طرف تھی اور چند لمحوں بعد تنویر نے اسے چھاپ لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچے تو تنویر اس آدمی کو ختم کر چکا تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر اس کا جائزہ لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور عمران نے اسے تیزی سے واپس

طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بار عمران کی ہدایت پر وہ پھیل کر چاروں طرف سے مکان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تاکہ اگر شاگل اور اس کے ساتھی مکان سے باہر موجود ہوں تو انہیں چنک کیا جاسکے لیکن مکان تک پہنچنے کے باوجود شاگل اور اس کے ساتھی انہیں کہیں نظر نہ آئے تو جیسوں سے مشین پشیل نکال کر وہ سب ریڈ کرنے کے سے انداز میں مکان کے اندر داخل ہو گئے لیکن اندر جا کر انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ مکان خالی پڑا ہوا تھا وہاں شاگل اور اس کے ساتھی موجود نہ تھے البتہ نثار سنگھ اور اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے لیکن اب ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے یہ بول گلتا تھا کہ لاشوں پر کسی نے جان بوجھ کر گولیاں چلائی ہوں۔ عمران تیزی سے تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے وہاں پہنچے اندر کر نل موہن اور مانیکا اسی طرح بندھے ہوئے لیکن بے ہوش نظر آ رہے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اچانک ان کے سروں پر انتہائی خوفناک دھماکے ہوتے سنائی دیے اور دوسرے لمحے تہہ خانے کی چھت اور اس کے اوپر والے کمرے کی چھت ہوناک دھماکوں کے ساتھ ہی ان کے اوپر آگری اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہزاروں فٹ گہرے کنوئیں میں گرنا چلا جا رہا ہو۔ اس کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کی چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سب کچھ جیسے فنا ہو کر رہ گیا ہو۔ سب کچھ گہری تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔

اسی روٹ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا جس روٹ پر وہ جیب کے ذریعے دھیرج سنگھ کے ساتھ آئے تھے اسکے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر کو جنرل فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کر دیا تھا تاکہ شاگل اگر کسی کو کال کرے تو یہ کال یہاں بھی سنائی دے سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی ایک کال رسو ہونی شروع ہو گئی۔ کال شاگل ہی کر رہا تھا اور اسکا مخاطب کوئی رگھو ناتھ تھا۔ جب کال ختم ہوئی تو عمران نے ایک لمبا سانس لیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب شاگل کے اڈے پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب ہمیں واپس جا کر اس دوسرے ہیلی کاپٹر کے پہنچنے سے پہلے شاگل اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانا ہوگا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس میک اپ باکس نہیں ہے۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کو واپس موڑنا شروع کر دیا۔

”شاگل سے اب حتمی طور پر اس سپیشل سنور کے بارے میں پوچھ گچھ کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کریک کے ذریعے وادی ترنام تک پہنچ کر آپریشن کر سکتے ہیں۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پہلی والی جگہ پر دوبارہ اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ دی کی لاش ابھی تک وہیں پڑی ہوئی تھی۔

”شاگل اور اس کے ساتھی یقیناً مکان کے اندر ہوں گے۔ ہمیں جکر کاٹ کر جانا ہوگا۔“ عمران نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے اور ایک بار پھر وہ اس مکان کی

مادام اس بار تو عجیب و غریب مشن بن کر رہ گیا ہے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے انتظار میں چار پانچ مہینے بیک وقت کام کر رہی ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی نجانے کہاں ہیں..... کرسی پر بیٹھی ہوئی کاشی نے ساتھ والی کرسی پر موجود مادام دیکھا سے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس وقت ایک ہسٹ ماکرے میں موجود تھیں۔ یہ ہسٹ پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ اس پہاڑی پر جس کی دوسری طرف واوی تر نام تھی اور اس جنوبی پہاڑی کا چارج پاور ہجنسی کے پاس تھا۔ ہاں۔ میں نے اسی لئے تو اس سنور والی پہاڑی کے عقبی حصے میں اپنے آدمیوں کو پہنچا دیا ہے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر واوی تر نام میں آئے تو اسی رستے سے آئیں گے اور میں چاہتی ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ شاگل اور اس کے آدمیوں تک پہنچیں ہمیں اطلاع مل جائے میں چاہتی ہوں کہ ان سب ہجنسیوں کے مقابلے پر میدان پاور

ہجنسی کے ہاتھ رہے لیکن ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کسی اطلاع نہ ملنے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس بار واقعی دھوکہ کھا گئے ہیں اور نقلی سنور کو جہاں کر کے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں..... دیکھانے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کاشی مزید کوئی بات کرتی۔ ساتھ ہی موجود میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آئی شروع ہو گئی۔ دیکھا اور کاشی دونوں بے اختیار چونک پڑیں۔ مادام دیکھانے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کو اپنے پاس کیا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ ناٹھ کاننگ مادام۔ اورور..... ایک مردانہ آواز ٹرانسمیٹر سنائی دی اور مادام دیکھا بے اختیار اچھل پڑی۔“
”اوہ۔ یہ ناٹھ تو بلیک فورس میں ہمارا خیر ہے۔ اوہ پھر تو یہ کوئی اہم اطلاع ہوگی.....“ مادام دیکھانے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا وائس بٹن دبا دیا۔
”ہیں۔ مادام دیکھا انڈنگ یو۔ اورور.....“ مادام دیکھا کے لہجے میں حیرت تھی۔

”مادام۔ ایک اہم اطلاع ہے۔ کرمل موہن نے کافستان سے اپنی ل فرینڈ کیپٹن مانیکا کو اپنے پاس بلایا ہے اور کیپٹن مانیکا نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے ایک جال پھینکا اور عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس چکے ہیں۔ اورور۔ دوسری طرف سے ناٹھ کی آواز سنائی دی اور مادام دیکھا کا چہرہ ابچھ سا گیا۔ کاشی

”نہیں دیکھا انڈنگ یو۔ اوور“..... دیکھانے تڑپے میں کہا۔

۱۰ وہ نہیں مایام۔ دراصل میں جس ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہوں یہ انٹارکٹک کی تحویل میں تھا۔ اس لئے میں کال نہ کر سکا تھا کیونکہ دوسرے ٹرانسمیٹر سے کال کیج ہو جانے کا خطرہ تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جال میں پھنس چکے ہیں اور کرنل موہن اور مانیکا نے نور سنگھ اور اس کے گروپ کی مدد سے انہیں جاشیر لگاؤں سے کچھ دور پہاڑیوں میں بنے ہوئے علیحدہ مکان میں پہنچایا ہے اور اب وہ خود وہاں گئے ہیں۔ کرنل موہن کا خیال ہے کہ پہلے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی مکمل طور پر شناخت کرے گا۔ اس کے بعد وزیراعظم صاحب کو اطلاع دے جانے لگی۔ وہ ابھی ابھی روانہ ہوتے ہیں چونکہ کرنل موہن نے انچارج

"مادام ایک اہم اطلاع دینی ہے۔ چیف شاگل اپنے اسسٹنٹ اجیت اور اس کے چند مسیح آدمیوں کے ساتھ اپنے سپیشل ہیلی کاپٹر میں بسرام پہاڑی کے عقب میں واقع جاشیرا گاؤں کی طرف گئے ہیں۔ وہاں کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا ہے اور چیف شاگل انہیں کرنل موہن سے چھین کر اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو مادام ریکھا کے پھرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔ کیا شاگل نے بتایا ہے۔ اور..... مادام ریکھا نے کہا۔

"نہیں مادام۔ میں ٹرانسمیٹر کے کال کیچر پر کام کرنا ہوں۔ شاگل کو کرنل موہن کے گروپ میں موجود اس کے خاص مخبر نے اطلاع دی ہے..... اور....." رگھوپت نے وہی تفصیل دوبہرادی جو اس سے پہلے ناتھ بتا چکا تھا۔

"اوہ۔ لیکن وہ کس طرح اس سے چھینے گا۔ وہ کرنل موہن تو وزیراعظم کو اطلاع دے چکا ہوگا۔ اور....." مادام ریکھا نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم مادام۔ لیکن بہرحال وہ وہیں گئے ہیں اور انہوں نے انچارج رگھوناتھ کو بھی کچھ نہیں بتایا۔ یہ تو میں نے چونکہ کال کیچ کر لی تھی اس لئے مجھے اصل بات کا علم ہو گیا ہے۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے۔ اور اینڈ آل....." مادام ریکھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مادام ریکھا کالنگ۔ اور....." مادام ریکھا نے کال دینا شروع کر دی اس کے انداز میں تیزی تھی۔

"نہیں مادام۔ سبائے انڈنگ یو۔ اور....." دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سبائے۔ فوراً بڑا ہیلی کاپٹر مع چار مسلح افراد کے جن کے پاس میرا تل گنیں، بم، مشین گنیں اور دوسرا اسلحہ ہو۔ میرے ہٹ پر بھیج دو فوراً۔ ویر مت کرنا پائلٹ کو بتا دینا کہ ہم نے بسرام پہاڑی کے عقب میں جاشیرا گاؤں کے پاس پہنچنا ہے۔ سمجھ گئے۔ اور....." مادام ریکھا نے تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں مادام۔ میں ابھی بھجواتا ہوں۔ اور....." دوسری طرف سے سبائے نے جواب دیا اور مادام ریکھا نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ کاشی۔ اگر شاگل بد معاشی پر اتر آیا ہے کہ وہ کریڈٹ کرنل موہن سے چھین کر خولے لے تو پھر ہم بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔ ہم بھی کریڈٹ اس سے چھین لیں گے۔ آؤ....." مادام ریکھا نے کہا اور تیزی سے ہٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کاشی بھی سرطاقت ہوئی کرسی سے اٹھ کر اس کے پیچھے لپکی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں

ایک نیلے رنگ کے بڑے ہیلی کاپڑ میں سوار تیزی سے جاشیر اگاؤں کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ہیلی کاپڑ میں پائلٹ۔ مادام ریکھا اور کاشی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے اور ہیلی کاپڑ کے عقبی حصے میں دو بڑے بڑے سیاہ رنگ کے تھیلے بھی موجود تھے۔

”وہ مکان جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا گیا ہے اس کی نشاندہی کس طرح ہوگی؟“ کاشی نے مادام ریکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ جاشیر اگاؤں سے ہٹ کر علیحدہ بنا ہوا ہے۔ ہیلی کاپڑ سے اسے آسانی سے چھک کیا جاسکے گا۔“ مادام ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپڑ ایک لمبا چکر کاٹ کر جاشیر اگاؤں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے اوپر سے نہ گزر سکتے تھے ورنہ ہدایات کے مطابق ان کا ہیلی کاپڑ کسی بھی پہاڑی پر بنی ہوئی ایئر چیک پوسٹ سے انہیں کسی دار تنگ کے بغیر مار گرایا جاتا۔ ابھی ان کا ہیلی کاپڑ کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ انہیں دور سے دو ہیلی کاپڑ اپنی طرف آتے دکھائی دیے۔ دونوں ہیلی کاپڑ آگے بچھے اڑتے ہوئے آ رہے تھے۔

”یہ کس کے ہیلی کاپڑ ہیں؟“ مادام ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہک سے لٹکی ہوئی ایک طاقتور دور بین نکالی اور اسے آنکھوں سے نگایا۔

”ارے یہ تو سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپڑ ہیں دونوں ہی۔“ اوہ۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ شاگل اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس بھی آ رہا

ہے۔“ ریکھا نے چپختے ہوئے کہا۔

”پھر تو ہمارا جانا ہی فصول ہے۔“ کاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دور بین ہٹائی اور اسے واپس ہک میں لٹکادیا۔ اس کے چہرے پر بھی مایوسی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اب تو واقعی وہاں جانا فصول ہے۔“ ریکھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپڑ قریب آ گئے تھے اور جب وہ دونوں یکے بعد دیگرے ان کے ہیلی کاپڑ کے قریب سے گزرے تو ریکھا نے آگے والے ہیلی کاپڑ میں بیٹھے ہوئے شاگل کو دیکھ لیا۔ اس ہیلی کاپڑ میں اس کے دوسرے ساتھی بھی موجود تھے جبکہ دوسرے ہیلی کاپڑ میں صرف اکیلا پائلٹ تھا۔ دونوں ہیلی کاپڑ تیزی سے ان کے قریب قریب سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ شاگل نے مزے کرے اور مادام ریکھا کی طرف دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا۔

”اوہ۔ شاگل ناکام جا رہا ہے۔“ ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ کیسے؟“ کاشی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میں اس کے تاثرات اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ اگر یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں لے جا رہا ہو تو اس کے چہرے کے تاثرات کچھ اور ٹائپ کے ہوتے۔“ مادام ریکھا نے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہاں۔ میں نے بھی ایسا ہی محسوس کیا ہے۔“ کاشی نے بھی

تائید کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کرنل موہن نے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے بلکہ اس نے وزیراعظم صاحب کو بھی اطلاع کر دی ہوگی اسی لئے تو شاگل کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا ہوگا۔“ ریکھانے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے شاگل کی ناکامی سے اسے دلی مسرت ہو رہی ہو۔

”اب کیا کرنا ہے مادام..... کیا واپس جانا ہے“..... پائلٹ نے پوچھا۔

”ارے نہیں۔ اب میں جا کر کرنل موہن کو باقاعدہ مبارکباد دوں گی۔ چلے چلو.....“ ریکھانے کہا اور پائلٹ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ بسرام پہاڑی کے عقب میں واقع جاشیر اگاؤں کے پاس پہنچ گئے۔

”ہیلی کاپٹر اور زیادہ بلندی پر لے جاؤ تاکہ میں اس مکان کو مارک کر سکوں“..... ریکھانے پائلٹ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا اور ہیلی کاپٹر کو اور زیادہ بلندی پر لے جانے لگا۔ پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کو معلق کر دیا اور ریکھانے ایک بار پھر طاقتور دور بین آنکھوں سے نگائی اور غور سے نیچے کی طرف جھک کر اس مکان کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

”ارے یہ کیا۔ اوہ۔ اوہ یہ۔ یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔“ اوہ۔ اوہ۔ بالکل یہ عمران کا ہی قد و قامت ہے“..... اچانک ریکھاکا

اجہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”عمران اور اس کے ساتھی.....“ عقربی سیٹ پر بیٹھی ہوئی کاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے مختلف سمتوں سے آدمیوں کو اس مکان کی طرف بڑھتے دیکھا ہے اور جو آدمی خاص طور پر فوکس میں تھا اس کا قد و قامت بالکل عمران جیسا تھا حالانکہ شکل فاصلے کی وجہ سے صاف نظر نہیں آئی لیکن میں اس کے چلنے کا انداز پہچانتی ہوں۔ وہ یقیناً عمران تھا“..... ریکھانے کہا۔

”تو وہ اس مکان میں اب گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل کو انہوں نے جکڑ دے کر واپس بھیج دیا ہے اور کرنل موہن بھی ان کے قبضے میں ہے۔ ورنہ یہ اس طرح آزادی سے نہ گھوم پھر رہے ہوتے۔“ اس بار کاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

”تو پھر مادام“..... پائلٹ نے مادام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم سب میزائل گنیں تھیلوں سے نکال لو اور پوزیشنیں لے لو۔ تمہارا انداز گت یہ مکان ہوگا۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے اس مکان پر میزائل فائر کر دینے ہیں“..... مادام ریکھانے تیز لہجے میں عقربی طرف نیٹے ہوئے چاروں افراد سے کہا اور وہ سب اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

”اور تم ہیلی کاپٹر کو آگے لے جاؤ اور اتنی بلندی پر رکھو کہ اس مکان کے اوپر سے گزرو تو مکان میزائل گن کی ریخ میں آجائے لیکن نیچے سے

مست بھرے انداز میں چیتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو موڑنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک دور سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس کے ساتھ ہی پائلٹ نے بجلی کی سی تیزی سے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے ایک میزائل ہیلی کاپٹر کے بالکل نیچے سے گزر گیا۔ اگر پائلٹ کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ہیلی کاپٹر اس میزائل سے ٹکر کر فضا میں ہی تباہ ہو چکا ہوتا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔" مادام نے دیکھا تو اتنی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہم پرائیمر چیک پوسٹ سے میزائل فائرنگ ہو رہی ہے۔ پائلٹ نے بھی خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو اچانک ایک جھٹکے سے غوطہ دیا اور دوسرے لمحے ایک اور میزائل ہیلی کاپٹر کے اوپر سے نکل گیا۔ اس بار وہ بال بال بچے تھے۔

"بھاگو۔ نکل چلو۔ ہیلی کاپٹر تباہ ہو جائے گا اور ہم مارے جائیں گے۔" مادام نے دیکھا تو اتنی خوفزدہ لہجے میں چیتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اس بار اتنی مہارت سے ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے کی طرف ایک لمبا غوطہ دیا اور پھر پہاڑیوں کے بالکل قریب لے جا کر وہ اسے اتنی ماہرانہ انداز میں اڑاتا ہوا واپس اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ مادام نے دیکھا اور کاشی و دونوں کے ہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے اور وہ بار بار مڑ کر خوفزدہ انداز میں اس طرف دیکھ رہی تھیں جدھر سے

ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کیا جاسکے۔" دیکھانے اس بار پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں مادام۔" پائلٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور پھر اسے غوطہ دیتے ہوئے پہاڑی چٹانوں کے درمیان بہنے ہوئے بالکل الگ تھلک مکان کی طرف لے جانے لگا۔ چاروں افراد نے میزائل گنیں ہاتھوں میں لے لیں اور ان میں میگزین فل کرنے۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اس مکان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور لمحہ بہ لمحہ اس کی بلندی کم ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں افراد ہیلی کاپٹر کی عقبی کھڑکیوں میں میزائل گنیں لے کر جم گئے تھے۔ دیکھا اور کاشی دونوں کے چہروں پر غیب سا جوش تھا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس مکان سے ذرا سے فاصلے پر وہ گیا اور بلندی بھی اتنی رہ گئی کہ میزائل فائر ہو سکیں دیکھا چینی۔

"مکان کا نشانہ لے کر فائر کرو۔" دیکھانے چیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سنک سنک کی آوازیں ابھریں اور میزائل گنوں سے نکلنے والے میزائل بجلی کی سی تیزی سے سیدھے اس مکان کی طرف بڑھے۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے چار میزائل اس مکان سے جا کر ٹکرانے اور پھر اتنی خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔ مکان کے پرزے اڑ گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب مکان سے کافی آگے نکل گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کو واپس لے چلا اور دوبارہ میزائل فائر کرو۔ دیکھانے

میزائل ان پر فائر ہو رہے تھے۔

”اب ہم پر فائر نہیں ہو سکتا مادام۔ ہم انتہائی نیچی پرواز کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ پائلٹ نے کہا تو مادام کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم واقعی ماہر ہو۔ اگر تم مہارت کا مظاہرہ نہ کرتے تو ہمارا خاتمہ یقینی تھا۔۔۔۔۔ مادام دیکھانے کہا تو پائلٹ بے اختیار مسکرا دیا۔

”مادام۔ میں جنگی پائلٹ ہوں اور یہ ہیلی کاپٹر کو جنگی ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ لیکن ہے اسی انداز کا۔ اس لئے ہم بچ نکلے ہیں ورنہ ان میزائلوں سے بچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پائلٹ نے جواب دیا اور مادام دیکھانے اثبات میں سر ہلادیا۔

”مادام۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا ہوگا۔ وہ تو اس مکان کی تنہا ہی کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہوں گے۔ کیوں نہ ہم ہیلی کاپٹر نہیں اتار کر ان لاشوں کو اٹھالیں۔۔۔۔۔ کاشی نے کہا۔

”نہیں۔ اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اب اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ یہ علاقہ کرنل موہن کی قویل میں ہے اور ان کی ایمر جیک پوسٹ نے ہمیں مارک کر لیا ہے۔ اب ہماری بچت اسی میں ہے کہ ہم یہاں سے نکل جاتیں۔ بعد میں انکار کیا جاسکتا ہے لیکن اگر انہوں نے ہمیں یہاں پکڑ لیا تو پھر ہمیں کورٹ مارشل سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ وزیراعظم اور صدر دونوں نے اس بار سب

کو انتہائی سختی سے تنبیہ کی تھی کہ کوئی مبینہ دوسرے کے علاقے میں مداخلت نہ کرے۔ ورنہ اس کا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔ شاگل بھی شاید اسی لئے واپس چلا گیا ہے کہ اسے چمک کر لیا گیا ہوگا۔ اب مجبوری ہے کہ کریڈٹ بہر حال کرنل موہن کو ہی ملے گا۔ اصل بات تو اس خطرناک ایجنٹ کا خاتمہ اور کافرستان کا مفاد ہے۔ کریڈٹ کوئی بھی ملے جائے۔۔۔۔۔ مادام دیکھانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس نے تیزی سے گردن موڑی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ اس وقت ایک خاصے بڑے کمرے میں تھے اس کے ساتھ ہی بستروں پر اس کے ساتھی بھی لیٹے ہوئے تھے اور دو ڈاکٹر ان کو انجکشن لگانے میں مصروف تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر چونکہ سفید اور آل تھے اس لئے عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ ان کے بستروں کے ساتھ ہی گلو کوڑی بوتلوں کے تھیلے بھی سینٹرز پر موجود تھے اور اس کمرے کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت کسی باقاعدہ ہسپتال میں موجود ہیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا کسی ہسپتال میں ہیں۔ وہ تو اس مکان کی چھت دھماکوں سے ہم پر گری تھی۔ اس کے بعد ہمیں ہوش نہ رہا تھا۔“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ اس وقت ہمارے ایک خصوصی خفیہ ہسپتال میں ہیں۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ آپ کو اس کریک کے دہانے پر چھوڑ کر میں واپس ویلپ سنگھ کی حویلی میں چلا گیا۔ میں وہاں اس لئے رک گیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو پھر میری ضرورت پڑے۔ اس لئے میں نے ایک پہاڑی پر اپنا چیکنگ سٹاپ بنایا تھا۔ ویلپ سنگھ شکاری ہے۔ اس لئے اس کے پاس انتہائی طاقتور دور بین تھی جو میں نے اس سے لے لی تھی۔ پھر اس دور بین کی مدد سے میں نے چیک کر لیا کہ آپ کو بے ہوشی کے عالم میں چند فوجیوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز ہری دوڑتی چلی گئی۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی اب تیزی سے چھٹتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ سب منظر فلم کی طرح چل پڑا۔ جو ذہن تاریک ہونے سے پہلے اس کے لاشعور میں محفوظ تھا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا شعور ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

”لیٹے رہیں عمران صاحب۔ آپ زخمی ہیں شکر ہے آپ کو ہوش آگیا ہے۔ میں تو آپ کی حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہو رہا تھا۔“ اچانک دھیرج سنگھ کی آواز سنائی دی اور عمران نے اٹھنے کا ارادہ ترک کر کے چونک کر گردن موڑی تو دھیرج سنگھ اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ عمران اس وقت ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے جسم پر کئی جگہ

حمد کرنا چاہتا ہے اور پھر وہی ہوا۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس ہیلی کاپٹر سے اس مکان پر میزائل فائر کئے گئے اور مکان جباہ ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر واپس ہڑنے لگا تو بسرام پہاڑی کی طرف سے اس پر یکے بعد دیگرے دو میزائل فائر کئے گئے لیکن پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو انتہائی مہارت سے بچا لیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ نیچی پرواز کرتا ہوا واپس اسی طرف کو چلا گیا جدھر سے آیا تھا۔ اس کے جاتے ہی میں راجہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی سے اتر کر اس جباہ شدہ مکان کی طرف بھاگے اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہم نے ایک تہہ خانے میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شدید زخمی حالت میں پڑے چپک کر لیا۔ اس تہہ خانے کی چھت پوری طرح نہ گری تھی جبکہ اوپر موجود تمام مکان مکمل طور پر جباہ ہو چکا تھا البتہ اس تہہ خانے کی چھت میں فولادی سرینے کا ڈھانچہ ایک طرف سے بدستور قائم تھا۔ بہر حال تھوڑی سی جدوجہد سے ہم نے راستہ بنایا اور پھر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے نکال لیا گیا۔ وہاں دیوار کے ساتھ وہی فوجی مرد اور عورت بھی زخمی حالت میں بندھے ہوئے نظر آئے لیکن انہیں کھولنے میں وقت لگتا تھا اور ظاہر ہے وہ آپ کے دشمن ہی ہوں گے اور ادھر ہمیں فوجیوں کی آمد کا بھی خطرہ تھا کہ اگر وہ آگئے تو ہم یکڑے جا سکتے ہیں اس لئے ہم آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے نکال کر تیزی سے واپس گاؤں کی طرف بھاگے۔ راجہ اس دوران ایک بڑی جیسپ کو حویلی سے باہر نکال لایا تھا جس میں ہم یہاں پہنچے تھے اور پھر

وہ آپ کو علیحدہ بنے ہوئے ایک مکان میں لے گئے اس کے بعد ایک فوجی مرد اور عورت بھی اس مکان میں گئے میں کچھ گیا کہ آپ ان کے ہاتھ لگ گئے ہیں اور اب آپ کو ان سے واپس جبراً حاصل کرنا ضروری ہے چنانچہ میں وہاں سے فوری طور پر واپس دیپ سنگھ کی حویلی میں پہنچا۔ دیپ سنگھ اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے کافرستان چلا گیا تھا لیکن اس کے شکاری گروپ میں ایک آدمی راجہ میرا دوست تھا۔ میں نے اس کو ساری بات بتائی تو وہ فوراً مدد کے لئے حیار ہو گیا۔ اس نے گاؤں میں سے دس ایسے آدمی بلوائے جو درپردہ مشکبایوں کی حمایت کرتے تھے۔ چنانچہ ان انتظامات کے بعد ہم مسلح ہو کر اور خفیہ راستوں سے جب اس مکان کے قریب پہنچے تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑی پٹانوں سے نکل کر اس مکان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آپ کو زندہ دیکھ کر اور اس طرح ایکشن میں دیکھ کر میں نے ساری کارروائی روک دی لیکن میں نے راجہ اور اس کے ساتھیوں کو واپس جانے سے روک دیا کیونکہ آپ کا مکان کے اندر جانے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ کسی کے خلاف کارروائی کرنے جا رہے ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ شاید آپ کو پھر میری اور راجہ کے آدمیوں کی ضرورت پڑ جائے۔ اس لئے ہم رک گئے اور پھر آپ کے اندر جاتے ہی ہم نے ایک ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر اڑتے ہوئے اس مکان کی طرف بڑھتے دیکھا۔ گو ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر تھا لیکن مکان کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا انداز جارحانہ تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مکان پر

آپ کو اس جیپ میں لاد کر ہم فوراً وہاں سے نکل پڑے۔ جاشیر اگاڑوں سے بیس کلو میٹر دور ایک گاؤں ہے رحمت نگر۔ وہاں مشکباریوں کا ایک خفیہ ہسپتال ہے اور راجہ اسے جانتا تھا۔ جتنا ہم آپ کو لے کر جہاں آئے۔ راجہ کو جب آپ کی اصلیت کا علم ہوا تو اس نے بتایا کہ وہ بھی مشکباری مجاہدین کے ایک خفیہ گروپ سے متعلق ہے اور وہ آپ کے بارے میں جانتا تھا۔ جتنا ہم اس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹروں سے بات چیت کی اور پھر آپ اور آپ کے ساتھیوں کا فوری طور پر علاج شروع ہو گیا اور اب تقریباً آٹھ گھنٹوں بعد آپ ہوش میں آئے ہیں۔ راجہ کو میں نے واپس بھیج دیا تھا تاکہ وہ وہاں کی صورت حال کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کر سکے۔ آپ سب زخمی ضرور ہیں لیکن بہر حال کوئی شدید جوت آپ میں سے کسی کو نہیں آئی آپ سب کے سروں پر خاصی چوٹیں آئی تھیں اس لئے آپ سب بے ہوش تھے۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں ڈاکٹر بھی عمران کے بیڈ کے قریب آکر کھڑے ہو گئے تھے۔

آپ سب کا بے حد شکریہ۔ آپ نے ہماری زندگیاں بچائی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے دھیرج سنگھ اور ان دونوں ڈاکٹروں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

یہ ہمارا فرض تھا جناب۔ راجہ نے جب بتایا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو یقین کیجئے ہم آپ کے علاج کی طرف

سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے اور اب آپ کو ہوش میں دیکھ کر ہمیں بے حد مسرت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ ایک ڈاکٹر نے جواب دیا۔

شکریہ۔ میرے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تشویش کی کوئی بات نہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی ہوش میں آ جائیں گے۔ اللہ آپ سب کو کم از کم ایک ہفتہ آرام کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

بس یہی ایک لفظ ہماری قسمت میں نہیں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کون سا لفظ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

آرام۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ دھیرج سنگھ بھی ہنس پڑا۔

میں اب راجہ کا پتہ کراتا ہوں۔ اسے گئے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے کہا۔

ان کی قسمت میں آرام نہیں ہے لیکن آپ تو آرام کر لیں۔ عمران صاحب جب سے آپ آئے ہیں یہ نوجوان ایک لمحے کے لئے بھی آپ کے بستر سے نہیں ہٹا۔ اس کے پھرے پر اس قدر تشویش تھی کہ ہمیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں اس کا ندوس بریک ڈاؤن نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر نے دھیرج سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ بہت شکریہ دھیرج سنگھ۔ تمہاری محبت کا میں صرف شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں۔ اب تم آرام کر لو۔ راجہ خود ہی آجائے گا۔“
عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ میرے لئے انتہائی قیمتی ہے اور باعث فخر بھی۔“ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر بھی عمران کو آرام کا کہہ کر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سب سامنی ہوش میں آگئے اور جب عمران نے انہیں ساری تفصیل بتائی تو وہ بھی دھیرج سنگھ کی اس محبت اور خلوص سے بے پناہ متاثر ہوئے۔

”عمران صاحب۔ یہ پہلی کا پڑشاگل کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس نے یقیناً ہمیں واپس جاتے چیک کر لیا ہو گا۔“ صفدر نے کہا۔

”ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دھیرج سنگھ ایک مضبوط جسم کے نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

”یہ راجہ ہے عمران صاحب اور راجہ۔ یہ عمران صاحب ہیں۔“ دھیرج سنگھ نے اس نوجوان کا عمران سے اور عمران کا اس نوجوان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”آپ کو اس طرح ہوش میں دیکھ کر مجھے حقیقتاً دلی مسرت ہو

ری ہے۔ آپ تو ہم مشکباریوں کے ہمراہیں جناب۔ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ میری آپ جیسے عظیم انسان سے ملاقات ہو گئی ہے۔“ راجہ نے انتہائی پر خلوص لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ اس کے چہرے پر واقعی دلی مسرت اور خلوص کا اظہار ہو رہا تھا۔

”تمہارا بے حد شکریہ راجہ۔ تمہاری وجہ سے ہم موت کی دلدل سے نکل آنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دھیرج سنگھ نے آپ کا تعارف بعد میں کر لیا۔ اگر یہ پہلے مجھے بتا دیتا تو میں آپ کو وہاں اکیلے کبھی نہ جانے دیتا۔“ راجہ نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”عمران صاحب۔ راجہ خاصی اہم خبریں لے کر آیا ہے۔“ دھیرج سنگھ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کوئی خبریں؟“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”جناب۔ وہ فوجی مرد اور عورت جو آپ کے ساتھ دیوار سے زخمیروں سے بندھے ہوئے تھے وہ کرنل موہن اڈر کمیشن مانیکا تھے۔ انہیں فوجیوں نے آکر وہاں سے نکالا اور واپس پہاڑیوں میں لے گئے اور جناب۔ وہاں سے یہ معلومات ملی ہیں کہ کافرستان کے وزیراعظم خفیہ طور پر وہاں پہنچے ہیں اور اب وہاں فوجیوں کی تعداد کافی بڑھا دی

گئی ہے۔ فوجی ہیلی کاپٹر فوجیوں کو لے کر مسلسل اڑ رہے ہیں۔ اب تو جاشیر اگاؤں کے ارد گرد بھی فوجیوں نے جیک پوسٹیں قائم کر لی ہیں اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے۔ انہیں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی شدت سے تلاش ہے اور جتاب۔ مجھے ایک فوجی سے پتہ چلا ہے کہ اس مکان پر میزائل فائر کرنے والے اس ہیلی کاپٹر کا پتہ چلا لیا گیا ہے۔ وہ کسی مادام ریکھا کا ہیلی کاپٹر ہے اور اس سے پہلے دو اور ہیلی کاپٹر بھی وہاں دیکھے گئے ہیں جن میں سے ایک تو نیچے نہیں اترتا تھا۔ وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر تھے اور جتاب جو خاص بات میں مفلوم کر کے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ جس کریک کے وہاں پر دھیرج سنگھ آپ کو چھوڑ کر آیا تھا اس کریک کے دھانوں کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے۔..... راجہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مادام ریکھا کے ہیلی کاپٹر نے اس مکان پر میزائل فائر کئے۔ حیرت ہے۔ وہ جہاں کسے پہنچ گئی۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“
”مجھے تو یہی معلوم ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اطلاع غلط ہو۔ بہر حال اطلاع یہی ہے۔..... راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کنٹرل موہن اور ماییکا کی اب کیا حالت ہے۔ کچھ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”وہ زخمی ضرور ہوئے ہیں لیکن زیادہ نہیں ہوئے۔ سنا ہے کہ اب وہ ٹھیک ہیں۔..... راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا راجہ تم ان علاقوں سے بخفی واقف ہو اور ہم نے اب ہر صورت میں وادی ترنام پہنچ کر اس سپیشل سنور کو حباب کرنا ہے جس میں لاکھوں مشکاری مسلمانوں کی ہلاکت کا سامان کیا جا رہا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”مجھے دھیرج سنگھ نے ساری تفصیل بتادی ہے جتاب اور میں نے اس سلسلے میں کام بھی کیا ہے۔ میں نے تو یہ سوچ کر کام کیا تھا کہ اگر آپ زخمی ہونے کی وجہ سے یہ مشن سرانجام نہ دے سکیں تو پھر یہ مشن میں سرانجام دوں گا۔ جہاں اگر ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ آپ ایک ہفتے بعد کام کر سکیں گے اس لئے میں نے آپ کو بتا دیا ہوں جتاب۔ میں نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مل کر اس سلسلے میں ایک پلاننگ کی ہے۔ اس پلاننگ کے تحت ہم بھاڑی بسرام پر واقع ایریز جیک پوسٹ پر قبضہ کریں گے اور پھر وہاں موجود میزائل گن کی مدد سے ہم اس سنور پر میزائل فائر کریں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ سنور کہاں ہے۔..... راجہ نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار چو نک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ جہاری پلاننگ بے حد سادہ اور شاندار ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم کہہ رہے ہو کہ فوجیوں کی تعداد بہت بڑھا دی گئی ہے اور جیکنگ بھی انتہائی سخت ہے جبکہ وہ ایریز جیک پوسٹ تو بھاڑی کی چوٹی پر بنی ہوئی ہے۔ وہاں تک کسے پہنچا جا سکتا ہے۔“

عمران نے کہا۔

”جنتاب۔ ایک راستہ ایسا ہے جس کا علم فوجیوں کو بھی نہیں ہے۔ اس راستے کا دھانہ بسرام پہاڑی سے کافی دور شمال کی طرف ایک پہاڑی ورے سے نکلتا ہے اور یہ راستہ بہر حال بسرام پہاڑی کے آقا پر جا نکلتا ہے۔ وہاں گھنا جنگل ہے اور اس جنگل کی وجہ سے ہم اوپر جاسکتے ہیں۔“..... راجہ نے جواب دیا۔

”کس قسم کا راستہ ہے۔ کیا یہ اسی کریک کی طرح کا ہے جسے اب بند کر دیا گیا ہے یا کھلا راستہ ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”تقریباً ایسا ہی ہے لیکن کہیں کہیں کھلی جگہیں بھی آ جاتی ہیں۔ مکمل طور پر بند نہیں ہے۔“..... راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ تم ہمارے وہاں تک پہنچنے کے انتظامات کرو۔ ہم جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”مگر عمران صاحب۔ ڈاکٹر صاحبان کے مطابق تو آپ کو ایک ہفتہ آرام کرنا ہوگا۔“..... راجہ نے کہا۔

”میں نے ڈاکٹر صاحب کو پہلے ہی بتا دیا ہے کہ آرام کا لفظ ہمارے مفرد میں لکھا ہی نہیں گیا اور دوسری بات یہ کہ اب کافرستان کے اس خوفناک مشن کو مکمل ہونے میں شاید ایک ہفتے کا بھی وقت نہ رہا ہوگا ایسا نہ ہو کہ ہم آرام ہی کرتے رہ جائیں اور وہ لوگ پورے مشکبار میں قیامت برپا کر دیں۔ اس لئے ہمیں اب فوری اور فاسل ایکشن کرنا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ایئر چیک پوسٹ سے اس سنور کو کیسے تباہ کیا جائے گا۔ اسے تو خصوصی ریز سے تباہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی ریج تو اجنی نہیں ہے۔“..... ساتھ والے بستر موجود صفدر نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اس کا ایک اور حل میرے ذہن میں آ گیا ہے۔ ہمیں اس وادی میں اصل خطرہ چاروں طرف موجود ان ایئر چیک پوسٹس سے ہی ہے۔ دیکھا کے اسی کا پڑ پر میزائل فائرنگ سے یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہاں کافی دور تک مار کرنے والے میزائل موجود ہیں اس لئے ہم اگر ایک چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں تو وہاں موجود میزائلوں کی مدد سے ہم باقی تمام چیک پوسٹوں پر میزائل فائر کر کے انہیں تباہ کر سکتے ہیں۔ اگر تمام چیک پوسٹیں تباہ ہو جائیں تو کافرستانیوں کو ملنے والا فضائی شیلڈ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم وہاں موجود میزائلوں کو وادی ترنام کے چاروں طرف اس طرح فائر کریں گے کہ ہر طرف آگ ہی آگ پھیل جائے۔ اس طرح گو بے شمار کافرستانی فوجی ہلاک ہو جائیں گے لیکن بہر حال اس افراتفری میں ہم اصل مشن مکمل کر لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ آپ نے واقعی بہترین تجویز سوچی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے چیف کو کال کر کے پورے مشکبار میں پھیلے ہوئے مجاہدین کو یہاں طلب کر لوں۔ پھر ہم چاروں طرف سے وہاں موجود فوجیوں پر فائر کھول دیں گے۔“..... راجہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ہمارے پاس اس وقت نہیں ہے۔ ہم نے اب فوری کام کرنا ہے۔ تم بس اتنا کرو کہ ہم سب کے لئے فوجی یونیفارمز مہیا کر دو اور جو اسلحہ میں بتاؤں وہ بھی ہمیں مہیا کر دو۔ اس کے بعد ہمیں اس خفیہ راستے کے دھانے تک پہنچا دو۔ باقی کام ہم کر لیں گے۔“

عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جتایا۔ جیسے آپ کا حکم۔ بہر حال میں اس مشن پر آپ کے ساتھ رہوں گا۔ یہ میری درخواست ہے۔“ راجہ نے کہا۔

”او۔ کے۔ تمہارے ساتھ ساتھ دھیرج سنگھ بھی اب ہمارے ساتھ رہے گا۔ تم فوراً انتظامات کرو تاکہ ہم جلد از جلد اس مشن کو مکمل کر سکیں۔ اب ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔“

عمران نے کہا اور راجہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایک بڑے کمرے میں موجود کرسیوں پر کرنل موہن، کپتین مانیکا شاگل، مادام ریکھا اور کرنل واس بیٹھے ہوئے تھے ایک کرسی خالی تھی کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے سر اور جسموں پر مختلف جگہوں پر سینڈیج کی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے کی راہداری کے ساتھ نیلے رنگ کی یونیفارمز میں ملبوس دس افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی یونیفارمز پر راتم سنسٹراؤس سیکورٹی کے مخصوص بیجز لگے ہوئے تھے شاگل اور مادام ریکھا دونوں ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھے ہوئے تھے جبکہ کرنل موہن اور مانیکا دونوں بار بار شاگل اور ریکھا کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ انہیں گولی سے ازا دیں۔ یہ میسنگ بھوجا پھاریوں پر ہی ہو رہی تھی اور وزیراعظم صاحب کے خصوصی احکامات پر یہ میسنگ کال کی گئی تھی۔ کرنل موہن نے ہوش میں آتے ہی وزیراعظم

سے ٹرانسمیٹر بات کی تھی اور وزیراعظم صاحب نے فوری طور پر نہ صرف یہ میسج کال کر لی تھی بلکہ وہ خود بھی یہاں پہنچ گئے تھے۔ ان کے ساتھ دو ہیلی کاپروں میں پرائم منسٹر ہاؤس کی سیکورٹی کے افراد بھی آئے تھے اور یہ وہی نیل رنگ کی یونیفارمز والے افراد تھے جو اس وقت اس کمرے میں موجود تھے۔ وزیراعظم صاحب کے ساتھ سیکورٹی کے افراد کے علاوہ بھی کچھ اور لوگ آئے تھے اور وزیراعظم ان افراد کے ساتھ اس وقت بھوجا بھائیوں کے چیک اپ میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وزیراعظم اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ اندر اکیلے ہی آئے تھے اور ان کے اندر آنے پر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ کرنل موہن، کیپٹن مانیکا اور کرنل داس نے انہیں فوجی انداز میں سلوٹ کئے جبکہ شاگل اور ریکھانے صرف سلام کرنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

”یہ شو.....“ وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا اور پھر خالی کرسی پر وہ خود بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے ہی کرنل موہن سمیت سب افراد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”میں نے تمام حالات معلوم کر لئے ہیں۔ میرے ساتھ جو ماہرین آئے ہیں۔ انہوں نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ساری صورت حال معلوم کر لی ہے اور اس کے مطابق یہ بات اب حتیٰ طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ پہلے سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے کرنل موہن اور

کیپٹن مانیکا کے ہاتھوں سے ان کے شکار کو چھیننے کی کوشش کی لیکن پھر نا معلوم وجوہات کی بنا پر وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد ماوام ریکھا نے اس مکان پر ریڈ کیا اور انہوں نے میراٹل فائر کر کے اس مکان کو ہی جہاہ کر دیا جبکہ کرنل موہن اور کیپٹن مانیکا بھی اس وقت اندر تھے اس طرح شاگل اور ماوام ریکھا دونوں نے انتہائی سخت ہدایات کی دانستہ خلاف ورزی کی ہے۔ میری صدر مملکت سے ٹرانسمیٹر بات ہو گئی ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ تھا کہ ان دونوں کا فوری طور پر کورٹ مارشل کرایا جائے اور انہیں سخت ترین سزا دی جائے لیکن صدر صاحب کے خیال کے مطابق کورٹ مارشل کرنل موہن اور مانیکا کے خلاف بھی ہونا چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی سخت ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر موت کے گھاٹ اتارنے کی بجائے ان کو صرف بے ہوش کرنے پر اکتفا کیا تھا حالانکہ یہ دونوں انہیں بے ہوش کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اب چونکہ ملک کی تین اہم شخصیات کورٹ مارشل کی زد میں آ رہی ہیں اس لئے میں نے صدر صاحب کے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو ایک چانس اور دیا جائے اور کورٹ مارشل کی بجائے لاسٹ اور فائنل وارننگ دے دی جائے سہتا چنچہ میں اب بحیثیت وزیراعظم آپ کو لاسٹ اور فائنل وارننگ دے رہا ہوں کہ اب اگر ہدایات کی معمولی سی خلاف ورزی بھی کی گئی تو انتہائی سخت ترین سزا دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا“..... وزیراعظم نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہم وعدہ کرتے ہیں جناب کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے حالانکہ پہلے اس کا چہرہ زرو پڑا ہوا تھا۔

”میں بھی وعدہ کرتی ہوں جناب کہ آئندہ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گی۔۔۔۔۔۔ مادام ریکھانے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

”جناب۔ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لئے بے ہوش کیا تھا کہ ہم ان کی مکمل شناخت کر لینا چاہتے تھے کیونکہ پہلے بھی ان کی لاشیں جعلی ثابت ہوتی تھیں۔۔۔۔۔۔ کرنل موہن نے کہا۔

”کرنل موہن۔ کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح شاگل اور ریکھانے کھلے الفاظ میں معافی مانگی ہے آپ کو اور کیپٹن مانیکا کو بھی اسی طرح کھلے الفاظ میں معافی مانگنی ہوگی تاکہ اس معاملے کو ہمیں ختم کر کے ہم آئندہ کی صورت حال کے بارے میں بات کر سکیں۔۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے خشک لہجے میں کہا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری جناب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے انہیں فوری ہلاک کر دینا چاہئے تھا۔۔۔۔۔۔ کرنل موہن نے فوراً ہی معافی مانگتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا کہتی ہیں کیپٹن مانیکا۔۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے مانیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں معذرت خواہ ہوں جناب۔۔۔۔۔۔ مانیکا نے جواب دیا۔

”او۔ کے۔ اب اس معاملے کو ختم سمجھا جائے۔ اب ہم نے آئندہ

کے لئے بات کرنی ہے۔ اس وقت جو پوزیشن سامنے ہے اس کے مطابق سپیشل سنور میں موجود اسلحے کو تین روز بعد مختلف جگہوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تین روز سے پہلے اگر ایسا کیا گیا تو سارا مشن ناکام ہو جائے گا اور یہ بات بھی سامنے ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حمایت میں یہاں کوئی تنظیم باقاعدہ کام کر رہی ہے اور وہ تنظیم اس قدر طاقتور ہے کہ پہلے عمران کے ساتھیوں کو عین وادی سے وہ لوگ زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے اور آج تک اس رستے کا ہی علم نہیں ہو سکا اور اب جبکہ مادام ریکھانے میراٹل فائر کر کے مکان تباہ کیا تو وہ لوگ انہیں وہاں سے بھی نکال کر لے گئے اور اب تک باوجود کوشش کے ان کا سراغ نہیں لگا حالانکہ جہاں سے انہیں لے جایا گیا ہے وہاں ایسے شواہد موجود ہیں کہ وہ لوگ اگر ہلاک نہیں ہوئے تو بہر حال زخمی ضرور ہوئے ہیں اور یہاں قریب کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے۔ میں نے وہاں جو چیکنگ کی ہے اس میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر کوئی استہانی باواسطہ اور طاقتور تنظیم کام کر رہی ہے۔ اب اصل مسئلہ تین روز تک اس سپیشل سنور کی حفاظت کا ہے۔ میں نے آپ کو حکم دے رہا ہوں کہ آپ چاروں ان تین دنوں میں بھوجا ہائیڈرو کے ایک ایک چپے کی نگرانی کریں گے۔ ایسے کریک یا راستے جن کا علم اب تک ہمیں نہ ہو۔ ان کو تلاش کر کے فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر ہلاک نہیں ہوئے یا شدید زخمی بھی نہیں ہوئے تو لازماً

وہ ان تین روز کے اندر اندر اس سٹور پر ہر صورت میں حملہ کریں گے اور ہم نے ہر صورت میں اس سٹور کی حفاظت کرنی ہے۔.....
وزیر اعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر۔آپ کی بات درست ہے۔..... کرنل موہن نے کہا۔
”میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں فوج کا ایک پورا دستہ وادی ترنام میں رکھنا چاہئے تاکہ اگر کسی طرح بھی وہ وادی میں پہنچ جائیں تو ان کا خاتمہ یقینی طور پر کیا جاسکے۔..... مانیکا نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح وہ لوگ فوجی یونیفارم پہن کر ان میں شامل ہو جائیں گے۔ وادی کو خالی رکھا جائے اور اس کی نگرانی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف پہاڑیوں کے چبے چبے پر فوجی پھیلا دیئے جائیں۔ اگر کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں کی طرف آتا دکھائی دے تو اسے بغیر کسی وارننگ کے اڑا دیا جائے اور ان تین دنوں میں کوئی ہتھیاری بھی اپنا ہیلی کاپٹر استعمال نہ کرے گی۔ میں آرڈر دے دیتا ہوں کہ مزید فوج فوری طور پر یہاں پہنچ جائے گی اور وہ ان پہاڑیوں کو چاروں طرف سے گور کرے گی۔ انہیں دور دور تک پھیلا دیا جائے۔ شناخت کے بغیر کسی بھی آدمی کو کسی بھی صورت میں ایک قدم بھی آگے نہ آنے دیا جائے اور اگر کوئی اس سلسلے میں اصرار کرے تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے۔ کسی کا بھی لحاظ نہ کیا جائے کسی بھی صورت میں اور آپ چاروں آخری وارننگ کے طور پر سن لیں کہ اگر سپیشل سٹور متباہ ہو گیا تو آپ چاروں اس کے مشترکہ ذمہ دار ہوں

گے اور آپ چاروں کا کورٹ مارشل ہو گا اور اگر کوئی بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرے گا تو چاروں کو اس کا کریڈٹ دیا جائے گا۔ اس لئے آپ چاروں آپس میں رابطہ رکھیں۔..... وزیر اعظم نے باقاعدہ احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر۔..... چاروں نے بی باری باری جواب دیا۔
”او۔ کے۔ میں نے واپس جانا ہے۔ اب باقی کام آپ چاروں مل کر منبھال لیں۔..... وزیر اعظم نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ دروازے کی طرف مزگئے جبکہ ان کے اٹھتے ہی باقی افراد کھڑے ہو گئے اور جنرل وزیر اعظم صاحب چلے گئے تو وہ سب واپس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”شاگل اور مادام ریکھا۔ آپ نے واقعی زیادتی کی ہے۔..... کرنل موہن نے کہا۔

”کرنل موہن۔ ہمیں معاملے کو ختم کر دیا گیا ہوا ہے دوبارہ نہ اٹھائیں۔ اس وقت ہم چاروں کی پوزیشن انتہائی نازک ہے۔ مادام ریکھا نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہر صورت میں اس سٹور کو متباہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ اس لئے ہمیں اپنے آپ کو عمران کی جگہ رکھ کر سوچنا چاہئے کہ عمران ریڈ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرے گا۔..... مانیکا نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”اوہ۔ مانیکا کی بات درست ہے۔ اگر ہم اس انداز میں سوچیں تو

اس پر انہم ہم بھی اثر نہیں کر سکتا اور دوسری بات یہ کہ سنور کے اندر ایسی مشین نصب کر دی گئی ہے کہ کسی قسم کا کوئی ہم۔ کوئی میزائل اندر نہیں جاسکتا۔ حتیٰ کہ ریز اور گیس بھی اندر نہیں جاسکتی اور تیسری بات یہ کہ ان ہتھیاروں کو کسی خاص قسم کی لکیریں کا سرے کر کے ہی تباہ کیا جاسکتا ہے۔ ویسے نہیں..... کر تل موہن نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر اس قدر پریشانی اور تشویش کی کیا بات ہے۔ پھر تو اگر عمران وہاں تک پہنچ بھی جائے تب بھی وہ سنور کو تباہ نہیں کر سکتا۔..... مانیکا نے کہا۔

”عمران سے کون نہیں ڈرتا۔ سب لوگ اس کی ذہانت سے ڈرتے ہیں۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ناممکن کو بھی اپنی ذہانت سے ممکن کر لیتا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ تم نے اور میں نے کس طرح اسے ذمہ داری میں جکڑا تھا۔ ہمارے لحاظ سے اس کا آزاد ہونا ناممکن تھا لیکن اس نے اس ناممکن کو بھی ممکن بنالیا۔ کر تل موہن نے کہا تو مانیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تو پھر اب کیا کریں۔ یہ عمران تو کسی بھوت کی طرح ہمارے اعصاب پر چھا گیا ہے۔..... مانیکا نے کہا تو کر تل موہن بے اختیار ہنس پڑا۔

”سنو ڈیزر۔ اب ہم کچھ بھی نہیں کریں گے۔ ہم نے پہلے اپنی کوشش کر لی ہے اور ہم اس کوشش میں کامیاب بھی رہے ہیں۔ وزیراعظم صاحب نے مجھے علیحدگی میں بتا دیا ہے کہ وہ میرے اس

کارنامے کا ضرور کریڈٹ دیں گے۔ اس وقت وہ معاملہ اس لئے ٹال گئے ہیں کہ اس وقت وہ کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ ورنہ دوسری پچھنسیوں کے لوگ بد دل ہو جائیں گے اور عمران کو موقع مل جائے گا۔ اب ہم صرف معمول کا کام کریں گے اور بس..... کر تل موہن نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو مجھے واپس چلی جانا چاہئے۔ پھر میری جہاں کیا ضرورت ہے۔..... مانیکا نے کہا۔

”نہیں۔ تم ان تین دنوں میں جہاں رہو گی تاکہ تماشہ دیکھ سکو..... کر تل موہن نے کہا اور مانیکا بے اختیار مسکرا دی۔

”کس کا تماشہ۔ اپنا یا تمہارا۔..... مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم دونوں کا۔..... کر تل موہن نے بھی شرارتی لہجے میں کہا اور مانیکا بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

رات کا وقت تھا۔ گھنے جنگل میں عمران اور اس کے ساتھی سیوا رنگ کے لباسوں میں ملبوس تیزی سے آگے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جنگل میں اس وقت دور دور تک کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا۔ اللہ جانوروں اور دوسرے حشرات الارض کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ جنگل بھوجا جا پہاڑیوں سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر تھا اور وسیع علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ اسے مقامی زبان میں راکھیلا جنگل کہا جاتا تھا۔ چونکہ یہ بھوجا پہاڑیوں سے ہٹ کر تھا اس لئے اسے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ عمران کے ساتھیوں میں دھیرج سنگھ اور راجہ بھی شامل تھے۔ ان سب نے اپنی پشت پر سیوا رنگ کے تھیلے لاد رکھے تھے۔ سب سے آگے راجہ تھا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ درخت اس جنگل کا سب سے اونچا درخت ہوگا۔“ اچانک راجہ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے

ہوئے کہا جس کا سٹاکائی چوڑا اور پھیلا ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ صفدر تم اوپر جا کر مشین گن فٹ کر دو۔“ عمران نے کہا اور صفدر نے اشبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلیا اتارا۔ اس میں سے ایک مشین گن جو دو حصوں میں تقسیم کر کے رکھی گئی تھی باہر نکالی اور دونوں حصوں کو جوڑ کر اس نے تھیلے میں سے پنی ٹامیگزین کھولا اور اس میں ایڈجسٹ کر کے اس نے باقی پنی کو مخصوص انداز میں پھیلا دیا۔ عمران نے اپنے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اسے مشین گن کے ٹریگر والے حلقے میں جوڑ کر اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

”اب اسے لے جاؤ۔“ عمران نے کہا اور صفدر مشین گن کا ندھے پر لٹکا کر کسی پھر تیلے بند کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ باقی سب ساتھی وہاں خاموش کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر نیچے اتر آیا۔ ”میں نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کر دیا ہے۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اشبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد عمران رک گیا۔

”دوسری مشین گن یہاں ایڈجسٹ کر دو۔“ عمران نے کہا اور اس بار تنویر نے اپنے کا ندھے سے تھیلیا اتارا اور اس میں سے مشین گن کے دو حصے نکال لئے۔ سب حصوں کو بعد جب پہلی مشین گن کی طرح یہ بھی تیار ہو گئی تو صفدر تنویر کے ہاتھ سے یہ مشین گن لے کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس طرح تقریباً دو گھنٹوں کے اندر اس جنگل

لیکن پھر اچانک وہ ایک کھلی جگہ پر آگئے۔ اب اوپر مسلسل پرحمائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ نیچے سے اوپر تک جگہ جگہ سرخ لائیں لگی ہوئی تھیں اور تیز روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔
 "کمال ہے۔ انہوں نے واقعی زبردست انتظامات کر رکھے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادینے۔

"یہ ایمر چیک پوسٹ کہاں ہے؟" عمران نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب یہاں سے تو وہ دکھائی نہیں دے سکتی۔" اس بار صفدر نے کہا کیونکہ اوپر جنگل تھا اور ظاہر ہے اونچے درختوں کی وجہ سے سب سے اوپر بنی ہوئی چیک پوسٹ نظر نہ آ سکتی تھی۔

"چلو اوپر جا کر دیکھ لیں گے لیکن اب سری بات غور سے سن لو۔ اب جس ہم کا آغاز ہو رہا ہے یہ یقینی طور پر موت کا کھیل ہوگا۔ اس لئے سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ کسی کی ذرا سی غفلت اور کوتاہی ہم سب کا خاتمہ کر دے گی۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلادینے۔ پھر انہوں نے جیوں سے مخصوص قسم کے مشین پشٹ نکال لئے جن کی نالوں پر انتہائی نفیس سالنسر چڑھے ہوئے تھے۔ یہ سارا اسلحہ راجہ نے انہیں مہیا کیا تھا اور پھر وہ سب اوپر چڑھنے لگے لیکن اس بار عمران ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور وہ بڑے محتاط انداز میں اوپر چڑھ رہے تھے۔ عمران

میں انہوں نے مختلف جگہوں پر چھ مشین گنیں درختوں کے اوپر نصب کر دیں۔

"آؤ۔ اب اس کریک کی طرف چلیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر راجہ ان کی رہنمائی کرنے لگا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب راجہ کی رہنمائی میں ایک غار کے تنگ سے دھانے میں داخل ہو گئے۔ راجہ نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی نارچ نکال کر جلائی تھی۔ نارچ گو چھوٹی تھی لیکن اس کی روشنی کافی تیز تھی۔ غار کے عقب میں ایک تنگ سا بند راستہ تھا۔ وہ نارچ کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی دور تک بند راستے میں چلنے کے بعد اچانک وہ کھلی جگہ پر آگئے۔ سامنے بھوجا پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پہاڑی سلسلے کا آغاز ہوتے ہی وہ ایک بار پھر بند راستے میں داخل ہو گئے اور اس بار یہ بند راستہ کافی دور تک چلا گیا تھا لیکن ایک بار پھر وہ کھلی جگہ پر پہنچ گئے اور اس بار بھوجا پہاڑیوں کے اندر وہ پہنچ گئے تھے۔ وہ مسلسل آگے بڑھتے رہے۔

"اس بار جس راستے سے ہم گزریں گے اس کا اختتام بسرام پہاڑی کے دامن میں ہی ہوگا جتنا اب اور وہاں چپے چپے پر فوجی موجود ہوں گے۔" راجہ نے مڑ کر عمران سے کہا۔

"تم چلو تو ہی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر بند راستے میں داخل ہو گئے۔ یہ راستہ پہلے راستے سے بھی زیادہ طویل ثابت ہوا۔

خاص طور پر ایسے راستے کا انتخاب کر رہا تھا جو ان سرچ لائنوں کے درمیان کا وہ راستہ تھا جہاں روشنی قدرے ہلکی تھی۔ کافی اوجھلے کے بعد اچانک عمران ٹھٹک کر رک گیا اور سب ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ عمران نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ان سب کی گردنیں اس طرف کو گھوم گئیں جہاں ایک فوجی زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سر ایک پٹان سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مٹھن گن پڑی ہوئی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

”تنویر۔ اس کی آواز نہیں نکلی چلیے۔ یہاں لاڈا اس کے دوسرے ساتھی بھی ہوں گے۔“ عمران نے ساتھ کھڑے تنویر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جھک کر وہ انتہائی محتاط انداز میں اس سونے ہوئے فوجی کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک اس کا پیچہ کسی ایسے پتھر پر پڑا جو شاید پہلے ہی اپنی جگہ جھوڑ چکا تھا کہ اس کا پیچہ پڑنے ہی وہ کھڑکڑا کر نیچے گرنے لگا اور سو یا ہوا فوجی بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھا ہی تھا کہ تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی اورغ کی آواز نکلی اور پھر اس کا جسم سیدھا ہوتا چلا گیا۔ تنویر نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں نہ صرف اس کا منہ بند کر دیا تھا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اس کی گردن بھی توڑ دی تھی۔ اس طرح سوائے معمولی جدوجہد اور ہلکی سی آوازوں کے اور کچھ نہ ہوا تھا۔ تنویر نے دوبارہ اسے اس طرح لٹا دیا جیسے وہ سو رہا ہو اور اس کے ساتھ

ہی وہ سب ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ راستے میں انہیں تقریباً چار فوجیوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں صرف ایک جاگ رہا تھا لیکن اس کا رخ دوسری طرف ہی تھا اور ساتھ ہی وہ سنگریٹ بھی پی رہا تھا اس لئے وہ ہنیک ہو گیا لیکن ہر بار تنویر نے اپنا کام دکھا دیا۔ اللہ اس جلگے ہوئے فوجی پر حملہ کرنے میں تنویر کا ساتھ صفدر نے بھی دیا تھا اور پھر وہ چوٹی پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ رات چونکہ آدمی سے زیادہ گزر چکی تھی اور شاید جگہ جگہ لگائی ہوئی بیڑیوں سے چلنے والی تیز سرچ لائنوں کی وجہ سے تمام فوجیوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان تیز روشنیوں کی وجہ سے کوئی اوجھلے کی ہمت ہی نہیں کر سکتا اور پھر نجانے وہ کب سے اس طرح راتوں کو سوتے جلگے وقت گزارتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ پوری طرح ہوشیار نہ تھے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار ہو گئے۔

”یہ ہے ایئر چیک پوسٹ۔ راجہ اور دھیرج سنگھ۔ اب تم نے اوپر جانا ہے اور جب تک میرا کاشن نہ طے تم نے کام کا آغاز نہیں کرنا۔“ باقی جو کچھ کرنا ہے وہ میں نے تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور راجہ اور دھیرج سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ انتہائی محتاط اور آہستگی سے ایئر چیک پوسٹ کی لکڑیوں سے چٹ کر آہستہ آہستہ اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی وہیں پٹانوں میں ہی دبک کر بیٹھ گئے کیونکہ اس سارے مشن میں سب سے کھٹن مرحلہ ہی یہی تھا کہ راجہ اور دھیرج سنگھ ایئر

جیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں۔ اگر وہ اس میں ناکام ہو جاتے تو پھر عمران کو کچھ اور سوچنا پڑتا اس لئے وہ ان کی طرف سے کاشن کے انتظار میں تھا۔ راجہ اور دھیرج سنگھ واقعی انتہائی احتیاط سے کام لے رہے تھے تاکہ ان کے اوپر غرضتہ کی وجہ سے اوپر کوئی جھٹکا محسوس نہ ہو جس سے اوپر موجود فوجی چونک پڑیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے دھیرج سنگھ کو سانپ کی طرح رنگ کر جیک پوسٹ کے چاروں طرف سے کھلے ہوئے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تو انہوں نے سانس روک لئے۔ دوسرے لمحے راجہ بھی اوپر جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور پھر دس منٹ بعد عمران کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں چھ کا ہندسہ تیزی سے چلتے دیکھنے لگا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے وند بن کو انگلی سے دبا دیا اور چلتا بکھتا ہوا ہندسہ تاریک ہو گیا۔ یہ مخصوص کاشن تھا کہ راجہ اور دھیرج سنگھ نے ایر جیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور اس کے بعد وہ جھکے جھکے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ وہ سب انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے سبہاں نسبتاً کم روشنی تھی کیونکہ روشنی کا سب سے زیادہ انتظام نچلے حصے میں کیا گیا تھا۔ ان کے خیال کے مطابق شاید یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ سب سے زیادہ فوجی بہاڑی کے اس حصے کی طرف تعینات کئے گئے ہوں گے جہاں سے اوپر جانے کے لئے باقاعدہ راستے تھے۔ اس لئے عمران اس کریم کے ذریعے اس

بہاڑی تک پہنچا تھا کیونکہ وہاں سے فوجیوں کو کسی کے آنے کا خیال تک بھی نہ تھا کیونکہ یہ کریم بھی بہاڑی سلسلے کے اندر تھا اور اس بہاڑی سلسلے کے چپے چپے پر فوجی پھیلے ہوئے تھے۔ اگر وہ کریم سے گزر کر وہاں تک نہ پہنچتے تو شاید اتنی آسانی سے وہ اوپر نہ پہنچ سکتے۔ تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد دوبارہ دھولان پر پہنچ گئے تھے۔ نیچے وادی تھی اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وادی میں نیچے چاروں طرف اس طرح سرخ لاشیں لگائی گئی تھیں کہ وادی کا چہرہ چہرہ تیز روشنی سے منور ہو رہا تھا۔

”کمال ہے۔ اس بار تو واقعی کمال کے انتظامات کئے گئے ہیں۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ زمین پر لیٹ کر اور کرالنگ کرتا ہوا آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ چونکہ یہ دھولان تھی اس لئے یہاں بے حد احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ ہاتھ اگر کھسک کر نیچے گرتے تو یقیناً نیچے وادی میں دھماکے سے جا گرتے اور اس قدر آواز پیدا ہوتی کہ شاید سارے فوجی ہی ادھر متوجہ ہو جاتے۔ آدھی دھولان تک درخت موجود تھے اس کے بعد خالی جگہ تھی۔ وادی میں سے بھی درخت اور جھاڑیاں اس طرح صاف کر دی گئی تھیں کہ وہاں صرف چھوٹی چھوٹی گھاس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ عمران کے ساتھی بھی انتہائی احتیاط سے اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ سبہاں فوجی موجود نہ تھے شاید یہاں فوجیوں کو رکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی گئی تھی اور واقعی موجود حالات میں اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ عمران جانتا تھا کہ ایر جیک پوسٹس پر موجود

دے تو پھر یہاں کون فائر کرے گا۔..... چند لمحوں بعد تنور نے کہا۔
 "یہاں بے شمار فوجی موجود ہیں۔ وہ سب چاروں طرف سے اتر
 آئیں گے اور اس کے بعد ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔..... عمران نے
 جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔..... اسی
 لمحے کیپٹن شکیل نے کہا۔
 "کونسی؟..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں سے تین اطراف کی لائنیں تو ہماری ریخ میں ہیں۔ صرف
 ہمارے والی طرف کی نیچے موجود لائنیں یہاں سے ہماری ریخ میں نہیں
 ہیں اور وادی تک روشنی نہیں ہے۔ اگر ہم اس ڈھلوان سے کسی
 مینڈک کی طرح چپٹ کر آہستہ آہستہ نیچے اتر جائیں اور پتھانوں کے
 ساتھ لگ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بعد بیک وقت ان سب
 لائنوں کو سائنسر لگے پشٹلز سے آف کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی چیک
 پوسٹ پر فائر کا کاشن دے دیں اور جنگل میں موجود مشین گنوں کو آن
 کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ کسی کی پوری توجہ اس طرف نہ ہوگی اور ہم
 دوڑ کر آسانی سے اس وادی کو کراس کر کے سیٹیل سنور تک پہنچ
 جائیں گے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"صرف پہنچ جانے سے کیا ہوگا کیپٹن شکیل۔ سنور کاغذ کا نہیں بنا
 ہوا ہوگا۔ اگر جہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں تو لامحالہ سنور کی
 حفاظت کے لئے اس سے بھی زیادہ سخت انتظامات کئے گئے ہوں گے

تمام افراد کی نظریں وادی پر ہی جمی ہوئی ہوں گی اور وادی کی جو پوزیشن
 تھی آدمی تو آدمی وہاں اگر غرگوش بھی دوڑتا تو دور سے صاف نظر آسکتا
 تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں سے آگے خالی
 ڈھلوان جگہ تھی۔

"عمران صاحب۔ اس بار کافرستان نے واقعی ایسے انتظامات کئے
 ہیں کہ اس مشن کو قطعی ناممکن بنا دیا ہے۔..... صفدر نے سرگوشی
 کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب اصل مسئلہ ان سرخ لائنوں کو بچانے کا ہے۔ یہ سب بیڑی
 سے چلنے والی لائنیں ہیں اس لئے ہر بونٹ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیڑی
 ہوگی۔ اگر یہ بجلی سے چل رہی ہو تیں تو پھر تو ایک تار کٹ کر ہم سب
 کو بکھا سکتے تھے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "فائر کھول دیں۔..... تنور نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح سب اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور ہم بے
 بس چوبیسوں کی طرح مارے جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ ویسے اگر ایک بھی لائن بچائی گئی
 تب بھی وہ سب چونک پڑیں گے۔..... صفدر نے کہا لیکن عمران
 نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ عمران کا ذہن واقعی قلابازیاں
 کھا رہا تھا کیونکہ عمران کو یہ خیال ہی نہ تھا کہ جہاں وادی میں اس
 طرح کی سرخ لائنیں بھی نصب ہو سکتی ہیں۔

"اگر راجہ کو کاشن دے دیں اور وہ باقی تین چیک پوسٹوں کو اڑا

میں دوڑتے ہوئے سامنے والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ جائیں گے۔
مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ فوری طور پر فائر نہ کھولیں گے۔ وہ پہلے چیک
کریں گے۔ سوچیں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے اور جب تک وہ
کوئی فیصلہ کریں گے ہم سامنے والی پہاڑی میں واقع اس سنور کے
سامنے پہنچ جائیں گے۔ وہاں پہنچنے ہی ایکشن شروع ہو جائے گا اور اس
ایکشن کے تحت صفدر، راجہ اور دھیرج سنگھ کو ایکشن کا کاشن دے گا۔
کیپٹن عقیل جنگل میں نصب کی گئیں مشین گنوں کو ڈی چارج کر کے
فائر کھول دے گا جبکہ تنویر اور چوہان واڈی میں موجود تمام سرچ لائنوں
کو فائر کر کے نکھادیں گے اور میں سنور کے دروازے کو کھولنے کے لئے
کام شروع کر دوں گا۔ یہ سب کام اکٹھے شروع ہوں گے۔ اس کے ساتھ
ہی آپ سب نے سائیڈوں پر موجود چٹانوں پر بم مار کر چٹانوں کو لرزا
دینا ہے تاکہ وہاں ایسے رخنے وجود میں آجائیں جن کی آپ سب لوگ
اوٹ لے کر اوپر سے ہونے والی فائرنگ سے وقتی طور پر بچ
جائیں..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے
کہا

”واپسی کے بارے میں آپ نے کیا پلاننگ کی ہے عمران صاحب؟..... صفدر نے کہا۔

”ہماری واپسی اسی راستے سے ہوگی جس راستے سے ہم نائیکر اور اس کے ساتھیوں کو لے گئے تھے۔ اس کے لئے میں نے چوہان کو تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ جسے ہی میں سنور کی تیاری کا اعلان

اس لئے ہمیں کافی وقت چاہئے اور لائیں آف ہونے میں ہی وقت ختم ہو جائے گا۔ فوری طور پر تو ان کی توجہ ادھر ہوگی لیکن کب تک۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب تک ہم سٹور کا دروازہ کھول نہ لیں اس وقت تک یہ سب کچھ آف نہ ہو..... عمران نے کہا۔

”یہ تو ناممکن ہے عمران صاحب۔ یہ انتظامات واقعی ناقابلِ تسخیر ہیں.....“ چوہان نے کہا۔

”کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی چوہاں۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔
انظمةا جس قدر سخت ہوں۔ اس قدر ہی ان کے اندر خلا بھی موجود
ہوتے ہیں اور میں کوئی ایسا خلا تلاش کر رہا ہوں.....“ عمران نے
کہا۔

”عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم گھوم کر سامنے والے حصے پر چلے جائیں اور وہاں سے نیچے اتریں۔ اس طرح واڈی کو کراس نہ کرنا پڑے گا“..... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔ بہت لمبا چکر کا ناپڑے گا اور کسی بھی جگہ پر ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے ہمیں سے کرنا ہے۔"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب ہونٹ بھیچ کر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً تین چار منٹ تک مکمل خاموشی طاری رہی۔

”اوہ کے۔ اب واقعی ڈائریکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہم لوگ تیزی سے نیچے اتریں گے اور پھر وادی میں جھکے جھکے انداز

کروں گا چوہان اس رستے پر ڈبلیو۔ ایکس ہم فائر کروے گا اور ہم فوری طور پر اس رستے میں داخل ہو جائیں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔..... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر صفدر کو دے دی۔

”یہ گھڑی تم سنبھال لو۔ تم نے اس سے راجہ اور دھیرج سنگھ کو کاشن دینا ہے۔..... عمران نے گھڑی صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ملاتے ہوئے گھڑی عمران سے لے کر اپنی کلائی پر باندھ لی۔ عمران نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نیا آلہ نکالا اور اسے کیپشن تشکیل کو دے دیا۔

”تم اسے سنبھالو کیپشن تشکیل۔ تم نے اس سے جنگل میں فائرنگ آن کرنی ہے تاکہ سب لوگوں کی توجہ اس طرف ہو جائے۔..... عمران نے آلہ کیپشن تشکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کیپشن تشکیل نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے آلہ پکڑ لیا۔

”آپ سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ اگر فائرنگ سے کوئی زخمی ہو جائے تو اسے بھی سنبھالنا ہوگا۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پشت پر بندھا ہوا سیاہ رنگ کا تھیلیا اتارا اس کی زپ کھول کر اس نے اس میں سے ایک نیلے رنگ کے پینٹل کے مختلف پارٹس باہر نکالے اور پھر انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔ اس کے

بعد اس نے تھیلی کے اندر موجود ایک بند لٹافہ نکال کر اس کو پھاڑا اور اس کے اندر موجود ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کیپسول نکال کر اس نے اسے اس نیلے رنگ کے پینٹل کے ایک خانے میں ڈال کر اسے بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تھیلی میں سے ایک چھوٹا سا سرے پمپ نکالا اس کے اندر سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھیوں نے اپنی اپنی پشت پر موجود تھیلی اتار کر ان میں سے مخصوص نوعیت کے ہم نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔

”او۔ کے۔ اب اللہ کا نام لے کر مشن کا آغاز کر دیا جائے۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔..... عمران نے سامان سمیٹتے ہوئے مسکرا کر کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ملادیتے۔

”اس ڈھلوان پر دوڑ کر ہم نے نیچے اترنا ہے سبھاں چونکہ درخت کاٹنے لگے ہیں اسلئے انکے کچھ نہ کچھ حصے ابھی موجود ہیں اگر ہم احتیاط سے کام لیں تو ان حصوں کی وجہ سے ہم نیچے گرنے سے بچ بھی جائیں گے اور ہماری نیچے اترنے کی رفتار بھی تیز ہوگی۔..... عمران نے کہا۔

”کیوں نہ دو ٹنگ پوزیشن میں نیچے جایا جائے۔..... چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ انہی کئے ہوئے درختوں کے باقی حصوں نے ہمارے جسموں کے پرچے اڑا دیئے ہیں۔..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس ڈھلوان پر اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے باقی

ساتھی بھی اسی انداز میں نیچے اترنے لگے اور پھر تقریباً دو منٹ بعد ہی وہ سب دھواں کے آخری حصے سے چھلانگیں لگا کر نیچے دادی میں اتر گئے۔
 "تیر بھاگو دگ رنگ انداز میں"..... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب انتہائی تیزی اور بے تحاشہ انداز میں وادی کی مخالف پہاڑی کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کے بھاگنے کا انداز بالکل پہاڑی خرگوشوں جیسا تھا لیکن ابھی وہ درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ یکھٹ فضا میں توڑواہٹ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی چوہان کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ وہ ایک جھٹکا کھا کر لڑکھرایا دوسرے لمحے سنبھل کر ایک بار پھر دوڑ پڑا جبکہ باقی ساتھی اسی رفتار سے دوڑتے چلے گئے۔
 دوسری بار توڑواہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس بار صفدر کی چیخ سنائی دی۔ عمران سب کچھ سن رہا تھا۔ یہ اس کے ساتھیوں کی چیخیں تھیں لیکن اس نے اپنے کان بند کر لئے تھے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کی رانوں اور پنڈلیوں میں اتر گئی ہوں۔ اس کے جسم نے جھٹکے کھائے لیکن وہ رکنا نہیں آگے دوڑتا چلا گیا۔ فائرنگ تین اطراف سے مسلسل ہو رہی تھی لیکن وہ اب قدرے محفوظ ہو چکے تھے کیونکہ وہ چٹانوں کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں کے ایکشن کا آغاز ہو گیا۔ سنگ سنگ کی آوازیوں کے ساتھ ہی دھماکوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے تمام سرچ لائٹیں بجھتی چلی گئیں اور وادی میں اندھیرا چھا گیا۔ پھر بموں کے خوفناک دھماکے شروع ہوئے اور

چٹانیں ہوا میں اڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں مسلسل سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو فوجیں آپس لڑ پڑی ہوں۔ سید سیکنڈ بعد اوپر آسمان پر میزائل چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر تین اطراف میں انتہائی خوفناک دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں کے ساتھ ہی وادی میں ہونے والی فائرنگ بند ہو گئی۔ عمران نے اس دوران نیلے رنگ کے پستول کی نال اس ٹکونی چٹان کے درمیان میں رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا اس نے پستول ایک طرف پھینکا اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے وہ سرے پمپ نکالا اور اس کا باریک منہ چٹان میں نیلے پستول کے فائر سے ہونے والے سوراخ میں رکھ کر اس نے پمپ کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور یہ ٹکونی چٹان اڑ کر سالم کی سالم اس وادی میں اُگری۔ عمران نے جیب سے ایک سیاہ رنگ کا چپٹا پستل نکالا اور اس کا درخ دھانے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ وہاں پر ایک لمحے کے لئے تیز شعلے سے ابھرے اور دوسرے لمحے شعلے بجھ گئے اور فضا میں ایسی بدیوسی پھیل گئی جیسے کچا چمڑا جلایا جا رہا ہو۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جیب سے ایک بند بندل سا نکالا اور کسی بالر کی طرح ہاتھ گھما کر اس نے وہ بندل اندر پھینک دیا۔

"راستہ کھولو"..... عمران نے بندل پھینکنے ہی جمع کر کہا اور اس

کے ساتھ ہی ان سے کچھ فاصلے پر انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ سب اس طرف کو دوڑ پڑے۔ دوسرے لمحے ایک ایک کر کے وہ اچھل اچھل کر غار کے دھانے میں داخل ہوئے اور تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ یہ سب کچھ صرف چند منٹوں میں ہی ہو گیا تھا۔ اس راستے میں گھپ اندھیرا تھا لیکن وہ سب اس طرح دوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جیسے وہ اس جگہ سے واقف ہوں۔ کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد عمران رک گیا۔

”راجہ اور دھیرج سنگھ کو کامیابی کا کاشن دے دو صفدر“۔ عمران نے مڑ کر کہا۔

”صفدر صاحب زخمی ہیں۔ میں دیتا ہوں کاشن“..... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ اب گھپ اندھیرے میں انہیں ایک دوسرے کے ہیولے نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ کون کون زخمی ہوا ہے“..... عمران نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”چوہان بھی زخمی ہے“..... تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس دوران کیپٹن شکیل نے اپنے کاندھے پر لدے ہوئے صفدر کو نیچے لٹایا اور تیزی سے اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار فی شروع کر دی۔

”یہ میں کر دیتا ہوں۔ تم باہر دھانے کا خیال رکھو“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”تنویر نے چوہان کو نیچے لٹایا اور پھر وہ بھی کیپٹن شکیل کے پیچھے

واپس مڑ گیا۔ عمران نے سب سے پہلے تو گھڑی کے دند بن کو کھینچ کر مخصوص انداز میں کاشن دیا اور پھر اس نے ٹٹول کر صفدر کی حالت کو چیک کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ صفدر کے دل کی حرکت رک چکی تھی۔

”جوتے پہن لیں باس۔ باہر کانٹے دار جھاڑیاں ہیں۔“..... آنے والے نوجوان نے کہا تو شاگل دروازے کے قریب سے اس طرح پلٹا جیسے پہلی بار اسے اس نوجوان کی ہٹ میں موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

”جوتے۔ کون سے جوتے۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم سوہن تم یہاں۔ تم کیسے آئے ہو۔ وہ۔ وہ عمران کہاں ہے۔ تم شاید کہہ رہے تھے کہ وہ حملہ کر دیں گے۔“ شاگل نے احمقوں کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر لیا گیا ہے۔ ابھی وہ چھپے ہوئے ہیں۔ آپ جوتے پہن لیں۔ ویسے فکر کی کوئی بات نہیں وہ کسی طرح بھی سپیشل سنور پر حملے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور ہو سکتا ہے کہ اب تک وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں۔“..... سوہن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اوہ۔ اچھا۔ کاش اس بار۔ مجھے پہلے خطرہ تھا کہ وہ آج رات ضرور حملہ کریں گے۔ میں تو بس ویسے ہی آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا تھا۔ مگر یہ کم بخت نیند نبھانے کیوں آگئی۔ یہ بھی ضرور اس عمران کی سازش ہوگی۔ کم بخت ہر طرف سے وار کرتا ہے۔ فائنس۔“..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جلدی جلدی جوتے پہنچنے شروع کر دیے۔ سوہن اس دوران ہٹ سے باہر نکل گیا تھا۔ چند لمحوں بعد شاگل دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکلا اور تیزی سے بھاگتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ کافی دور جانے

شاگل اپنے مخصوص ہٹ میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک ہٹ کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلنے کی آواز سن کر وہ بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ہٹ میں بیڑی سے چلنے والی لائٹ جل رہی تھی۔

”باس۔ باس۔ عمران اور اس کے ساتھی بسرام بہاؤی کی طرف چھپے ہوئے چیک کر لئے گئے ہیں۔ وہ سپیشل سنور پر حملہ کرنے والے ہیں۔“..... دروازے سے اندر آتے ہوئے ایک نوجوان نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے حملہ کیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا۔ کیا۔“..... شاگل نے جو کچی نیند سے اٹھا تھا۔ بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر بستر سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ اسے جوتے پہننے کا بھی ہوش نہ رہا تھا

کے بعد وہ درختوں کے اندر گھرے ہوئے ایک اور ہٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک کافی بڑی مشین نصب تھی اور یہاں چار افراد بھی موجود تھے جن میں سوہن بھی شامل تھا۔

”باس۔ یہ دیکھیے عمران اور اس کے ساتھی۔ بسرام پہاڑی کی طرف چھپے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ کہیں تو کرنل موہن کو ان کی وہاں موجودگی کی اطلاع کر دی جائے۔“..... ایک آدمی نے شاگل کے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور شاگل تیزی سے اس مشین کی طرف دوڑ پڑا۔ جس کے درمیان ایک سکرین روشن تھی اور اس سکرین پر ایک پہاڑی کا درمیانی حصہ نظر آ رہا تھا جہاں درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ رنگ کے جست لباس تھے اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ مگر یہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ وہ کرنل موہن اور اس کی بلیک فورس اور وہ سارے فوجی۔ کیا وہ سب اندھے ہو گئے ہیں۔“..... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

”ہم نے بھی اچانک دو بگائیڈز کا رخ گھمایا تو یہ نظر آ گئے۔“.....
 ”نجانے یہ یہاں تک کیسے صحیح سلامت پہنچ گئے ہیں اور ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت بھی نہیں ہو رہی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کسی کو بھی ان کی یہاں تک آمد کا علم نہیں ہے۔“..... سوہن نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ کرنل موہن کو اطلاع کر دی جائے۔“..... اسی آدمی نے دوبارہ کہا جس نے پہلے شاگل سے یہ بات کی تھی۔

”نہیں۔ جب وہ خودی احمق بنے ہوئے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم ان کا شکار خود کھیلیں گے۔“..... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ آدمی سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

”باس۔ مجھے تو یقین ہے کہ یہ کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ جیسے ہی یہ آگے بڑھے چاروں ایئر چیک پوسٹوں سے ان پر فائر کھل جائے گا اور یہ لوگ ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔“..... سوہن نے کہا۔

”تم نے اپنے والی ایئر چیک پوسٹ کو مطلع کر دیا ہے۔“ شاگل نے چونک کر کہا۔

”میں باس۔ ہماری پوری سائیڈ الرٹ ہو چکی ہے۔“..... سوہن نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر وہ درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر بے تماشہ انداز میں دوڑتے ہوئے نیچے وادی کی طرف دوڑنے لگے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ احمق موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ صریحاً موت کی طرف۔“..... شاگل نے چٹختے ہوئے کہا۔

”یہ جیسے ہی وادی میں اتریں گے فائر کھل جائے گا۔“..... سوہن نے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایک کر کے وہ سب وادی میں اتر

جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اسی لمحے دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور پھر کان پھاڑ دھماکے ان کے ہٹ کے باہر سنائی دیئے اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔“ شاگل نے ہڈیانی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ باس۔ ایرزچیک پوسٹ کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور باس یہ میزائل کرمل موہن والی چیک پوسٹ سے فائر کئے گئے ہیں۔“ اسی لمحے ایک آدمی نے دوڑ کر ہٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور شاگل حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

”باس۔ وہ سنور کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ اچانک سوہن نے پچھتے ہوئے کہا اور شاگل نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو سنور کے ارد گرد جناحیں دھماکوں کے ساتھ فضا میں اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”احمق۔ سنور اس طرح تباہ نہیں ہو سکتا۔ فوراً سپیشل گروپ کو حکم دو کہ وہ داوی میں اتر کر ان کا خاتمہ کرے۔ فوراً“ شاگل نے پچھتے ہوئے کہا اور ایرزچیک پوسٹ کی تباہی کی اطلاع لے آنے والا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ باس۔ سنور کا چٹانی دروازہ اڑ گیا ہے۔“ اچانک ایک آدمی نے پچھتے ہوئے کہا۔

گئے جہاں سرچ لائنوں کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب زگ زبگ انداز میں شاگل والی پہاڑی کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے لگے۔

”اوہ۔ اوہ۔ فائرنگ کیوں نہیں ہو رہی۔“ شاگل نے پچھتے ہوئے کہا۔

عمران اور اس کے ساتھی اب تک وادی کے درمیان میں پہنچ گئے تھے اور پھر فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر ایک آدمی لڑکھرایا مگر پھر سنبھل کر بھاگ پڑا۔ پھر دوسرا ہٹ ہوا۔ وہ نیچے گرا مگر پھر اٹھ کر جاگ پڑا۔ سب سے آگے عمران تھا۔ گو اس کا چہرہ مختلف تھا لیکن اس کا قد وقامت اور انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ عمران ہے۔ شاگل کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں عمران نے بھی زخمی ہو کر تھکے کھائے لیکن پھر دوڑ پڑا۔ عمران اس بے تحاشہ انداز میں دوڑ رہا تھا کہ اسے لپٹنے ساتھیوں کا بھی ہوش نہ تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب سنور والی پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ ان میں سے تین زخمی تھے لیکن وہ بھی سنبھلے ہوئے تھے۔ اچانک وادی میں موجود دوسرے لاشیں ایک ایک کر کے بجھتی چلی گئیں اور سکرین پر روشنی اہلی ہوتی چلی گئی۔

انفرا ریڈ آن کر دو۔ جلدی کرو۔ یہ سرچ لائنیں تباہ کر رہے ہیں۔“ شاگل نے جمع کر کہا اور ایک آدمی نے مشین کے مختلف بن بن دبانے شروع کر دیئے اور تار یک پڑتی ہوئی سکرین ایک بار پھر

تقریباً دس منٹ تک مسلسل دوڑنے کے بعد وہ اچانک ایک کھلے دھانے سے وادی میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دس مسلح افراد کو احمقوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے دیکھا۔

”وہ ادھر گئے ہیں۔ ادھر آؤ۔ احمق“..... شاگل نے چیخے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس نے خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ایک غار کا دھانہ کھلتے ہوئے دیکھا تھا اور جس طرف اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے دیکھا تھا ان میں سے دو افراد شدید زخمی تھے یا مر چکے تھے۔ کیونکہ دو افراد نے انہیں کاندھوں پر لاوا ہوا تھا۔ شاگل کے پیچھے اور اس طرف کو دوڑنے کی وجہ سے اس کے مسلح ساتھی بھی سب اس طرف کو دوڑ پڑے۔ لیکن ابھی وہ اس دھانے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک کوئی چیز اس دھانے سے اڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور شاگل نے یکھٹ سانپ پر چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور انسانی میٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ شاگل بال بال ہچا تھا۔ اگر وہ ایک لمحہ بھی چھلانگ لگانے میں رکتا تو یہ ہم جو اس دھانے سے پھینکا گیا تھا ٹھیک اس کے قدموں میں پھنستا۔

”فائر کرو۔ یہ اس دھانے میں چھپے ہوئے ہیں“..... شاگل نے ایک چٹان کی اوٹ لپیٹے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دھانے کی طرف فائرنگ شروع ہو گئی۔ اس کے آدمی ادھر ادھر پڑے پڑے پتھروں کی اوٹ لپیٹے ہوئے دھانے پر فائر کر رہے تھے جبکہ چھ افراد اس

”کیا۔ کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... شاگل نے حیرت بھرے انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں سکرین پر نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کی چوڑی گھما کر اسے انسان سے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ سنو تباہ ہو گیا۔ اوہ۔ سب انتظامات تباہ ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیٹ“..... شاگل نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک سانپ پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور چٹانیں اڑتی دکھائی دیں۔ ”یہ۔ یہ۔ ارے یہ تو غار کا دھانہ ہے۔ اوہ۔ یہ وہی راستہ ہے جسے ہم تلاش نہیں کر سکے۔ اوہ۔ یہ نکل جائیں گے“..... شاگل نے یکھٹ پیچھے ہونے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور پاگوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر آکر وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا شمال کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کے پیچھے سوہن بھی باہر آگیا تھا اور اب وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک درخت کے قریب پہنچے۔ سوہن نے آگے بڑھ کر اس درخت کے تنے پر چڑھ کر قریب زور سے ٹھوکر ماری تو زمین کا ایک ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی نیچے روشنی ہو گئی۔ نیچے ایک کچا راستہ جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ شاگل اور سوہن اس راستے پر دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے اور پھر

ہم کے دھماکے سے ہلاک ہو چکے تھے اور ابھی شاگل اور اس کے باقی ماندہ ساتھی سنبھلے ہی نہ تھے کہ اچانک سامنے سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ یہ فائرنگ سامنے اور سائیڈوں پر موجو دیہاڑی سمتوں سے ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر شاگل کے ساتھیوں کی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ احمق۔ ہم پر فائر کھول رہے ہیں۔“ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پتھر کی اوٹ سے نکلا اور چھتے کی سی رفتار سے دوڑتا ہوا واپس اس دھانے میں داخل ہو گیا جس سے نکل کر وہ وادی میں پہنچا تھا۔ اسی لمحے سوہن بھی اس کے پیچھے آگیا۔ ان کے دس کے دس آدمی باہر ختم ہو گئے تھے۔ چھ آدمی تو ہم سے ہلاک ہوئے تھے جبکہ باقی چار کو سامنے سے ہونے والی فائرنگ نے بھون ڈالا تھا۔ صرف شاگل اور سوہن اس لئے بچ گئے تھے کہ وہ اس فائرنگ کی براہ راست زد میں نہ تھے ورنہ اس اچانک فائرنگ سے ان کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ اب باہر انتہائی خوفناک انداز میں تین اطراف سے بے تحاشہ فائرنگ ہو رہی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ احمق۔ یہ احمق۔ اوہ۔ وہ بھاگ جائیں گے۔ اوہ۔ انہیں روکو سوہن۔ ان احمقوں کو روکو۔ اوہ۔ اوہ۔“ شاگل نے غصے اور بے بسی سے تقریباً ناپتے ہوئے کہا اور سوہن نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹور، ٹور، ٹور کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ سوہن کالنگ۔ اور۔“ سوہن نے جیج جیج کر کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ جگوش انڈنگ۔ اور۔“ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جگوش۔ فوراً سب ایجنسیوں کے ہیڈ کوارٹرز کو کال کر کے باس شاگل کی طرف سے اطلاع دو کہ وادی میں فائرنگ بند کر دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک غار میں چھپ گئے ہیں اور فائرنگ کی وجہ سے ہمارے دس افراد بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہم ان کے پیچھے بھی نہیں جا سکتے۔ جلدی بند کر دو یہ فائرنگ۔ اور۔“ سوہن نے چیختے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سوہن نے اور ایڈز آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ شاگل دھانے کی سائیڈ پر چھپا ہوا باہر ایک تک دیکھے چلا جا رہا تھا۔ باہر جیسے گولیوں کی مسلسل بارش سی ہو رہی تھی۔

”یہ۔ یہ احمق۔ نا سنسن۔ یہ۔ یہ اب اتنی فائرنگ کر کے انہیں کور دے رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ کاش یہ احمق فائرنگ نہ کرتے۔“ شاگل نے انتہائی تنہا جلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سوہن۔ جلدی کرو۔ جتنے بھی مسلح افراد ہیں سب کو یہاں وادی میں کال کر لو۔ سب کو۔ فوجیوں کو بھی۔ سب کو کال کر لو۔ سب کو۔“ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور سوہن نے ایک بار پھر

تقریباً چاس کے قریب فوجی تیزی سے اس غار کے دھانے کی طرف بڑھ گئے۔

”ہم مار کر اڑا دو۔ ہم مارو۔“..... شاگل نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس چٹان پر جہاں غار کا دھانہ تھا آہٹانی طاقتور ہم بارش کی طرح برسے گئے اور پھر جیسے کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اس طرح اچانک پہاڑی کا وہ حصہ پھٹ پڑا اور دوسرے لمحے پوری وادی آہٹانی کر بناک انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ پوری وادی پر پہاڑی چٹانوں اور پتھروں کی جیسے بارش سی ہو رہی تھی اور ان چٹانوں اور پتھروں کے درمیان انسانی ہیولے اس طرح اچھل رہے تھے۔ گر رہے تھے۔ چیخ رہے تھے اور چپ رہے تھے جیسے کسی فلم کی رفتار کو یکھت تیز کر دیا جائے تو چلتے ہوئے انسان بھاگتے دکھائی دیتے لگتے ہیں۔ ایک بھاری پتھر شاگل کے جسم سے بھی نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی شاگل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا جا رہا ہو۔ یہ احساس بھی اسے صرف ایک لمحے تک رہا۔ اس کے بعد اس کے تمام احساسات موت کی سیاہی میں جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔

ٹراسمیر آن کر کے کال دینا شروع کر دی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فائرنگ آہستہ آہستہ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی شاگل تیزی سے دوڑ کر اس دھانے سے باہر نکلا تو اس نے ہر طرف سے فوجیوں کو دوڑ دوڑ کر وادی میں اترتے ہوئے دیکھا۔ اس کے اپنے ساتھی اور فوجی بھی اس سائیڈ سے کود کر نیچے اترنے لگے تھے۔

”ادھر ادھر۔ دھانے کی طرف۔ ادھر۔“..... شاگل نے چیخ کر اس دھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے ان پر ہم پھینکے گئے تھے۔ اب پہاڑی کی تمام اطراف سے فوجی چیونٹیوں کی طرح نیچے اترتے چلے آ رہے تھے۔ ہر طرف فنی سرچ لائٹیں لگا دی گئی تھیں جس کی وجہ سے سارا علاقہ روشن ہو گیا تھا۔ ابھی شاگل چیخ کر اپنے فوجیوں کو اس غار کے دھانے کی طرف متوجہ کر رہا تھا جس میں اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا کہ یکھت آسمان پر ہیلی کاپروں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپر ہیلی کی سی تیزی سے وادی کے اندر اتر گئے۔ ایک ہیلی کاپر سے کرنل موہن اور اس کی دوست کپٹن مانیکا جبکہ دوسرے ہیلی کاپر سے مادام ریکھا اور اس کی اسسٹنٹ کاشی اور تیسرے ہیلی کاپر سے کرنل داس باہر آ گیا۔ سب فوجی اور ان سے متعلق انجنٹ اپنے اپنے لیڈروں کے ہیلی کاپروں کی طرف اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن شاگل ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے آدمیوں کو اس غار کی طرف بڑھنے کا حکم دیتا رہا اور اس کے حکم پر اس کے دس بارہ انجنٹ اور

لحے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"عمران صاحب۔ بے شمار فوجی ہر طرف سے واوی میں اتر رہے ہیں اور انہوں نے غار کے دھانے کو چٹیک کر لیا ہے۔"..... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"چلو اٹھاؤ انہیں۔ تنویر کو بلاؤ اور ان دونوں کو لے کر اس سرنگ میں دوڑو۔ پہلے تم یہاں سے گزر چکے ہو۔ اس لئے اندھیرے کے باوجود تم آگے آسانی سے جا سکتے ہو۔"..... عمران نے جھٹھٹھہ ہونے کہا اور اسی لحے تنویر بھی دوڑتا ہوا واپس آگیا۔

"ہمیں گھیر لیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بے شمار ہے۔"..... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم صفدر اور چوہان کو لے کر دوڑو۔ میں ان کا بندوبست کرتا ہوں۔ جلدی کرو۔"..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ۔"..... کیپٹن شکیل نے احتجاج بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔" عمران نے اہتیائی سرولہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر واپس دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ جبکہ کیپٹن شکیل نے دوبارہ صفدر کو اور تنویر نے چوہان کو اٹھا کر کاندھے پر لاوا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ عمران نے دھانے میں آکر ایک لحے کے لئے باہر کا جائزہ لیا۔ باہر واقعی بے شمار فوجی اکٹھے ہو رہے تھے اور چاروں طرف سے مسلسل واوی میں اترتے چلے آ رہے

عمران نے جیسے ہی اندھیرے میں صفدر کے جسم کو ٹٹولا۔ دوسرے لحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ صفدر کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی۔ عمران نے ہڑبڑا کر ایک بار پھر صفدر کے جسم کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں جیسے آتش فشاں سا پھٹ پڑا تھا۔ صفدر کی موت کے تصور نے اس کی روح کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ دوسرے لحے کسی میکانیکی کھلونے کی طرح اس کا سر صفدر کے سینے پر جم گیا۔ اس نے کان اس کے سینے سے لگا دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ہونے والے دھماکوں میں تیزی سے کمی آنا شروع ہو گئی۔ صفدر کا دل و حرکت رہا تھا۔ گو اس کی دھڑکن خاصی سست تھی لیکن بہر حال وہ دھڑک رہا تھا۔ صفدر زندہ تھا اور عمران کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ نجانے پہلے اس نے صفدر کے جسم کے کس حصے کو اس کا سینہ سمجھ کر چٹیک کر نا شروع کر دیا تھا۔

تھے۔ اسی لمحے اسے دور سے شاگل کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں فوراً ایک خیال آیا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔ اب ان لوگوں کو روکنے کی ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی تھی۔ اسے یاد آگیا تھا کہ یہاں سردار موہن سنگھ کے گروپ کا اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور اگر اس ذخیرے کو فائر آن کر دیا جائے تو پھر کافی در تک ان فوجیوں کو آگے بڑھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ اس نے تیزی سے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کی پین کھینچ کر پوری قوت سے اسے دھانے سے باہر اچھال کر وہ پتلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پیچھے بڑھ گیا۔ اسی لمحے باہر وادی میں ایک کان بھاڑ دھماکہ سنائی دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس دھماکے کے بعد شاگل فوجیوں کو اس جگہ پر بم پھینکنے کا حکم دے گا اور اس طرح نیچے موجود اسلحہ کا ذخیرہ بھی اس بمباری کی زد میں آکر پھٹ جائے گا اور یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ پہاڑی کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو کر وادی میں جا گرے گا۔ اس طرح بھی فوجی آگے بڑھنے سے رک جائیں گے اور ایسے بھی اسلحے کے خوفناک دھماکے انہیں فوراً آگے بڑھنے سے روک دیں گے اس طرح وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس پوائنٹ سے باہر نکل کر پہاڑی جنگل میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے گا جہاں سے پہلے وہ ٹائیگر اور جانا کو نکال کر ہیلی کاپٹر پر لے گیا تھا۔ بس اب اس کے لئے اصل مسئلہ یہ تھا کہ شاگل کی طرف سے ہونے والی بمباری سے پہلے وہ

اسلحے کے سٹور والے حصے کو کراس بھی کر جائے اور کافی فاصلے پر بھی پہنچ جائے۔ ورنہ اگر وہ خود اس تباہی کی زد میں آگیا تو شاید اس کے جسم کا ایک ریزہ بھی سلامت نہ رہے گا۔ اندھیرے میں بھاگتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس قدر تیزی سے بھاگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں مشین فٹ ہو گئی ہو۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو چکی تھیں اس لئے اب اسے راستہ نظر آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

”جلدی چلو۔ جلدی۔“ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر تنویر کے کاندھے پر لڑے ہوئے چوہان کو تنویر سے لیکر خود اٹھایا کیونکہ تنویر جس انداز میں چل رہا تھا اس سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ خود بھی زخمی ہے اور چوہان کا وزن اٹھا کر شاید مزید دس بارہ قدم بھی نہ چل سکے گا۔

”ہمت کرو تنویر۔ ہمت کرو۔ ہم لاکھوں مشکباریوں کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کے اس فقرے نے جیسے تنویر کے جسم میں نئی روح پھونک دی۔ اس کی رفتار یکثرت تیز ہو گئی۔ اسی لمحے ان کے عقب میں خوفناک دھماکے ہوئے۔ اس قدر خوفناک دھماکے کہ ان کے جسم بے اختیار اس طرح آگے کی طرف ہوئے جیسے کسی دیو نے انہیں پیچھے سے دھکیل دیا ہو۔ وہ سب بری طرح لڑکھڑانے لیکن پھر سنبھل گئے۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے۔ انتہائی خوفناک دھماکے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پہاڑی

میں کوئی طفیلہ آتش فشاں موجود تھا جو یکھٹ پھٹ بڑا ہو۔ وہ مسلسل بھاگے چلے جا رہے تھے اور پھر اچانک آگے جاتا ہوا کیپٹن تشکیل رک گیا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے جھولا اور پھر وہ صفدر سمیت نیچے فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

"اوہ۔ اسے کیا ہوا؟" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"کیپٹن تشکیل بھی زخمی ہے" تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ تم صفدر کو اٹھا لو گے تنویر؟" عمران

نے تنویر سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں اٹھا لوں گا" تنویر نے کہا اور جھک کر صفدر کو اٹھانے لگا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بھی گھٹنوں کے بل گرا اور پھر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ وہ بھی ساکت ہو چکا تھا اور عمران چوہان کو اٹھانے اپنے زخمی اور بے ہوش ساتھیوں کے اس ڈھیر کے ساتھ حیرت سے بہت بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کا ذہن اس تجویزیشن کی وجہ سے جیسے یکھٹ ماؤف سا ہو گیا تھا۔ اسے بس اپنے عقب میں ہونے والے دھماکے سنائی دے رہے تھے اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کاندھے پر موجود چوہان کا وزن انتہائی تیزی سے بڑھنے لگ گیا ہو۔ پھر یہ وزن اس قدر بڑھ گیا کہ بے اختیار اس کے گھٹنے ٹیڑھے ہوئے اور دوسرے لمحے وہ چوہان سمیت زمین پر پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں پر ڈھیر ہوتا چلا گیا اس کا ذہن ایک بار پھر گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ یقیناً یہ موت کی تاریکی تھی۔ ایسی تاریکی جس کی کوئی سرحد نہ تھی۔

راجہ اور دھیرج سنگھ دونوں ایرہجیک پوسٹ سے نیچے اتر کر دوڑتے ہوئے ایک ہیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے تینوں ایرہجیک پوسٹس کو میزائلوں سے تباہ کر دیا تھا اور انہیں واپسی کا کاشن بھی مل گیا تھا اور اس کاشن کے ملتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اس جھیک پوسٹ سے نیچے اترے۔ نیچے ایک قیامت سی برپا تھی۔ ہر طرف فوجی اور دوسرے افراد بے تحاشہ دوڑتے ہوئے وادی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ وہاں اس قدر سنگین حالات تھے کہ ان دونوں کی طرف کسی نے بھی توجہ نہ کی تھی۔ وادی سے دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور جنگل میں ہونے والی فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بھوجا پھاریوں اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔

”اب ہم نے کہاں جاتا ہے“..... راجہ نے دوڑتے ہوئے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آجاء۔ آجاء میرے ساتھ“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ اس بڑے ہٹ کے قریب پہنچ گئے جس کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا اور فوجی اس ہٹ سے نکل کر اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہے تھے اور ایک ہیلی کاپٹر کی آواز درختوں کے اوپر سے سنائی دے رہی تھی۔

”ہم نے اس ہیلی کاپٹر قبضہ کرنا ہے“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور راجہ نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا پنکھا تیزی سے حرکت کرنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھ گیا۔

”اس کے پائیدانوں کو پکڑ لو۔ ہم نے اس پر چڑھنا ہے“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمبی مگر اونچی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ ہیلی کاپٹر کے پائیدان سے لٹک گیا تھا اسی لمحے راجہ نے بھی چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی دھیرج سنگھ کے جسم کو نیچے کی طرف زور دار جھٹکا لگا۔ راجہ نے دھیرج سنگھ کی ناٹنگیں پکڑ لی تھیں۔ اگر دھیرج سنگھ کے ہاتھ پائیدان پر مضبوطی سے جمے ہوئے نہ ہوتے تو یقیناً وہ نیچے گر پڑتا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر مسلسل اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ دھیرج سنگھ نے ایک ہاتھ پائیدان سے ہٹا کر نیچے کی طرف جھکایا اور راجہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس کے ساتھ ہی دھیرج سنگھ نے اپنے جسم کو زور

دار جھٹکا دے کر اوپر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ سے لٹکا ہوا راجہ کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا آیا اور دوسرے لمحے راجہ نے پائیدان پکڑ لیا۔ اب ہیلی کاپٹر درختوں سے کافی اوپر پہنچ چکا تھا۔

”اوپر چلو“..... دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں پیر پائیدان میں پھنسائے اور پھر اس کا جسم قلا بازی کھا کر اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ہیلی کاپٹر کے عقبی کھلے حصے پر چڑے اور دوسرے لمحے اس نے پیر پائیدان سے ہٹائے اور ایک بار پھر کسی بازی گر کی طرح اس کے جسم نے فضا میں تھکولا کھا یا اور ایک دھماکے سے وہ ہیلی کاپٹر کے اندر عقبی حصے میں جا گرا۔

”کون ہو۔ کون ہو تم“..... سامنے بیٹھے ہوئے چار افراد نے تیزی سے مڑ کر بیچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس بار راجہ بھی دھیرج سنگھ کی طرف قلا بازی کھا کر اندر آگرا تھا۔

”خبردار“..... دھیرج سنگھ نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں سائلنسر لگے مشین پشیل کی سنک کی مخصوص آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ہیلی کاپٹر گونج اٹھا۔ لیکن اس میں دھیرج سنگھ کی اپنی چیخ بھی شامل تھی۔ ایک فوجی نے اس پر فائر کر دیا تھا۔

”انہیں نیچے جھینک دو“..... دھیرج سنگھ نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر جب لگایا اور دوسرے لمحے وہ سیٹوں پر

تھپتے ہوئے فوجیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا پائلٹ سیٹ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے نیچے جا رہا تھا کیونکہ پائلٹ کی پشت میں گولی لگی تھی اور وہ بغیر مڑے ہی سیٹ پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ دھیرج سنگھ نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا کنٹرول ایک ہاتھ سے تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پائلٹ کی سیٹ کھولی اور پھر اسے نیچے دھکیل کر اس نے سیٹ سنبھال لی۔ راجہ نے اس دوران فائرنگ کر کے تھپتے ہوئے جسموں کو ساکت کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایک کر کے انہیں کھینچ کھینچ کر نیچے اچھلانا شروع کر دیا تھا۔ دھیرج سنگھ ہیلی کاپٹر کو بلندی کی طرف لے جانے لگا اور تھوڑی دیر بعد جب ہیلی کاپٹر فوجیوں سے خالی ہو گیا تو راجہ ایک طویل سانس لیتا ہوا سائیڈ سیٹ پر آکر جیسے ڈھیر ہو گیا۔ اسی لمحے نیچے انہیں خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ راجہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیسے دھماکے ہیں۔"..... راجہ کے لمحے میں خوف کی لرزش تھی۔

"اسلحے کا ذخیرہ پھٹ گیا ہے شاید۔"..... دھیرج سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا۔

"اسلحے کا ذخیرہ۔ کیا مطلب۔ کونسا ذخیرہ۔"..... راجہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے گروپ کا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں نے دھماکے کئے ہیں یا ان فوجیوں نے۔"..... دھیرج سنگھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اڑو۔ اڑو۔ مگر تم اب کہاں جا رہے ہو۔ اڑے یہ خون۔ یہ جہاد کی گردن سے خون بہہ رہا ہے۔ تم زخمی ہو۔"..... راجہ نے یکھٹ چبھتے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو راجہ۔ یہ قیامت کے لمحات ہیں۔ میری فکر مت کرو۔ بس دعا کرو کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی بچ گئے ہوں۔"..... دھیرج سنگھ نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر وادی کے اوپر سے گزرنے لگا۔ نیچے واقعی ایک قیامت برپا تھی۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے اور نیچے ان دھماکوں کی وجہ سے تیز روشنی پھیل ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی پہاڑی پتھر فضا میں اڑتے نظر آ رہے تھے۔ دھیرج سنگھ کے ہونٹ جھنجھٹے ہوئے تھے۔ سجدہ لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر وادی کو کر اس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کچھ دور جا کر دھیرج سنگھ نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے اپنے ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت یکھٹ بڑھتی چلی گئی اب تک وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن اب اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اب مزید اپنے آپ کو سنبھالنا اس کے لئے ناممکن ہو گیا ہو۔

"راجہ۔ راجہ کنٹرول سنبھالو۔ میرا ذہن ماؤف ہو جا رہا ہے۔

کنزول سنبھالو..... اچانک دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک طرف کو جھٹکنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہاری حالت تو غراب ہو رہی ہے۔ اور آجائے۔ اپنے آپ کو سنبھالو....." راجہ نے انتہائی بریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دھیرج سنگھ کو گھسیٹ کر سائیڈ پر لٹایا اور خود ہیلی کاپٹر کا کنزول سنبھال لیا۔

"آگے لے چلو۔ آگے لے چلو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ پلیز دھیان رکھنا۔ ذرا سی غلطی سے ہیلی کاپٹر کسی درخت سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا....." دھیرج سنگھ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامتے ہوئے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آنا جا رہا تھا لیکن وہ پوری قوت سے اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ بے ہوش ہو گیا تو پھر وہ سب ختم ہو جائیں گے۔

"پپ۔ پپ۔ پانی۔ کاش پانی مل جائے....." دھیرج سنگھ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں لے آتا ہوں پانی سبھاں دو بوتلیں ہیں....." راجہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا اور اچھل کر عقبی حصے میں گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک بوتل موجود تھی۔ دھیرج سنگھ اب سیٹ پر بیٹھا کسی پنڈولم کی طرح جھول رہا تھا۔ راجہ نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل دھیرج سنگھ کے منہ سے لگا دی اور دھیرج سنگھ بڑے بڑے گھونٹ لے کر

پانی پینے لگا۔ آدمی سے زیادہ بوتل جب اس کے حلق میں اتر گئی تو اس کا ڈوبتا ہوا ذہن دوبارہ بیدار ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے ہر طرف پھیلتا ہوا اندھیرا دوبارہ روشنی میں تبدیل ہو گیا ہو۔ راجہ نے بوتل کا باقی پانی اس کی گردن پر انڈیل دیا۔

"اوہ شکر یہ راجہ۔ تم نے مجھے نئی زندگی دے دی ہے۔ اب میں صحیح ہوں....." دھیرج سنگھ نے اس بار مسکراتے ہوئے ہوشیار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے دوبارہ پانٹل سیٹ سنبھال لی اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکنے سے آگے بڑھنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو درختوں کے درمیان خالی جگہ پر اتار دیا۔

"آؤ نیچے اترو۔ جلدی آؤ....." دھیرج سنگھ نے انجن بند کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور راجہ اچھل کر دوسری طرف سے نیچے اتر آیا اور پھر وہ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ایک چٹان کے قریب پہنچ کر دھیرج سنگھ رکا۔ اس نے تھک کر چٹان کے ایک حصے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا۔

"میری مدد کرو راجہ۔ جلدی کرو اسے اوپر اٹھاؤ....." دھیرج سنگھ نے چیختے ہوئے کہا اور راجہ تھک کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان ایک طرف ہٹ چکی تھی اور وہاں اب ایک بڑا سا سوراخ نظر آنے لگا تھا۔

"آؤ نیچے....." دھیرج سنگھ نے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور ہلکی

ی ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی اس سرنگ منارستے میں روشنی سی پھیل گئی۔ بائیں ہاتھ پردھما کے ابھی تک سنائی دے رہے تھے لیکن اب ان میں وہ ہلکے جیسی شدت نہ رہی تھی۔ دھیرج سنگھ ہاتھ میں نارنج پکڑے اس طرف کو واپس دوڑنے لگا جو ہر دای ترنام تھی۔ راجہ اس کے پیچھے تھا۔

”ارے۔ اود۔ اود۔ یہ پڑے ہیں۔“..... ٹھک دھیرج سنگھ نے چپچپے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں انسانوں کے ایک دھیر کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے جو ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے اور سب کے سب زخمی تھے۔

”جلدی کرو راجہ۔ ہمیں ان سب کو پہلی کاہڑ میں پہنچانا ہے۔“ جلدی کرو۔ ورنہ فوج اندر آگئی تو سب کا خاتمہ ہو جانے کا۔“ دھیرج سنگھ نے چپچپے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹھک کر عمران کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن ایک تو وہ خود زخمی تھا دوسرا عمران کا وزن کافی تھا۔

”نہرو۔ مل کر اٹھاتے ہیں۔ تم اکیلے نہ اٹھا سکو گے۔“ راجہ نے کہا اور عمران دونوں نے مل کر عمران کو اٹھایا اور واپس اس سوراخ کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران کو اس سوراخ کے نیچے چھوڑ کر وہ دونوں ہی ایک بار پھر واپس دوڑے اور اس بار وہ چوہان کو اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح کئی چکر لگانے کے بعد وہ ان سب کو اس سوراخ کے نیچے اکٹھے کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

”اب انہیں اوپر لے جانا ہے۔ میں اوپر جاتا ہوں۔ تم ایک ایک کو اٹھا کر اوپر کی طرف بڑھانا۔ میں انہیں باہر کھینچ لوں گا۔“ دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہائی جمپ کے انداز میں اچھلا اور اس کے دونوں ہاتھ سوراخ کے کنارے پر جم گئے اور چند لمحوں بعد اس کا جسم بازوؤں کے زور پر اٹھتا ہوا سوراخ سے باہر آگیا۔ پھر راجہ عمران کو کاندھے پر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہوا تو دھیرج سنگھ نے ٹھک کر ہاتھ نیچے کئے اور عمران کا بازو پکڑ لیا۔ پھر نیچے سے راجہ نے اوپر اٹھایا اور اوپر سے دھیرج سنگھ نے کھینچا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد دھیرج سنگھ عمران کو باہر کھینچ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر ایک ایک کر کے باقی ساتھیوں کو بھی باہر کھینچ لیا گیا۔ سب سے آخر میں صفدر کو اٹھایا گیا۔

”اود۔ اود۔ جلدی کرو۔ میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں۔“..... ٹھک راجہ نے چپچپے ہوئے کہا اور راجہ کے یہ الفاظ سننے ہی دھیرج سنگھ کے جسم میں جیسے بجلیاں سی بھر گئیں اور اس نے ایک ہی جھٹکے سے صفدر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔

”باہر آجاؤ جلدی۔“..... دھیرج سنگھ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اسے بھی قریب آتی سنائی دینے لگی تھیں۔ یہ فوجی بوٹوں کی بھاری آوازیں تھیں اور چند لمحوں بعد راجہ باہر آگیا۔

”چٹان واپس سوراخ پر جماد۔ جلدی کرو۔ ورنہ ہم سب مارے

جائیں گے۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر راجہ اور دھیرج سنگھ نے مل کر چٹان کو واپس اس سوراخ پر جمایا۔ ہلتی سی گز گڑاہٹ کے ساتھ چٹان واپس اپنی جگہ پر پہنچ چکی تھی اور دھیرج سنگھ نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔
”شکر ہے۔ بال بال بچے ہیں۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ فوجی یہاں بھی تو بکھرے ہوئے ہوں گے اور انہوں نے ہیلی کاپٹر بھی اترتے دیکھ لیا ہو گا لیکن ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا۔“ راجہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”سب ادھر رادوی کی طرف گئے ہیں اور ہیلی کاپٹر بلیک فورس کا ہے بہر حال اب ہمیں جلدی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔“ آؤ اب ان سب کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں بھی پہنچانا ہے۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے کہا اور ایک بار پھر وہ دونوں اس کام میں مصروف ہو گئے۔

”لیکن ان زخمیوں کو ہم لے کر کہاں جائیں گے۔ ان سب کی حالت بے حد خراب ہے۔۔۔۔۔ سب کو ہیلی کاپٹر میں پہنچانے کے بعد راجہ نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو۔ ہمارے گروپ کا ایک خاص ہسپتال ہے پہلے بھی عمران صاحب کے ساتھی وہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔ دھیرج سنگھ نے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھ گیا۔

دسیع و عریف کمرے میں کرسیوں پر کافرستان کی چاروں آنجنسیوں کے سربراہ سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل کے سر اور جسم پر کئی جگہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ زرد تھا جبکہ مادام دیکھا۔ کرنل داس اور کرنل موہن کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے وہ سب خاموش بیٹھے اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے کہ کمرے کی سائیز دیوار میں موجود دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ان سب نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ دروازے سے صدر مملکت اور ان کے پیچھے وزیراعظم اندر داخل ہو رہے تھے۔ وہ چاروں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وزیراعظم اور صدر مملکت دونوں کے چہرے بھی اٹھے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک طرف رکھی ہوئی دو خالی کرسیوں کی طرف بڑھ گئے۔ کرنل موہن اور کرنل داس دونوں نے فوجی انداز میں سیٹوں کیا جبکہ شاگل اور مادام دیکھا نے انتہائی مؤدبانہ

انداز میں سلام کیا۔

”تشریف رکھیں“..... صدر مملکت نے سپاٹ لہجے میں کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد وزیراعظم بیٹھے اور پھر وہ چاروں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ماہرین کی رپورٹ کے مطابق سپیشل سنور میں موجود تمام اسلحہ مکمل طور پر ناکارہ ہو چکا ہے اور ہمارا یہ اہم مشن جس پر کافرستان نے اربوں روپے خرچ کئے ہیں بری طرح ناکام ہو گیا ہے“..... صدر مملکت نے قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تو ان چاروں کے پہلے سے نکلے ہوئے ہجرے مزید لٹک گئے۔

”آپ چاروں کافرستان کی انتہائی ٹاپ مینجمنٹس کے سربراہ ہیں۔ آپ کو فوج کی مدد بھی حاصل تھی۔ اس کے باوجود آپ چند افراد کو نہ روک سکے۔ ایک تھوٹے سے سنور کی چند روز تک حفاظت نہ کر سکے۔ کیوں نہ آپ چاروں کا آپ کی اس نااہلی کی بنا پر کورٹ مارشل کر دیا جائے“..... صدر مملکت کے لہجے میں شدید غصہ عموماً کر آیا تھا۔

”جناب صدر۔ یہ سب کچھ شاگل صاحب کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے..... اچانک وزیراعظم نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”آپ اس مشن کے براہ راست انچارج تھے اور آپ نے بذات خود بھوجا ہوا ہائیڈروجن پر جا کر انتظامات کا معائنہ بھی کیا تھا اور اب آپ صرف شاگل پر الزام لگا رہے ہیں۔ کیا یہ جانبداری نہیں ہے“..... صدر مملکت نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”انتظامات ہر لحاظ سے فول پروف تھے جناب۔ اگر شاگل صاحب ہوشیاری سے کام لیتے تو نہ صرف سنور بچ جاتا بلکہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بھی یقینی تھا مگر ان کی نااہلی کی وجہ سے سب کچھ الٹ ہو گیا“..... وزیراعظم نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر واقعی شاگل صاحب کی نااہلی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے تو پھر مسز شاگل کو اس کی عبرت ناک سزا بھگتنا ہوگی۔ لیکن مجھے تفصیل بتائی جائے کہ یہ سب کچھ کس طرح ہوا ہے“..... صدر نے کہا۔

”جناب۔ مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق مسز شاگل کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی وادی میں داخل ہو چکے ہیں لیکن یہ انہیں ختم کرنے میں ناکام رہے۔ حالانکہ وہ پہاڑی جس میں سنور تھا مسز شاگل اور اس کی سیکرٹ سرورس کی تحویل میں تھی“..... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسز شاگل۔ آپ تفصیل سے بتائیں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا“..... صدر مملکت نے اس بار شاگل سے براہ راست مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ میں نے اپنی تحریری تفصیلی رپورٹ وزیراعظم صاحب کو پیش کر دی ہوئی ہے۔ اگر واقعی میرا کوئی قصور بنتا ہے تو میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں“..... شاگل نے کمزورے ہو کر کہا۔

”میں نے وہ پوری رپورٹ پڑھی ہے۔ اس کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن دالی پہاڑی کی طرف سے وادی میں داخل

ہوئے ہیں۔ اس سے تو کرنل موہن اور ان کی فورس کی نااہلی سامنے آتی ہے۔..... صدر مملکت نے کہا۔

”جناب صورت حال اس قدر پیچیدہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ ہم سب قصور دار بننے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنا ہم سب کی ذیہنی میں شامل تھا۔ ہم نے انتظامات بھی ایسے کر رکھے تھے کہ کوئی مکھی بھی کسی بھی سمت سے وادی میں داخل نہ ہو سکتی تھی لیکن اس کے باوجود وہ لوگ نہ صرف وادی میں داخل ہوئے بلکہ انہوں نے ناقابلِ تخریر سٹور کو بھی تباہ کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر غائب بھی ہو گئے۔ لیکن میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کرائی ہے اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی شدید زخمی تھے اور انہیں کرنل موہن کی فورس کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں بھجوا جا پہنچا۔ لے جایا گیا ہے اور وہ یقیناً ابھی تک مشکبار میں ہی کہیں موجود ہیں۔ سٹور تو بہر حال تباہ ہو چکا ہے لیکن اگر ہم کوشش کریں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو یہ یقیناً ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ کیونکہ اسلحہ تو دوبارہ بھی سٹور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے سے کافرستان کو آئندہ کے لئے ایک بہت بڑے خطرے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔..... اس بار ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ انٹیلی جنس کے سربراہ ہیں۔ آپ نے یقیناً

غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی ہوگی۔ یہ سب ہوا کس طرح ہے۔ آپ تفصیل بتائیں۔..... صدر مملکت نے چونک کر کرنل داس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں سر۔ میں نے تفصیلی انکوائری کرائی ہے۔ ہم نے واقعی انتہائی فول پروف انتظامات کئے تھے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے واقعی خیریت انگیز صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے یہ مشن مکمل کیا ہے۔ گو یہ مشن ان کے لئے بھی انتہائی سخت مشن ثابت ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بہر حال وہ کامیاب رہے ہیں۔..... کرنل داس نے کہا۔

”آپ ان کے قصیدے پڑھنے کی بجائے تفصیل بتائیں۔..... وزیراعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ شاید سے جو کچھ بت چلا ہے اس کے مطابق انہوں نے بھوجا پہاڑیوں سے کچھ فاصلے پر ایک جنگل میں بہت سی مشین گنیں درختوں پر باندھ دیں اور ان پر وائر لیس کنٹرول آپریٹر بٹن فٹ کر دیئے۔ اس کے بعد وہ لوگ کسی نامعلوم راستے سے بسرام پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے چند فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ان کے ساتھیوں نے بسرام پہاڑی پر موجود ایئر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا جبکہ عمران اور باقی ساتھی وادی میں پہنچ گئے۔ وادی میں پہنچتے ہی انہوں نے عجیب و غریب انداز میں ایکشن کیا۔ وہ انتہائی ویدہ دلیری سے وادی میں اترے اور سٹور کی طرف بڑھنے لگے۔ جبک پوسٹ

اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں سے نکالا گیا ہے۔ پھر یہ ہیلی کاپٹر بھوجا پہاڑیوں سے تقریباً پچاس کلومیٹر دور ایک جنگل میں کھڑا مل گیا۔ اس کی اندرونی حالت بتا رہی تھی کہ اس میں شدید زخمی افراد کو لادایا گیا تھا ہم نے ارد گرد کی ساری بستیوں کو چیک کیا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ اب تک نہیں مل سکا..... کرنل داس نے کہا۔

لیکن کرنل موہن کی فورس کا ہیلی کاپٹر وہاں کیسے پہنچ گیا۔ کیا اس فورس نے غدار کی ہے..... صدر مملکت نے کہا۔

”نہیں جناب۔ ان کی فورس کے جو افراد اس ہیلی کاپٹر میں سوار تھے ان کی لاشیں بسرام پہاڑی پر بکھری ہوئی ملی ہیں۔ میں نے اپنے طور پر جو تجزیہ کیا ہے اس کے مطابق عمران کے جن ساتھیوں نے بسرام پہاڑی کی ایریوسٹ پر قبضہ کیا تھا انہوں نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کیا اور پھر عمران اور اس کے زخمی ساتھیوں کو نکال کر لے گئے ہیں۔“

کرنل داس نے جواب دیا۔

”ہوں۔ آپ کی رپورٹ قابل قبول ہے۔ لیکن یہ لوگ گئے کہاں اگر یہ زخمی تھے تو پھر یقیناً یہ دور نہیں جاسکتے..... صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ میری فورس پورے مشکبار میں انہیں تلاش کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ ہم ان کا سراغ لگا لیں گے.....“ کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر مملکت سمیت سب لوگ

سے ان پر فائر کیا گیا۔ وہ زخمی ہوئے لیکن بہر حال وہ سٹور تک پہنچ گئے۔ اسی لمحے بسرام پہاڑی والی چٹیک پوسٹ سے باقی تینوں ایریچیک پوسٹوں پر میزائل فائر کئے گئے اور اس طرح تینوں ایریچیک پوسٹیں تباہ کر دی گئیں۔ ادھر جنگل میں نصب مشین گنیں بھی جل پڑیں۔ اس طرح سب کی توجہ اس طرف ہو گئی۔ اس کے باوجود پہاڑیوں پر موجود فوجی وادی میں پہنچ گئے۔ شاگل کا گرہ وہاں پہنچا لیکن ان پر فائر ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس دوران حیرت انگیز طور پر سٹور تباہ کر کے ایک غار میں گھس گئے۔ جب اس غار پر حملہ شروع ہوا تو وہاں موجود اسلحے کا کوئی خفیہ ذخیرہ ہونا کدھماکوں سے پھٹ گیا اور مسٹر شاگل اس سے زخمی ہو گئے۔ کرنل موہن، مادام دیکھا اور میں اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں میں وادی میں پہنچ گئے جب دھماکے ختم ہوئے تو ہم فوجیوں سمیت اس رستے میں داخل ہوئے لیکن وہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود نہ تھے۔ اس خفیہ رستے کا اختتام جہاں ہوا وہاں مادام دیکھا کی فورس کا قبضہ تھا اور عمران اور اس کے ساتھی رستے میں ہی غائب ہو گئے تھے۔ ہم نے وہاں روشنی کا بندوبست کیا تو پھر وہاں موجود خون کی لکیروں سے سہ چلا کہ درمیان میں ایک خفیہ راستہ موجود تھا جس سے وہ لوگ باہر پہاڑی پر پہنچے۔ بعد میں ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ وہاں کرنل موہن کی فورس کا ایک ہیلی کاپٹر دیکھا گیا تھا اس ہیلی کاپٹر کے نشانات وہاں سے ملے ہیں اور خون کے دھبے بھی۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ عمران اور اس کے زخمی ساتھیوں کو

لجے میں کہا۔

”جناب صدر۔ آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب رہے ہیں اور میں۔ یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ میرے پاس مشن کا رزلٹ معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ویسے ایک بات ہے کہ اس بار آپ کی فورسز نے واقعی میرے لئے اس مشن کو انتہائی کٹھن بنا دیا تھا اور ہمیں اپنی جانوں پر کھیل کر بلاسٹڈ ایک کرتے ہوئے یہ مشن مکمل کرنا پڑا ہے۔“ عمران کا لہجہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں فرس کر لیا گیا ہے۔ اب تم زندہ واپس نہ جا سکو گے۔“ صدر نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔

”آپ ایک ملک کے صدر ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں جناب۔ یہ آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ حالانکہ میں آپ کی فورسز کی کارکردگی کی تعریف کر رہا ہوں۔“ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”یوشٹ اپ۔ تم نے اگر ایک سنور تباہ کر دیا ہے تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس جیسے کئی سنور دوبارہ قائم کئے جاسکتے ہیں۔“ صدر نے ہنسنے لگے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب۔ آپ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کا یہ سنور ہم نے صرف تباہ ہی نہیں کیا بلکہ ہم نے خصوصی آلات سے اس سنور میں موجود ڈیٹیل سی ہتھیاروں کے بارے میں ثبوت بھی حاصل کر لئے ہیں اور اب یہ

بے اختیار چونک پڑے۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا اور ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تاکہ پروٹوکول کے مطابق وزیر اعظم بھی اس کال سے آگاہ ہو سکیں۔

”یہیں۔“ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

”سر۔ علی عمران صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فوری بات نہ کرانی گئی تو کافرستان کو بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے۔“ دوسری طرف سے صدر کے پی۔ اے کی مودبانہ آواز سنائی دی اور علی عمران کا نام سن کر نہ صرف صدر مملکت بلکہ میٹنگ میں موجود سب افراد بری طرح اچھل پڑے۔

”ہو نہہ۔ بات کرائیں۔“ صدر نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔

”ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا تجھے کافرستان کے صدر صاحب سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آپ یقیناً مجھے پہچانتے ہوں گے۔“ فون سے عمران کی مخصوص جھپکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیوں فون کیا ہے تم نے۔“ صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ شکریہ۔ بس میں نے یہی معلوم کرنا تھا کہ آپ کو غصہ آیا ہے یا نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔“ صدر نے اور زیادہ غصیلے

ثبوت پوری دنیا کے پریس کے سامنے رکھے جائیں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ آپ نے لاکھوں مسلمان مشکبایوں کو ہلاک کرنے کے لئے کیسی بھیانک سازش حیار کی تھی اور تجھے یقین ہے کہ جب یہ ثبوت عالمی پریس کے سامنے آئیں گے تو آپ کو کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔..... عمران کا بھڑاس بار انتہائی سپاٹ تھا اور صدر مملکت کے ساتھ ساتھ وزیراعظم کا بھرہ بھی عمران کی بات سن کر زرو پڑ گیا۔

"یہ جھوٹ ہے۔ ہم اس کی تردید کریں گے۔..... صدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ثبوت ہی ایسے ہیں کہ آپ تردید کر ہی نہیں سکتے۔ آپ کے پاس تردید کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔ پھر جس پارٹی سے آپ نے یہ اسلحہ خریدا ہے اس پارٹی کے کرتا دھرتا بھی سب کچھ عالمی پریس کے سامنے بیان کرنے پر مجبور کر دیئے جائیں گے۔ ہم نے اس کا بھی انتقام کر لیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔..... صدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"کیوں نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کیسے روک سکتے ہیں۔ عمران نے سپاٹ لہجے سے کہا۔

"مسٹر علی عمران۔ اگر تم نے ایسا کیا تو چہارے ملک کو اس کے انتہائی ہولناک نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا۔..... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ایک ملک کے صدر ہو کر۔ کیا

آپ کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ کیا آپ پاکیشیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اگر اب کافرستان نے پاکیشیا کی طرف مزیدھی نظر بھی ڈالی تو کافرستان کا کیا انجام ہوگا۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"مسٹر علی عمران۔ میں کافرستان کا پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ وزیراعظم نے جلدی سے صدر سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی بولیں۔ کیا آپ بھی صدر صاحب کی طرح پاکیشیا کو دھمکیاں دیں گے۔..... عمران کے لہجے میں ویسا ہی غصہ تھا۔

"مسٹر علی عمران۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس مشن کے سلسلے میں عالمی پریس کو کچھ نہ بتائیں۔ میں بحیثیت وزیراعظم آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ جو ہو گیا ہو گیا۔..... وزیراعظم نے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ بحیثیت وزیراعظم وعدہ کر رہے ہیں تو میں مزید کوئی اقدام نہیں کروں گا۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اب اگر آپ نے مشکبایوں کے خلاف ایسی انسائیت سوز سازش کی تو آئندہ نہ صرف اس سازش کا خاتمہ کیا جائے گا بلکہ پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس کی بھی ساتھ ہی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور میں آپ کے وعدے کا جائزہ اس طرح لوں گا کہ اب آپ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے

ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”جواب صدر۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس سنور کی تباہی پر ہی اکتفا کر لینا چاہئے۔ اس شخص سے کچھ بعید نہیں ہے کہ اس نے واقعی ایسے ثبوت حاصل کر لئے ہوں اور آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہمارے اس اقدام کی تفصیلات دنیا کے سامنے پیش کر دی گئیں تو کافرستان پوری دنیا میں منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اٹیکر نیما اور دوسری سپر پاورز بھی عالمی رائے عامہ کی وجہ سے ہمارے خلاف اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گی۔“ وزیراعظم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ نے واقعی مدبرانہ فیصلہ کیا ہے۔“ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر اس وقت انتہائی بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”سر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کے بارے میں اب مزید کیا حکم ہے۔“ کرنل واس نے کہا۔

”اوہ۔ فوراً اپنے آدمیوں کو واپس بلا لو۔ فوراً۔“ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ہمارے لئے ایک ہی ناکامی کافی ہے۔ ہم دوسری ناکامی کو برداشت نہیں کر سکتے۔“ وزیراعظم نے سرو لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ واقعی آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔ ابھی تو صرف ہماری پلاننگ ناکام ہوئی ہے لیکن اگر ڈیل سی ہتھیاروں کے

مشکاریوں پر استعمال کے ثبوت دنیا کے سامنے آگئے تو ہمارے لئے منہ چھپانے کی بھی جگہ نہیں رہی گی۔ اوکے۔ میٹنگ درخواست۔“ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم سمیت سب افراد کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے واقعی انہیں مکمل شکست سے دوچار کر دیا تھا۔

رنگ کا کیل تھا اور اس کے ساتھ ہی گلو کو ز اور خون کی بوتلوں کے
سینٹز موجود تھے لیکن وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش
کی تو وہ اہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے
کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے گردن گھمائی اور دروازے سے ڈاکٹر
دلیپ سنگھ کو اندر آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید
حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہمیں ہوش آگیا عمران۔ شکر ہے۔ مگر تم اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے
ہو لیٹے رہو۔ تم یقینی موت کے منہ سے نکلے ہو۔ ڈاکٹر دلیپ
سنگھ نے آگے بڑھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی
مرمت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میں آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا اور وہ میرے ساتھی۔ وہ کہاں
ہیں؟..... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”سب ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ لیٹ جاؤ۔ تمہیں جہاں دھیرج
سنگھ لے کر آیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی راجہ بھی تھا۔ ڈاکٹر
دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔ وہ ساتھ ساتھ عمران کی تنگی بھی چیک کر
رہے تھے۔

”دھیرج سنگھ اور راجہ۔ ادا۔ ادا۔ وہ دونوں وہاں سرنگ میں
کیسے پہنچ گئے۔ وہ میرے ساتھی کہاں ہیں۔ مجھے آپ نے جہاں اکیلے
کیوں رکھا ہے۔“ عمران کے لہجے میں بے حد پریشانی تھی۔
”تمہارے تین ساتھیوں کی حالت ابھی تک غراب ہے۔ ہم سب

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے جلد لے تو وہ لاشعوری کیفیت میں
پڑا رہا۔ لیکن پھر جیسے جیسے اس کا شعور بیدار ہوتا گیا اس کے ذہن پر وہ
سارے مناظر یکے بعد دیگرے فلم کی طرح آتے چلے گئے۔ جب وہ
چوہان کو کاندھے پر اٹھائے اس سنگ اور تاریک سرنگ میں چل رہا تھا
اور کیپٹن شکیل مسافر سمیت نیچے گرا اور اس کے بعد ستور اور آخر میں
عمران چوہان سمیت ان پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ چونکہ خود بھی اس مشن کے
دوران زخمی ہو گیا تھا اس لئے اچانک ہی اس کے ذہن پر بھی تاریکی نے
تھپنا مار دیا تھا۔ جس وقت وہ بے ہوش تھا تو اس کے ذہن میں آخری
احساس یہی ثبت ہوا تھا کہ اس بار وہ اپنی زندگی ہار گیا ہے۔ کیونکہ
وہاں سے نکلنے کی کوئی صورت بھی سامنے نہ تھی لیکن اب اس ہسپتال
نہا کرے کو دیکھ کر اس کے ذہن میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔ اس نے اپنے آپ کو بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا اور اس پر سرخ

اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں۔ تم دعا کرو۔ ویسے وہ دھیرج سنگھ بھی زخمی تھا لیکن اب وہ ٹھیک ہو چکا ہے۔ میں اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ وہ تمہیں ساری تفصیل بتا دے گا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک کر بستر سے نیچے اترنے لگا۔

"میرے ساتھیوں کی حالت خراب ہے۔ اودہ۔ اودہ۔ کہاں ہیں وہ۔ کہاں ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں یقیناً بے پناہ پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"ارے۔ ارے نیچے مت اترو۔ تم زخمی ہو۔ ارے اس قدر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ قدرت ضرور مہربانی کرے گی۔ تم بے گناہ اور معصوم لوگوں کو ظالموں سے بچانے کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر جدوجہد کر رہے ہو اور ایسے لوگوں پر قدرت کی خاص نظر کرم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے عمران کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر۔ میں اب ایک لمحے کے لئے بھی یہاں نہیں رک سکتا مجھے میرے ساتھیوں کے پاس لے چلو۔ وہ میرے ساتھی ہیں۔ میری روح کے حصے ہیں۔ میرا سب کچھ وہی ہیں۔ ان کے بغیر میں اوجھڑا ہوں۔ مجھے ان کے پاس لے چلو ڈاکٹر پلیز۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آؤ۔ میں تمہیں سہارا دے کر لے چلتا ہوں۔" ڈاکٹر

دلیپ سنگھ نے کہا اور عمران کو سہارا دے کر دروازے کی طرف لے جانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ تنویر۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور چوہان بیڈز پر لیٹے ہوئے تھے۔ تنویر ہوش میں تھا جبکہ چوہان، کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں کی آنکھیں بند تھیں۔ ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے اور ان تینوں کے بستر کے ساتھ دو دو ڈاکٹر اور دو دو نرسیں موجود تھیں جو مسلسل ان تینوں کو چیک کرنے میں مصروف تھے۔ عمران کو ڈاکٹر دلیپ سنگھ کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر تنویر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"عمران۔ کیپٹن شکیل، صفدر اور چوہان تینوں کی حالت خراب ہے۔۔۔۔۔ تنویر کا لہجہ گلو گریز تھا۔

"اللہ تعالیٰ یقیناً اپنا فضل کرے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے خود بھی ان تینوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھرتے۔ ان تینوں کی حالت بے حد خراب تھی۔ خاص طور پر صفدر اور چوہان کی۔

"اودہ۔ اودہ ڈاکٹر۔ یہ تو مر رہے ہیں۔ اودہ۔ اودہ۔ میرے ساتھی۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ درد تھا۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں عمران بیٹے۔ لیکن قدرت سے کون لڑ سکتا ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

"تجرباں سبھاں ہاتھ روم ہوگا۔ میں وضو کرنا چاہتا ہوں۔" عمران

نے انتہائی بے چین بنے میں کہا۔

”وضو۔ وہ کیوں..... ڈاکٹر ولیپ سنگھ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں قادر مطلق سے اپنے ساتھیوں کی زندگی کی بھیک مانگنا چاہتا ہوں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سبے حد رحیم ہے..... عمران نے ہنستہ چہرے ہوئے کہا۔

”میں پانی منگو اور سنا ہوں لیکن عمران بیٹے۔ جہاری اپنی حالت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے۔ تمہیں طویل بے ہوشی کے بعد ہوش آیا ہے۔ کہیں ایسا ہو کہ..... ڈاکٹر ولیپ سنگھ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر نیز وقت مت ضائع کریں..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر نے اپنے ایک یونیورسٹی ڈاکٹر کو پانی لانے کا کہہ دیا اور تھوڑی دیر بعد عمران نے وضو کیا اور پھر کمرے کے ایک کونے میں چادر بچھا کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر بھی اپنے بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ اس نے بھی وضو کیا اور پھر وہ بھی عمران کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔ دو نفل پڑھنے کے بعد عمران نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر اس کے منہ سے بے اختیار صفحہ پہچان اور کمیشن تشکیل کی صحت کے لئے انتہائی درمندانہ دعائیں نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو اشعار کی طرح بہہ رہے تھے۔ کمرے میں ایک عجیب سا سکوت طاری ہو گیا تھا۔ عمران اس طرح ڈوب کر دعائیں مانگ رہا تھا کہ جیسے اسے خود

بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے منہ سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں۔ اس کا لہجہ انتہائی عاجزانہ تھا جبکہ تنویر کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپ ٹپ کر رہے تھے۔

”ڈاکٹر۔ ڈاکٹر۔ یہ تینوں ہی ٹھیک ہو رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر..... اچانک ایک ڈاکٹر کی حیرت بھری آواز گونجی اور ڈاکٹر ولیپ سنگھ بجلی کی سی تیزی سے ان تینوں کے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اسی طرح دوڑ کر اپنے ساتھیوں کی زندگی اور صحت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

”عمران۔ عمران بیٹے۔ جہاری دعائیں قبول ہو گئیں۔ معجزہ ہو گیا ہے۔ ناممکن ممکن ہو گیا ہے۔ یہ تینوں ناقابل یقین انداز میں واپس زندگی کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو میری زندگی کا ناقابل یقین واقعہ ہے..... اچانک ڈاکٹر ولیپ سنگھ نے آگے بڑھ کر عمران کو کاندھے سے پکڑ کر ہتھوڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران بے اختیار مسجد میں گر گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی دل سے نکلنے والی دعائیں اثر رکھتی ہیں۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز..... ڈاکٹر ولیپ سنگھ نے کہا اور ایک بار پھر ان تینوں کے چیک اپ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے مسجد سے سر اٹھایا اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ تنویر کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

”خدا یا تیرا شکر ہے۔ تو واقعی رحیم ہے۔ تو ہی گناہ گاروں کی

دعائیں سننے والا اور انہیں قبول کرنے والا ہے۔..... عمران نے کہا اور
اٹھ کر وہ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور چوہان کی طرف بڑھ گیا اور پھر ان
تینوں کے درو پھروں پر تیزی سے پھسلتی ہوئی سرفی دیکھ کر اس کا دل
اطمینان اور مسرت سے بھر گیا۔ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ اب
خطرے کی حدود سے باہر آگئے ہیں اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران ڈاکٹر
دلیپ سنگھ کے کمرے میں بیٹھا دھیرج سنگھ سے ہیلی کاپٹر پر قبضہ
کرنے اور اس سرنگ میں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نکالنے
سے لے کر یہاں ہسپتال تک پہنچانے کی تفصیل سن رہا تھا۔

گڈ۔ دھیرج سنگھ گڈ۔ تم نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا
ہے۔ اگر تم یہ سب کچھ نہ کرتے تو ہم وہیں سرنگ میں ہی پڑے رہ
جاتے اور یقیناً فوجیوں کے ہاتھ لگ جاتے۔ تم نے جس طرح ہر قدم
پر ہمارا ساتھ دیا ہے میں اس کے لئے تمہارا بے حد مشکور ہوں۔
عمران نے دھیرج سنگھ کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ اصل کام تو آپ نے اور آپ کے
ساتھیوں نے کیا ہے۔ میں تو اب یہی سوچ کر کانپ اٹھتا ہوں کہ
آپ نے کس طرح ”بلا سڈائیک“ کرتے ہوئے اس مشن کو مکمل کیا
ہے۔ یہ آپ کا ہی کام تھا۔ کوئی دوسرا تو اس طرح سوچ بھی نہیں
سکتا۔“ دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر دلیپ
سنگھ دفتر میں داخل ہوا۔

”اب تمہارے تینوں ساتھی بالکل ٹھیک ہیں۔ اب کوئی خطرے

والی بات نہیں ہے۔..... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے اپنی کرسی پر بیٹھتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

”میرے چلے ساتھی کہاں ہیں جنہیں میں زخمی حالت میں جمود گیا
تھا۔..... عمران نے کہا۔

”وہ پوری طرح صحت یاب ہو چکے ہیں اور جہازری ہدایت کے
مطابق میں نے انہیں واپس جمود دیا ہے۔ وہ پاکیشیا پہنچ گئے ہوں گے
وہ تو واپس تمہارے پیچھے جانے کے لئے بے تاب تھے لیکن جب میں
نے انہیں بتایا کہ یہ تمہارا حکم ہے کہ وہ واپس چلے جائیں تو وہ مجبوراً
واپس چلے گئے۔..... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا اور عمران نے اشیات
میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کے ان کے درمیان مزید کوئی بات
ہوتی۔ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور راجہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”عمران صاحب۔ اودہ۔ آپ کو ہوش آگیا۔ شکر ہے۔..... راجہ
نے عمران کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر ٹھٹھک کر کہتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اند کا کرم ہو گیا ہے۔ لیکن تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی
خاص بات ہے۔ کیا ہوا ہے۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے یہی کہنے آیا تھا کہ ہسپتال شدید
خطرے میں ہے۔ یہاں ہر طرف چیکنگ کی جا رہی ہے۔ بے شمار افراد
ہماری یو سونگھتے پھر رہے ہیں اور ان کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ جلد ہی
اس ہسپتال کا سراغ نکالیں گے۔..... راجہ نے کہا تو ڈاکٹر دلیپ سنگھ
کے ساتھ ساتھ عمران کے چہرے پر رعب و تشویش کے آثار ابھرتے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ ہمیں فوراً لہجہاں سے نکلنا ہو گا۔ لیکن عمران تمہارے ساتھیوں کی حالت ابھی ایسی نہیں ہے کہ انہیں فوری طور پر شفٹ کیا جاسکے۔ اگر ایسا کیا گیا تو وہ اس بار یقینی طور پر موت کے منہ میں چلے جائیں گے اور اگر ہسپتال ٹریس ہو گیا۔ تو ہم سب مارے جائیں گے۔ اب کیا کیا جائے“..... ڈاکٹر ویلپ سنگھ کے لہجے میں بے پناہ تشویش نمایاں تھی۔

”جہاں کوئی ایسا فون ہے جسے ٹریس نہ کیا جاسکتا ہو“..... عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

”ٹریس نہ کیا جاسکتا ہو۔ کیا مطلب“..... ڈاکٹر ویلپ سنگھ نے چونک کر پوچھا۔

”میرا مطلب ہے کہ کال کی وجہ سے اس جگہ کو ٹریس نہ کیا جاسکے“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہے۔ میں لے آتا ہوں۔ ایک خصوصی فون ہے۔ جسے ہم انتہائی ایمرجنسی میں استعمال کرتے ہیں“..... ڈاکٹر ویلپ سنگھ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دفتر سے باہر نکل گیا۔

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں“..... دھیرج سنگھ نے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”فون آجائے پھر بتاتا ہوں“..... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد ڈاکٹر ویلپ سنگھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون تھا۔ عمران نے اس سے فون پیس لیا اور اس کا بٹن آن کر کے اس نے تیزی

سے نمبر ٹریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پریذیڈنٹ ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی فون ہمیں سے ایک آواز سنائی دی۔ چونکہ فون ہمیں میں لاؤڈر موجود تھا اور عمران نے اس کا بٹن بھی آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کمرے میں موجود سب افراد کو واضح طور پر سنائی دی اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے الفاظ سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے تھے۔

”پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سات ازناپ ایمرجنسی“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری جناب۔ پریذیڈنٹ صاحب سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں۔ پرائم منسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام کے ساتھ۔ اس لئے اس وقت بات نہیں ہو سکتی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران چونک پڑا۔ وہ کچھ گیا تھا کہ یہ میٹنگ اس مشن کے سلسلے میں ہی ہو رہی ہو گی۔

”کیا میٹنگ میں سیکرٹ سرورس کے شاگل صاحب اور دوسری تینوں ایجنسیوں کے افراد بھی موجود ہیں“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ یہ تو انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے“..... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو فوراً بات کراؤ۔ ورنہ کافرستان کو اس قدر نقصان پہنچے گا کہ پورا کافرستان سبھا ہو جائے گا۔ فوراً بات کراؤ۔ جلدی

فوراً..... عمران نے چیخ کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر..... عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا بوکھلا گیا تھا۔

"اگر مگر چھوڑو۔ جلدی بات کرو! نائنس۔ اسٹ اسٹاپ امیر جنسی کیا تم پورے کافرستان کو جہاد کرانا چاہتے ہو..... عمران نے چپختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہو لو کریں۔ میں بات کرتا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے دوبارہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ کیا آپ فون پر ہیں..... بولنے والا وہی آدمی تھی جس سے پہلے بات ہو رہی تھی۔

"نہیں..... عمران نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا مجھے کافرستان کے صدر صاحب سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آپ یقیناً مجھے پہچانتے ہوں گے..... عمران نے اس بار اپنے مخصوص شکستہ لہجے میں کہا۔

"کیوں فون کیا ہے تم نے..... اس بار کافرستان کے صدر کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ شکر ہے۔ میں نے یہی معلوم کرنا تھا کہ آپ کو غصہ آیا ہے۔

یا نہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم..... دوسری طرف سے صدر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"جنتاب صدر..... آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب رہے ہیں اور میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کیوں کہ میرے پاس مشن کا رزلٹ معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ویسے ایک بات ہے کہ اس بار آپ کی فورسز نے واقعی میرے لئے اس مشن کو انتہائی کھٹن بنا دیا تھا اور ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر بلا سٹڈ انیک کرتے ہوئے یہ مشن مکمل کرنا پڑا ہے..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں ٹرمیں بھی کر لیا گیا ہے۔ اب تم زندہ واپس نہ جاسکو گے..... صدر نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"آپ ایک ملک کے صدر ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں جنتاب۔ یہ آپ کی شایان شان نہیں ہے۔ حالانکہ میں تو آپ کی فورسز کی کارکردگی کی تعریف کر رہا ہوں..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یوشٹ اپ۔ تم نے اگر ایک سنور جہاد کر دیا ہے تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس جیسے کئی سنور دوبارہ قائم کئے جاسکتے ہیں..... صدر کے لہجے میں تھلاہٹ تھی۔

"آپ کی بات درست ہے جنتاب۔ آپ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔

وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہ کیا جائے گا۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔"..... وزیراعظم کا لہجہ نرم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ بحیثیت وزیراعظم وعدہ کر رہے ہیں تو میں مزید کوئی اقدام نہ کروں گا۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیے کہ اب اگر آپ نے مشکبایوں کے خلاف ایسی انسانییت و سازش کی تو آئندہ نہ صرف اس سازش کا خاتمہ کر دیا جائے گا بلکہ پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس کی بھی ساتھ ہی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی اور میں آپ کے اس وعدے کا جائزہ اس طرح لوں گا کہ کیا آپ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"کیا واقعی وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے؟..... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

"میں نے انہیں یہ دھمکی اسی لئے دی ہے۔ ورنہ تم بھی جانتے ہو کہ ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اب مزید اس سلسلے میں کوئی اقدام نہ کریں گے۔ ان کے لئے عالمی پریس کے سامنے ڈیل سی ہتھیاروں کے ذریعے مشکبایوں کے خلاف اس سازش کا انکشاف اتنی جلدی دھمکی ہے کہ وہ اسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ ورنہ یقیناً وہ دوبارہ ایسے ہتھیار حاصل کر کے اپنی سازش مکمل کرنے کی لازماً کوشش کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ صفدر، چوہان اور کیپٹن

لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا یہ سٹور ہم نے صرف تباہ ہی نہیں کیا بلکہ ہم نے مخصوص آلات سے اس سٹور میں موجود ڈیل سی ہتھیاروں کے بارے میں ثبوت بھی حاصل کر لئے ہیں اور اب یہ ثبوت پوری دنیا کے پریس کے سامنے رکھے جائیں گے۔..... عمران نے ایک نئے پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران کی اس بات پر صدر صاحب بے اختیار جھج پڑے لیکن عمران نے ڈیل سی ہتھیاروں کے ثبوت کے بارے میں اپنی دھمکی پر اصرار جاری رکھا اور پھر صدر نے انتہائی مہلاہٹ کے عالم میں پاکیشیا کے بارے میں دھمکیاں دینی شروع کر دیں تو عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی طرح تپ اٹھا۔ آپ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ایک ملک کے صدر ہو کر۔ کیا آپ کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ کیا آپ پاکیشیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اگر اب کافرستان نے پاکیشیا کی طرف مزید بھی نظر بھی ڈالی تو کافرستان کا کیا انجام ہوگا۔ عمران نے انتہائی عصبانیت سے کہا۔

"منسٹر علی عمران۔ میں کافرستان کا پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ اچانک دوسری طرف سے وزیراعظم کی آواز سنائی دی۔

"آپ بھی بولیں۔ کیا آپ بھی صدر کی طرح پاکیشیا کو دھمکیاں دیں گے؟..... عمران کے لہجے میں دلچسپی ہی غصہ تھا۔

"منسٹر علی عمران۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس مشن کے سلسلے میں عالمی پریس کو کچھ نہ بتائیں۔ میں بحیثیت وزیراعظم آپ سے

بلڈی گیم

مصنف
منظہر کلیم ایم اے

بلڈی گیم = جس کا آغاز پاکستان کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا۔

بلڈی گیم = جس کا انجام انیکریٹیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی سپے درپے موت پر جا کر ہوا۔

بلڈی گیم = ایک ایسے سائنسی آئیڈیہ کی بنیاد پر کھیلی گئی گیم جو ابھی محض ایک آئیڈیہ ہی تھا۔

بلڈی گیم = جس میں عمران، ٹائیگر اور جوانانے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹاکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

بلڈی گیم = جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر ٹھیکو کو انتہائی مہارت سے مسلسل ختم کیا جا آ رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔

○ بے پناہ سسپنس - لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات، تیز رفتار ایکشن سے بھرپور

① ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہوگی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

تشکیل کی حالت بھی ایسی نہیں ہے کہ ہم انہیں فوری طور پر یہاں سے کہیں اور شفٹ کر سکتے۔ اس طرح اس دھمکی سے دو فائدے ہوں گے آئندہ کے لئے بھی مشکبازیوں کے خلاف ایسی بھیانک سازش کا سدباب ہو گیا اور ہمارے لئے بھی خطرہ ٹل گیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کا دوسرا بلائنڈ انیک ہے عمران صاحب۔ ذہانت بھرا بلائنڈ انیک“..... دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بلائنڈ نہیں۔ سوچا سمجھا انیک تھا۔ جس انیک میں ذہانت شامل ہو اسے بلائنڈ انیک نہیں کہا جا سکتا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نائنٹ فاکٹرز

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

نائنٹ فاکٹرز

انگریزوں کی ایک ایسی کامنڈو تنظیم جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سنٹر کی تنہائی کی منصوبہ بندی کی۔ وہ منصوبہ بندی کیا تھی؟

وہ لمحہ

جب کرنل فریدی نے کاشتکاروں کے وزیر اعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ حکم کیا تھا جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کاشتکاروں کو بیٹھ کے لئے جھوڑے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا؟

نائنٹ فاکٹرز

جس کے خلاف عمران، پاکیشیا سکیورٹ سروس اور کرنل فریدی سب ایک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائنٹ فاکٹرز

جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائنٹ فاکٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سکیورٹی

ایک نئی تنظیم جس کا چیف کرنل فریدی کو بنا دیا گیا۔ کیسے اور کون؟

وہ لمحہ

جب عمران، پاکیشیا سکیورٹ سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ

گئے اور پھر ایک دوسرے پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ

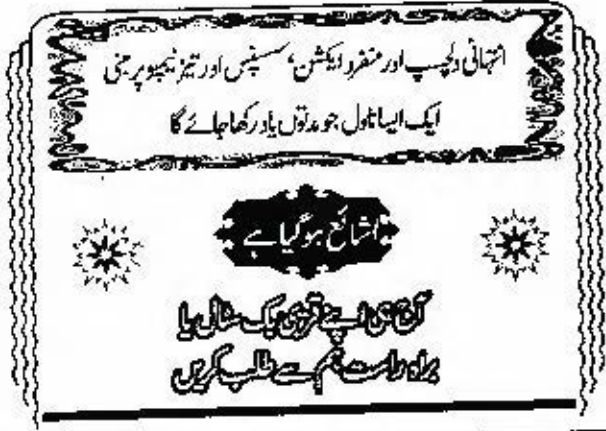
جب کرنل فریدی اور عمران کے درمیان جان لیوا فائنٹ شروع ہو گئی۔ اس فائنٹ کا انجام کیا ہوا؟

وہ لمحہ

جب کرنل فریدی کو سب کے سامنے اپنے مشن کی ناکامی اور عمران کے مشن کی کامیابی کا اقرار کرنا پڑا۔

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

کیا نائنٹ فاکٹرز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور کرنل فریدی آپس میں لڑتے رہ گئے؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ اور اچھوتی کہانی

کوڈ واک

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

پوچھنا پوچھنا پاکستانی میزائل ہانے والی فیکٹری۔۔۔ جہاں صرف چیف ایکسٹو ہی داخل ہو سکتا تھا۔

میزائل فیکٹری جس کا اہم ترین فارمولا چوری ہو گیا اور انکوائری کے لئے ایکسٹو کو عمران اور جولیا کے ساتھ خود جانا پڑا۔ کیا ایکسٹو وہاں اپنے عہدے کی لالچ رکھ سکا۔۔۔ یا؟

پوچھنا پوچھنا وہ لمحہ جب عمران اور سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکستانی کی یہ انتہائی اہم ترین دفاعی فیکٹری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی اور عمران کا چہرہ پتھر سا گیا۔

پوچھنا پوچھنا وہ لمحہ جب پہلی بار عمران کو احساس ہوا کہ اس قدر قیمتی فیکٹریاں اور لیبارٹریاں جب تباہ ہوتی ہیں تو دلوں پر کیا گزرتی ہے۔

پوچھنا پوچھنا فیکٹری کی تباہی کے ساتھ ساتھ میزائلوں کا اہم ترین فارمولا بھی چوری کر لیا گیا۔۔۔۔۔ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کلیو موجود نہ تھا۔

پوچھنا پوچھنا وہ لمحہ جب عمران کو اطلاع ملی کہ صدر مملکت کو چوری شدہ فارمولا معاوضہ دے کر خریدنا پڑا ہے۔ کیا عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس واقعی اس حد تک بے بس ہو گئے تھے؟

کوڈ واک فارمولے کا ضروری حصہ جو غائب کر دیا گیا تھا اور جس کے بغیر فارمولا اوتھورا تھا۔

کوڈ واک جس کے حصول کے لئے سیکرٹ سروس کی تین ٹیمیں تین مختلف ممالک میں روانہ کر دی گئیں۔

کوڈ واک جسے حاصل کرنے کے لئے عمران اور پاکستانی سیکرٹ سروس کے درمیان مقابلہ شروع ہو گیا۔

کوڈ واک جس کے حصول کے لئے عمران نے آخری لمحے تک بے پناہ جدوجہد کی۔۔۔ لیکن عین آخری لمحات میں اسے معلوم ہوا کہ کوڈ واک اس سے پہلے سیکرٹ سروس نے حاصل کر لیا ہے۔

کوڈ واک جس کے حصول کے لئے عمران، سیکرٹ سروس کے ارکان سے واضح شکست کھا گیا اور پاکستانی سیکرٹ سروس کے ارکان نے عمران کی شکست پر اس کے سامنے دل کھول کر تعجب نہ لگائے۔

پوچھنا پوچھنا کیا واقعی عمران پاکستانی سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا گیا تھا۔ یا اس نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا تھا۔



آج ہی اپنے قریبی بک شل سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران یہ بڑے میں منفرد، انوکھے اور یادگار انداز کا سحر انگیز ناول

بلیک پاورز

پیش نمبر

مصنف منظر کلیم ایف اے

بلیک پاورز بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں جو پوری طاقت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر اثر آئیں۔

بلیک پاورز ایسی خوفناک اور طاقتور قوتیں جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں۔

بلیک پاورز ایسی قوتیں جن کے مقابلے پر آکر عمران اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا۔ کیا واقعی عمران بے بس ہو گیا؟

بلیک پاورز جن کے مقابلے پر آکر عمران کو ایسی خوفناک جدوجہد کرنی پڑی جس کا اندازہ اس سے قبل اسے کبھی نہ ہوا تھا۔ انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد۔

باکوری بلیک ورلڈ کی انتہائی خوفناک قوت۔ جس کا اثر پانی پر تھا لیکن وہ حقیقتاً ایک عورت تھی۔ ایک خوبصورت اور دلکش افراطی عورت۔

باکوری جس کو دیکھتے ہی جوزف اس سے شادی کرنے پر تیار ہو گیا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے باکوری اور جوزف کی شادی ہو گئی۔

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ چوتھا نمبر

جے وہ لمحہ جب عمران کو جوزف کی بیوی باکوری سے انتہائی ہولناک جنگ لڑنی پڑی۔ ایسی جنگ جس میں جوزف بھی شامل تھا۔ کیا جوزف نے عمران کے مقابلے میں باکوری کا ساتھ دیا؟

جے وہ لمحہ جب جوانا بلیک پاورز کا آلہ کار بن کر عمران کے مقابلے پر اثر آیا اور جوانا کی وجہ سے عمران کے ہاتھوں سے جاہانی زلیخہ نکل گیا۔ کیا عمران نے جوانا کو معاف کر دیا۔ یا۔۔۔؟

جے بلیک ورلڈ کے پروفیسر البرٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی انتہائی طویل خوفناک اور جان لیوا جدوجہد۔

جے پروفیسر البرٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین انجام۔

منفرد دلچسپ اور یادگار کہانی

ایک ایسا ناول جو ہر حیثیت سے ناقابل فراموش ہے۔

ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قسط اس پر نہیں ابھرا۔

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



PDFBOOKSFREE.PK

مظہر علی

سیکے از مطبوعات

یوسف پبلشرز، بک سیلرز
برادرز
بک گھڑی